ترانۂ شوق

اُردو کی رنگین مثنوی

جسمین ماہِ عالم اور یاسمن کا دلچسپ قصّہ ہے

از تصنیفاتِ صاحبِ تصانیفِ کثیرہ

منشی احمد علی صاحب شوق قدوائی

حضرتِ مصنف کی جدید ترمیم اور تصحیح کے بعد

مولوی نور الحسن صاحب نیّر بی۔اے۔ایل ایل۔بی نے

سنہ ۱۹۲۱ء مین

بمقام قیصر باغ۔ لکھنؤ نیر پریس مین چھپوائی

طبع سوم ۱۰۰۰ جلد — رجسٹری شدہ — قیمت فی جلد عہ

۸ ۹۱ ۶ ۴ ۳ ۱۵

ش — ت

علمی خزانہ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
مرزا غالب مرحوم		سخندان فارس	۶	مبادی الحکمۃ	عہ
اردوئے معلیٰ	سے	نیرنگ خیال	۱۰	موعظہ حسنہ	عہ
عود ہندی		نظم آزاد	۱۲	رویائے صادقہ	۲
شرح دیوان غالب		قند پارسی	۱۰	ابن الوقت	عہ
از نظم طباطبائی		قصص ہند	۸	ایامیٰ	[illegible]
سرسید احمد خان مرحوم		نصیحت کا کرن پھول	۸	فسانہ مبتلا	[illegible]
		مکتوبات آزاد	۱۰	مجموعہ لکچر (۲ جلد)	[illegible]
آثار الصنادید		**مولانا نذیر احمد مرحوم**		نصاب خسرو	۲
خطبات احمدیہ				رسم خط	۲
مکمل مجموعہ لکچر		ترجمہ حمائل شریف		**مولانا شبلی مرحوم**	
مقالات سرسید	عہ	ادعیۃ القرآن	۶		
آخری مضامین سرسید		دہ سورہ	۸	شعر العجم جلد اول	
		الحقوق والفرائض		دوم	
مولانا حالی مرحوم		ہر سہ جلد		سوم	
حیات جاوید طبع اول	عہ	اجتہاد		چہارم	
یادگار غالب		مراۃ العروس	۱۲	پنجم	
حیات سعدی		توبۃ النصوح	۱۲	سیرۃ النبی جلد دوم	
مسدس حالی		بنات النعش	۹	الفاروق	
مولانا آزاد مرحوم		مجموعہ نظم بے نظیر		الغزالی	
		چند پند	۲	المامون	
آب حیات		منتخب الحکایات	۲	سیرۃ النعمان	۸

ادیب بک ایجنسی بازار [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کی حمد ہے زباں پر
ہے آج دماغ آسماں پر

وصف اُسکے لکھیں جو لکھنے والے
کونین کے دو ورق ہوں کالے

دی منھ کو زبان زبان کو تقریر
پتلی کو نظر نظر کو تسخیر

گردوں کو قمر قمر کو ہالہ
پہلو کو جگر جگر کو نالہ

کھانے کو دہن دہن کو کھانا
دانے کو شجر شجر کو دانا

پانی کو بھنور بھنور کو چکّر
دریا کو صدف صدف کو گوہر

شب کو کیا روز روز کو شب
لب کو دیے حرف حرف کو لب

آندھی کو دواں کیا دواں ہے
پانی کو رواں کیا رواں ہے

پھول اُسنے کھلائے کھلتے ہیں روز
دو وقت ملائے ملتے ہیں روز

ہے اُسکا مقام بسکہ بالا
بیدم ہوتا ہے جانے والا

خامہ یہ تھکا کہ رُک گیا ہے
سر لوح پہ رکھ کے جھک گیا ہے

نعت جناب سیّد المرسلین

ہے وصف جناب احمد پاک — لولاک لما خلقت الافلاک

کونین کا حصر دم پہ اُن کے — معراج کا سر قدم پہ اُن کے

سائے مین تھی شان کبریائی — شکل اس سے کبھی نظر نہ آئی

...بنکے مداد کلک تقدیر — کی خلق مین قسمتون کی تحریر

منظور نظر جو چار تھے یار — کاشانۂ دین کے تھے ستون چار

بحر رفعت کے چار تھے دُر — جسم ایمان کے چار عنصر

افلاک رضا کے چار اختر — دیوان قضا کے چار دفتر

لازم ہی ثنائے اہلبیت اب — تھے دین کے شجر کے پھول پھل سب

گویا تھے مصطفیٰ شجر تھا — اس مین کوئی گل کوئی ثمر تھا

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

...کہہ لے بات اے خدا سخن کی — دے خامہ کو نوک بانکپن کی

...ے مژہ کسی حسین سے — اور نوک نگاہ دلنشین سے

...باغ جہان مین یہ فسانہ — ہر مرغ نظر کا آشیانہ

...ت ہو سواد شام کاکل — سطرون سے بچھا ہو دام کاکل

... دائرے گیسوون کے گھونگھر — یا دیدۂ نیم باز دلبر

...لا ہے شان الف کی قد سے — محراب حرم خجل ہو مد سے

...ہر کز وہ بانکپن دکھائے — ترچھی نظر اُس سے چھپ چھپ جائے

ہر صفحہ کتاب کا فلک ہو
نقطون مین ستارون کی چمک ہو

صفحے پہ ہو اون کی ضو فشانی
فردی بوٹی کی کامدانی

مضمون لطیف ہو سخن مین
معشوق نفیس پیرہن مین

معنی یون لفظ مین ہون مستور
جیسے پتلی مین آنکھ کا نور

رنگین سخن سے ہو شفق گرد
وہ رنگ جمے کہ لعل ہو زرد

گل پر گلشن مین اوس پڑ جائے
لالے کی کلی کا منھ بگڑ جائے

رخ رنگ شباب سے ہو خالی
غیرت سے کٹے سب اُسکی لالی

ہو میرے سخن کو پڑھکے یہ حال
پڑھنے والے کے ہونٹھ ہون لال

شہرت مری یون ہو اہل فن مین
یاقوت کی کان ہے دہن مین

چُپ چپ کہ ہزارون اہل فن مین
وہ ساقی بادہ سخن مین

اعجاز لبون کی جنبشون مین
جادو قلمون کی گردشون مین

آتشون مین فروغ کوئی کیا پائے
آندھی مین چراغ بجھ کے رہجائے

کیا نہر مین آبروے شبنم
کیا بحر مین اک حباب کا دم

جگنو اُڑکر چمک دکھا کر
تارا نہ بنے فلک پہ جا کر

گردون گردون ہی چاک ہی چاک
اکسیر اکسیر خاک ہے خاک

لیکن کہین جام فن ہے خالی
کیا میکدہ سخن ہے خالی

حاصل مئے کش کو کچھ نہ کچھ ہے
تلچھٹ ہی سہی اگر نہین مے

یارب مجھے قوت بیان دے
منھ مین شمشیر کی زبان دے

بازوے قلم مین زور فن ہو
قبضے مین قلمرو سخن ہو

دیکھے جو بیان کی روانی — سوکھے بحرِ روان کا پانی
گہرا یہ ہو رنگ شاعری کا — رنگِ لبِ سُرخ ٹھہرے پھیکا
ہو رشک یہ چستی سخن پر — ڈھیلی ہو قبائے نازتن پر
بندش پہ مرے ہوئے بند شیدا — چوٹی مین ہو پیچ وتاب پیدا
اس نسخے کو کیمیا پہ ہو فوق — سُرمہ ہو یہ بہر دیدۂ شوق

آغاز داستان یعنی شاہزادہ ماہ عالم کی پیدایش کا بیان

ساقی دیکھ آج شانِ گلشن — جوبن پہ ہین گلرخانِ گلشن
کہتے ہین چمن کے پھول بوٹے — ہے رنگ کہ تو یہ آج ٹوٹے
اک شاہ تھا کشورِ عجم مین — مشہور تھا جاہ مین حشم مین
سلطان کے لقب سے نامزد تھا — انسان کے لباس مین اسد تھا
وہ یوسفِ کاروانِ اقبال — تھا اوج مین آسمانِ اقبال
رفعت کی بنا کا خود تھا بانی — عکس اُسکا تھا صرف اُسکا ثانی
کاکل بل مین بہت کم اوس سے — تلوار کا ناک مین دم اوس سے
ہمت کا بڑھاؤ حد سے بڑھکر — دریا سے زیادہ قد سے بڑھکر
سورج ہو فروغ بخت سے زرد — دریا ہو کرم کے جوش سے سرد
گھر مین لیکن پسر نہین تھا — خالی تھی صدف گہر نہین تھا
گلزارِ جہان مین مثلِ شمشاد — کھلتا نہ تھا پھول پھل وہ ناشاد
گلشن تھا خزان رسیدہ اوسکا — بے نورِ نظر تھا دیدہ اوسکا

قسمت تھی سیاہ شب کی صورت
تھی اسکو چراغ کی ضرورت

دل غم سے۔ لب آشنا دعا سے
ہر دم تھی یہ التجا خدا سے

میرا ظرفِ مراد بھر دے
آغوش کے ہالے کو قمر دے

یہ گھر کہین بے مکین نہ رہ جائے
خاتم کہین بے نگین نہ رہ جائے

امید نے یہ کیا اشارہ
چمکے گا نصیب کا ستارہ

دانے کو زمین نے دبایا
قطرے نے صدف کو گھر بنایا

دانے سے ہوئی شجر کی امید
قطرے سے پڑی گہر کی امید

گن گن کے کٹے جو نو مہینے
مژدہ دیا شاہ کو کسی نے

ٹپکا ثمرِ نہالِ امید
نکلا برجِ حمل سے خورشید

مہتاب کو داغ دے وہ صورت
سورج کو چراغ دے وہ صورت

بجلی کو یہ چوٹ ہو چمک سے
الٹی سیدھی گرے فلک سے

پیدا جو ہوا وہ دانہ گھر مین
آیا گویا خزانہ گھر مین

بوٹے سے نہال ہو گیا شاہ
تارے نے ہلال کو کیا ماہ

وہ نور تھا یون اس انجمن مین
ہو روحِ لطیف جیسے تن مین

حسرت رہی دیدۂ حسد کو
پردہ ہوا حسن چشمِ بد کو

لعل و زر و سیم سب منگایا
بانٹا بخشا دیا لٹایا

جلسون مین ہنسی تھی قہقہے تھے
غنچون مین ہزارون چہچہے تھے

تھا وہ نورِ نگاہِ عالم
رکھا گیا نام ماہِ عالم

ماہ عالم کا جوش شباب اور تصویر پہ عاشق ہو کر پیچ و تاب

ہان ہان ساقی شراب آئے — دل سرد ہے آفتاب آئے
بے دختر رز نہین مجھے چین — ہون صورت موج بادہ بیچین
بڑھکر ہوا بدر جب مہ نو — پھیلی ہر سمت شان کی ضو
ٹھہرا ہنرون سے وہ یگانہ — مجموعۂ خوبی زمانہ
حصے مین تھی آبرو کی ہر شے — تھا رزم مین تیغ بزم مین مے
دانش مین خیال تھے رسایان — بینش مین نگاہ بے حجابان
انشے مین وسعت شب ہجر — افکار مین گرمی تپ ہجر
رنگینی مین لعل احمر — شیرین دہنی مین حوض کوثر
گفتار مین شیشۂ مے ناب — رفتار مین یا نسیم یا آب
نور اوسکا فروغ دیدۂ طور — حسن اوسکا چراغ محفل نور
انوار کی جبین کا ایک پرتو — شان اسکے چراغ بخت کی لو
رفعت کے کوٹھے کا ایک زینہ — دولت خاتم کا اک نگینہ
طاقت پلکی مین صورت تیر — نصرت قبضے مین مثل شمشیر
عقل اتنی بڑھی کہ زلف گھٹ چلے — عمر خضر و مسیح کٹ چلے
اکدن کہ تھا جوش موسم گل — دلکش تھی بہار زلف سنبل
حالت یہ گلون کے رنگ کی تھی — سائے سے زمین تھی گلابی
آمادہ تھا ہوا کو اسقدر پیار — منھ غنچون کے چومتی تھی ہر بار
نہر اپنی دکھا رہی تھی موجین — لہرون سے اوڑا رہی تھی موجین

وہ گل کہ تھا آبروے گلشن — گلشن مین تھا مثل جوے گلشن

اختر کہ وزیر کا پسر تھا — مانند سہا پس قمر تھا

قسمت نے دکھائی سیر مین سیر — دل نے کہا مانگو اب مری خیر

سنیئے یہ حسن اتفاق اب — بڑھتا ہے شباب کا مذاق اب

تاجر کوئی مال لے کے آیا — اسنے اک تازہ گل کھلایا

ہر چیز دکھائی وہ دکھائی — بیچی جو شے پسند آئی

قصہ کو تاہ آخر کار — تصویرین دکھائین اسنے دو چار

ہر شکل سے لاجواب ہر ایک — سب مین بے مثل تھی مگر ایک

ابرو تھے کھنچے ہوے ہلالی — زلفین کہ گھٹائین کالی کالی

چھوٹے چھوٹے جو گال تھے لال — تھے پھول کے پھول گال کے گال

آنکھین تھین سیاہ مست دونون — لب مے پیئے مے پرست دونون

لب سے تھے بولنے ہی پر ہے — گویا منھ کھولنے ہی پر ہے

آنکھون مین نگاہ ہنس کے آئی — پہلو مین وہ آہ ہنس کے آئی

ہونٹون یہ تھی اُف جگر یہ تھا ہاتھ — تصویر یہ دل نگاہ کے ساتھ

دیکھے لگے کہنے ہو کے قربان — تو ہی مری پتلیون کی ہے جان

بولا شہزادہ چشم بد دور — ہے یہ کسکی نگاہ کا نور

کس برج کے چاند کی یہ ضو ہے — کس گھر کے چراغ کی یہ لو ہے

تاجر نے کہا سراب ہے یہ — نور بے آفتاب ہے یہ

در اصل یہ نقش ہے خیالی — صورت ہے گواہ بے مثالی

فرمائیے تو ہوا ہے کیونکر — اشک صبح کا مگر چاندنی پر
بولا وہ کہ تو تو ٹالتا ہے — کیون چاند پہ خاک ڈالتا ہے
در پردہ ہے دلکش ایک شے یہ — دل بول رہا ہے بات ہے یہ
کاکل کو رسن نہ جانے کوئی — تارے کو شرر نہ مانے کوئی
سمجھا وہ کہ فاش ہو گیا راز — پردے مین چھپا نہ نغمۂ ساز
بن کر نہ یہ کھیل ابھی بگڑ جائے — او مجھ پہ تو کوئی پیچ پڑ جائے
بولا کہ ہے ایک کشورِ حسن — ہے جسکا سواد فرِ حسن
دیوارین رخِ حسین سے بھی صاف — صحن آئینۂ جبین سے بھی صاف
در اسکے جو دیکھ پائین معشوق — آنکھین اپنی چرائین معشوق
قد سے بالا مقام ہر ایک — طالع سے بلند بام ہر ایک
جس راہ پہ شہر مین نظر کی — تھی مانگ کسی حسین کے سر کی
فردوس ہے تختگاہ کا نام — خسرو ہے بادشاہ کا نام
یہ نورِ نظر نظر ہے خسرو — یہ لختِ جگر جگر ہے خسرو
اس بزم مین نور ہے تو یہ ہے — فردوس مین حور ہے تو یہ ہے
مشتاق ہوا وہ سر سے تا پا — بولا کہ بیان کر سراپا
تاجر پہ تھی ختم خوش بیانی — یون کی سرِ بزم گلفشانی
برجِ شرفِ قمر ہے وہ سر — یا نخل ہے قد ثمر ہے وہ سر
اک گنبدِ قصرِ نور کہئیے — قندیلِ چراغِ طور کہئیے
یا سر ہے حبابِ بحرِ اسود — زلفین سیلابِ بحرِ اسود

تن مین ہے جو بوئے بادۂ حسن | وہ سر ہے سبوئے بادۂ حسن
ہے جلوہ نما وہ مانگ سر پر | گویا شمشیر ہے سپر پر
یا اک خطِ زر سرِ محک ہے | سیدھی یا چین کی سڑک ہے
برقِ ابرِ سیاہ سے کہیئے | کالے پانی کی راہ کہیئے
کاکل شبِ ہجرِ خستہ حالان | یا ہے بختِ شکستہ حالان
بال اُسکے جو آنکھون سے نظر آئین | قسمت مین بلا کے پیچ پڑ جائین
ہم پلہ جو زلف خم بخم ہو | غالب ہے کہ عمرِ خضر کم ہو
کانِ انغلین سے لڑتے ہین کان | گلہائے چمن بگڑتے ہین کان
وہ سانپ ہین کاکلین کہان ہین | کان اُن سانپون کی بانبیان ہین
چہرے مین ہے جبہۂ منوّر | یا باغِ جنان مین حوضِ کوثر
کیا رنگ کہون شگفتگی کا | اِک پھول کھلا ہے چاندنی کا
آئینہ ہے صاف جوشِ تنویر | روشن ہے جبین سے خطِ تقدیر
ماتھے پہ جو دو بھوین عیان ہین | بحرِ خوبی مین کشتیان ہین
دو طاق ہین خانۂ خدا کے | دونون ہین دفترِ حیا کے
دیکھے اُن کو تو سر جھکا کر | گوشے مین چھپے کمان جا کر
دل بہر مثالِ نو ہے بے چین | کہیئے تفسیرِ قاب قوسین
آنکھین ہین بیاضِ شعر خوانی | یا ساغرِ بادۂ جوانی
جادو ڈالین تو صاف چل جائے | رنگِ ابلقِ دہر کا بدل جائے
پلکون سے بنا کے آشیانے | دو مرغ بٹھا دیئے خدا نے

چتون سے عیان ہی خوش کلامی — کہیے آنکھون کو شرحِ جامی
پلکین گد کے پھری ہے پتلی — پلکین پہ ہین پری ہے پتلی
ہے دیدۂ مردمک مین یہ بات — دن چار طرف ہی بیچ مین رات
یعنی اللہ کا الف ہے — یا شمع ہے یا صراحی مے
تھے چور کے دانت لعل لب پر — یہ نقب اوس نے لگائی آکر
یعنی رُخِ با صفا مین کیا ہے — پشتہ قرآن کی جِلد کا ہے
گال اُسکے جو دیکھو تو کہو پھول — دونون ہین سدا بہار دو پھول
صورت دونون کی ہے حبابی — رنگت دونون کی ہے گُلابی
مضمون ہے کنیجفے کا نایاب — دونون ہین وہ آفتاب و مہتاب
لب سے کہتے ہین معجزہ ہنسی ہے — شق القمر ایک دل لگی ہے
ہے بست و کشاد اونکا معمول — غنچہ کبھی دیکھیے کبھی پھول
لب ایک ہے با تو دوسرا تا — دونون جو ملین تو بت ہو پیدا
بت سے نکلے وہ سنگدل نہ بولے — عیسیٰ بھی جو بولین لب کھولے
اُنگلی جو لبون کے درمیان ہو — مابینِ دو لب الف عیان ہو
ظاہر یہ ہوا الف سے مطلب — لب ہین مےِ حُسن سے لبالب
کیا وصفِ دہن مین کیجیے فکر — جو چیز نہین ہے اُسکا کیا ذکر
ہان چوک ہوئی نکلتی ہے بات — سانچا ہی وہ جسمین ڈھلتی ہی بات
رخسار سے حباب منھ ہے چشمہ — مچھلی ہے زبان اُس کی گویا
کوزے مین ڈلی نبات کی ہی — یا موجِ آبِ حیات کی ہے

ہین دانت دہان صاف مین بند — سیپارے ہین یا غلاف مین بند
ہیرا انچھر یہ گفتگو ہے — موتی کی ذرا سی آبرو ہے
رخ ہے ملک فرنگ گویا — منھ قلعہ ہے بہر جنگ گویا
دانتون کی صفین نظر پڑی ہین — یا قلعے مین پلٹنین کھڑی ہین
پنہان نہین کچھ ذقن کے اوصاف — پڑھیئے قرآن مین سورۂ قاف
ہے غبغب صاف چاہ نخشب — خال غبغب ہے ماہ نخشب
عین آنکھ کو کیجئے جو تسلیم — شک اسمین نہین کہ ہے دہن میم
کہتی ہے نظر کی تحت رابی — ہے پارۂ عم رخ کتابی
گالون پہ جو آتے ہین نظر خال — ہے نقطۂ انتخاب ہر خال
نقطے قدرت نے خود دیے ہین — اوراق یہ منتخب کیے ہین
گر شمع سے دون مثال گردن — ہو شمع کو سر وبال گردن
اللہ اللہ بلند ہے شان — رحل اسکو کہون کہ رخ ہے قرآن
کیا جلد گلو ہے اور کیا رنگ — آئینہ ہو صاف پیک کا رنگ
یا مے ہے بھری میان شیشہ — یا لال پڑی میان شیشہ
شانے جو ہین دونون بازوؤن پر — دو ہین مینا تو دو ہین ساغر
ہے جوش ضیا سے آشکارا — اگون کے کنول ہین جلوہ آرا
گورا ہے بدن تو نہر کہیے — ہر ہاتھ کو ایک لہر کہیے
دو ہاتھ ہین سینہ ہے مگر ایک — تلوارین تو دو ہین اور سپر ایک
پہونچون کو نہ پہونچے چاہی جو ہو — گھل جلے جلن یہ شمع کو ہو

اک دن کہین چمکی تھی کلائی
کل برق کو آج تک نہ آئی

ہے رشتۂ جان وہ نبض پرنور
یا تار نگاہ دیدۂ حور

چمکے جو ہتھیلی بھور ہو جائے
چشم خورشید کور ہو جائے

چھلّے سے خیال دوربین ہے
چشمہ کف دست نازنین ہے

کیا کیجئے وصف پنجۂ نور
ہے پنجۂ آفتاب مشہور

دیکھے جو کوئی بچشم ادراک
مرقوم ہے پنجسورۂ پاک

انگلیون کو کہا جو شرح جامی
پنجہ ہے خمسۂ نظامی

پورون سے ہے نیشکر ہر انگشت
فوارۂ نور ہر سر انگشت

ہے سینۂ صاف دشت ایمن
یا آئینہ یا ہے مہر روشن

چاندی سونے کا یا طبق ہے
یا سورۂ نور کا ورق ہے

پردے کا پسند ہے قرینہ
لوح محفوظ ہے وہ سینہ

پستان ہین کہ ہین بلور کے برج
یا نور کے گھر مین نور کے برج

یا میوۂ نخل زندگانی
یا محمل ناقۂ جوانی

پیچو دیتے شراب پینے والے
مستی مین اولٹ دیے پیالے

اب قابل صاد سنیے باتین
سینہ تو ہے لوح یہ دواتین

ہے اوسکا شکم کہ حسن دربند
اس حسن مین حسن ہے نظربند

بلور کا صحن یا ہے گھر مین
یا چاندنی چوک ہے نظر مین

آئینہ نفس سے جزر و مد ہے
دریا کی مثال مستند ہے

چوٹی جو پشت پر پڑی ہو
شفاف شکم سے دیکھو اسکو

دل مین نہ کبھی نہان رہے بات
ظاہر ہو شکم سے بے کہے بات

کہتا ہے یہ ناف کو نظارا
ہے ماہ شکم تو ناف تارا

یا قصر شکم ہے در ہے وہ ناف
یا بحر شکم بھنور ہے وہ ناف

یا سخت پڑی ہے چشم جویا
وہ ناف ہے نقش دیدہ گویا

موہوم ہے وہ کمر یہان تک
صانع نے دیا ہے نقطۂ شک

اک زلف کا بال ہے کمر کیا
شاعر کا خیال ہے کمر کیا

اسرار عیوب کی قسم ہے
دو ہستیون مین نہان عدم ہے

یون عقدہ کشا ہے طبع کشاف
ہے تار نگاہ دیدۂ ناف

تعریف سرین مین عقل گم ہے
خاطر کو گران مثال خم ہے

میکش یون مست گفتگو ہین
میخانے مین نقرئی سبو ہین

ایوان حیا ہین باہین جیسے
یا کھینچے دھرے ہین آفتابے

اب پائین جیسے کیا ہین یہ دولت
ایسی نہین یہ گرہ کہ کھولون

کیا خاک گہر کی آبرو ہے
غنچے مین مقام گفتگو ہے

ساغر تہ کہون صدف نہ جانون
گندم جو کہو کبھی نہ مانون

عقدہ سے کھلے چاک پر جو ہو غور
عاشق کا جگر ہے کچھ نہین اور

رانین ملبوس مین ہین مستور
شمعین فانوس مین ہین مستور

پنہان بادل مین بجلیان ہین
مضمون الفاظ مین نہان ہین

ساقون پہ یقین ہے شاعرون کو
مصرعے ہین یہ بیت حسن کے دو

یا نون مین ہے لام الف کا نقشا
مرقوم ہے صاف صورت لا

کی فکر جو جانبِ معانی | سمجھے نہین کوئی اِن کا ثانی
پشتِ کفِ پا ہے بسکہ پُرنور | ہے روئے پری کہ چہرۂ حور
امکان مین ہو جو دیدِ ناخن | ہو قوسِ قزح مریدِ ناخن
تلوؤن پہ نثار ہین مہ و مہر | ہر آئینہ دار ہین مہ و مہر
روشن وقتِ معائنہ ہے | ہر نقشِ قدم اِک آئینہ ہے
چلنے مین دکھاتا ہے وہ قامت | ہر ایک قدم پہ اِک قیامت
سنتا تھا کہ جی مین آیا جی دے | دیکھا دیکھی بھر آئے دیدے
تصویر کو دے کے زر خریدا | سودا لیا دردِ سر خریدا
کیا بخت ہے اور کیا مقدر | بجلی تو کہین چلے کہین گھر

شہزادے کا تلملانا اور وزیرزادے کا سمجھانا

توبہ کو مِرا سلام ساقی | بھر دے تُند جام ساقی
مستی کی بہار جوش پر ہو | حملہ نشے کا ہوش پر ہو
وہ صاحبِ تاجِ کشورِ غم | وہ داغ نصیب ماہِ عالم
گہوارۂ ناز مین پلا تھا | ناواقفِ کوچۂ بلا تھا
بیدل ہوتا تھا دل لگی سے | خاطر تھی کشیدہ میکشی سے
چشمِ پُر آب تھا پیالہ | شیشہ کفِ دست کا تھا چھالا
تھا بسکہ گھڑی گھڑی نیا رنگ | چہرے مین تھا دھوپ چھاؤن کا ڈھنگ
یا ابر تھا اشکبار یا وہ | یا برق تھی بیقرار یا وہ
بھڑکی دل مین وہ آتشِ غم | جس آگ سے آگ لے جہنم

اشکون کی وہ چشم سے روانی
با دل پھرین جسکے آگے پانی

انجان کا عشق جی پہ بیٹھا
دل رب سے اوٹھا اوسی پہ بیٹھا

دلچسپ تھی ایسی شکل اوس کی
نظرون پہ چڑھی تو دل مین اوتری

ابرو تلوار ہو یہ مانا
لیکن مہ عید اسے جانا

کاکل ہو بلا زمانے بھر کو
سر پیچ تھی لیکن اوسکے سر کو

آنکھین خونخوار ہون بلا سے
اچھا بیمار ہون بلا سے

قد دار سہی نہال تھا وہ
ہر آنکھون سے پائمال تھا وہ

اختر ابن وزیر اوس کا
ہمراز مین تھا مشیر اوس کا

سمجھنے لگا کہ ہے کہان دھیان
اس حسن کا بھی کہین ہے انسان

اصلی ہے یہ احتمال ہی کیا
فرضی ہونا محال ہی کیا

بے جان پہ جان کون وارے
کیا خوب ہین ولولے تمھارے

سوکھے کو ہرا نہ جانے کوئی
کھوٹے کو کھرا نہ مانے کوئی

موتی کا گمان حباب پر کیا
پانی کا یقین سراب پر کیا

گیسو نہین پیچ مین ہو کیون گم
یوسف نہین ہوش کیون ہو سکے گم

قصہ نہ بڑھے برنگ کاکل
چھوٹے کہین شہر مین نہ یہ گل

ہے باد ہوائی چاہ کی لہر
چھوڑین نہ شگوفے مردم شہر

بلکہ نہ لگائین آگ بدخواہ
پڑھ کر نہ کنوین جھنکائے یہ چاہ

سلطان سے کوئی جڑے تو کیا ہو
اولٹی سیدھی پڑے تو کیا ہو

بہر چاہ بہت رنج کی نشانی
پڑ جائے گا آبرو پہ پانی

بولا کہ نہ چھیڑ راگ مالا
دھن چھیڑ سے اور ہو دوبالا

دل آہی چکا تو صبر کیسا
دم جانے پہ ہے تو جبر کیسا

دامن نہین آرزو کہ چھوٹے
شیشہ نہین آسرا کہ ٹوٹے

بد رنگ نہ رنگ عشق کا ہو
کچا نہین اُڑ سکے جو ہوا ہو

پالا ہی پڑا قضا سے اب تو
جو ہو سو ہو بلا سے اب تو

سمجھا کہ بُری کیا خدا نے
مین کیا مری بات کیا کہانے

تنکے کا شمار لہر مین کیا
بنیادِ حباب نہر مین کیا

سوجھی سرِ دست پردہ پوشی
قفلِ درِ لب ہوئی خموشی

سلطان کا ماہ عالم کو سمجھانا آخر تشفیت کا خط لکھا جانا

مانا ساقی ہوا پہ ہے آج
رندون کی نظر خدا پہ ہے آج

مے دے تو بھلا نہ دے تو کیا جبر
پائین تو مزہ نہ پائین تو صبر

دل آکے رُکا نہین کسی سے
آندھی نہین تھمتی آدمی سے

شہزادہ کہ آپ مین نہین تھا
گھر بیٹھے وہ اور ہی کہین تھا

صورت ہوئی زار روتے روتے
گل سے ہوا خار ہوتے ہوتے

آنا جانا نفس کا ہر بار
تلوار پہ چل رہی تھی تلوار

لاکھون شکنین پڑین جبین پر
موجین تھین سراب کی زمین پر

گالون سے جو اُڑ گئی تھی لالی
دو شیشے تھے زردے سے خالی

دانتون سے کبودی لب پہ آئی
چاندی کی رگڑ سیاہی لائی

منھ فق نہین بلکہ زرد بھی تھا
دل شق نہین بلکہ سرد بھی تھا

ماتھا۔ تل۔ کان۔ گال۔ لب زرد
جل جل کے جو کھینچین سرد آہین
جی جلنے سے بدلی صورت اونکی
ہم چشمون کے دل تمام ٹوٹے
بیرنگ جو دامن اوس کا انکا
اوڑ بھاگے عزیز رنگ کیطرح
ہمدم اسوقت سب جدا ہوئے
پنہان ہے دل مین داغ کیتک
رفتہ رفتہ اوڑی ہوا یہ
باتون باتون سنا پدر نے
غش اوسکے اوڑے خبر کی صورت
آنکھون کو تھی نورِ دیدہ کی چاہ
گرم آئے وہ جسطرح تپ آئے
دیکھا نہ وہ رنگ ہے نہ وہ روپ
رُخ صاف تھا پہلے تیرہ اب ہے
کی عرض کہ ہین حضور بیچین
اُٹھیے اُٹھیے حضور چلیے
اوٹھنے مین تھا ضعف سے تکلف
زانو پکڑے کمر سنبھالے

وہ قد تھا ببول پھول سب زرد
تھین برق سے بند دم کی راہین
سنولا گئی صاف رنگت اونکی
ایسا بہکا کہ جام ٹوٹے
آنکھون مین بہ رنگ خار کھٹکا
احباب سے کٹے پتنگ کیطرح
بات آکے پڑی تو لب جدا تھے
دامن کے تلے چراغ کیتک
قمری کسی سرو کا ہوا یہ
دل دیکے لیا ہے غم پسر نے
آنسو ٹپکے ثمر کی صورت
گل کو لینے چلے ہوا خواہ
یا سینے سے آہ تا لب آئے
دامانِ غبار مین چھپی دھوپ
دن رنگ مین ہمسوادِ شب ہے
کچھ دیر کو ہو قرانِ سعدین
چلیئے چلیئے ضرور چلیئے
بھون پر تھی شکن زبان پر اُف
بیچارہ کدھر کدھر سنبھالے

صدمہ دل پر تڑپ جگر مین — رسنکی ہونٹھونپہ درد سر مین
اوٹھ بیٹھ کے وہ غبار کی طرح — آیا دل بیقرار کی طرح
آغوش طلب پدر نے وا کی — پہلو مین جگر کی طرح جا کی
صدمہ تھا ملال تھا قلق تھا — آنکھین نیچی تھین رنگ فق تھا
ٹوٹا ہوا دل حباب آسا — پھولا ہوا منہ حباب آسا
پلکین جو نہ کرتین پردہ داری — آنکھون سے نہ چھپتی اشکباری
تھے سوزش غم سے خشک تر لب — مرجھائی سی پنکھڑی تھا ہر لب
سلطان نے غبار اوسکا تاڑا — دامن کی مثال خوب جھاڑا
بینائی دل اوبھارتی تھی — غیرت مگر آنکھ مارتی تھی
دل تنگ ہوا تو عقدہ کھولا — گرمی دیکھی تو جل کے بولا
تم خار نہین جسے نکالون — دکھ پیڑ نہین کہ کاٹ ڈالون
تم آگ نہین کہ بجھ کے رہجائے — یخ آب نہین کہ تھم کے بہجائے
کیا تھا یہ اضطراب کا رنگ — تیور کی طرح بدل گیا رنگ
دل پر تپ غم نے داغ ڈالے — جیسے کسی پھل مین بیج کالے
وحشت سے حواس خمسہ ششدر — چارون ورق عناصر ابتر
ہمدم تھے تمام دم کے ساتھی — ہمدرد تھے درد و غم کے ساتھی
جی جانسے جان نثار تیار — کام ایک کا ہو تو چار تیار
سوزش کی مگر دوا کہان تھی — ٹھنڈا کرے وہ ہوا کہان تھی
دلسوزون کو سوز دل سنایا — بولا کہ یہ گل سے داغ پایا

جو دیدہ تھا اور جو شنیدہ — روشن کیا حالِ نورِ دیدہ

حیرت سے تھے اہلِ ہوش ششدر — تیجا نہ تھا بادشاد کا کٹھا

چپ سن سکتے میں تھے خردمند — منہ شل دمِ تخیل تھے بند

ہو ٹھونپہ تھے دانت سر پہ تھے ہاتھ — سر سے جو ہٹے جگر پہ تھے ہاتھ

مجمع میں تھا ایک پیر دانا — دیکھے ہوئے آنکھوں سے زمانا

کوچے میں جو رہبری کے آئے — ہوں خضر تو راستا بتلائے

صورت میں کمان فکر میں تیر — بہرِ شبِ غم سحر تھا وہ پیر

منہ صورتِ عقدہ اُسنے کھولا — سلطان کو دعائیں دیکے بولا

میکش کو ہوس ایاغ کی ہے — پروانے کو لَو چراغ کی ہے

دل بیٹھ نہ جائے رنج اُٹھا کر — ڈوبے نہ یہ چاند داغ کھا کر

ایسا نہو نورِ چشم کھو جائے — ٹھنڈا گھر کا چراغ ہو جائے

یوں خاک تھمنے ہوا جنون کی — ہاں وصل ہے اک دوا جنون کی

بھوکے کو غذا نہ دیجئے کیون — زخمی کی دوا نہ کیجئے کیون

عشق اور نصیحت زبانی — جلتے توے پہ پانی

سودے پہ چلے زبان کا بس کیا — شعلے کی لپٹ سے آگے خس کیا

خسرو کو پیام دیجئے آپ — اس لعل کا عقد کیجئے آپ

پیوند شجر سے ہو جائے — ہمرشتہ گہر گہر سے ہو جائے

رستے سے ہے خوب تاجر آگاہ — نامہ اُسے دیجئے کہ لے راہ

ڈھونڈے وہی دلکو جسنے کھویا — کاٹے وہی دکھ کو جسنے بویا

بیمار کیا دوا بھی لائے — بھڑکائی ہے آگ تو بجھائے

شہزادی کا گھبرانا لوگوں کا سمجھانا آخر پیام عقد سے تسکین پانا

ساقی کہوں کیا جنوں جی کا — دیوانہ ہے شیشے کی پری کا
ہے شوق وصال دختر رز — دکھلا دے جمال دختر رز
وہ تازہ نہال گلشن غم — وہ داغ نصیب ماہ عالم
گلچین بہار آرزو تھا — آوارہ مزاج مثل بو تھا
دل مائل درد آشنا گم — کشتی طوفان مین ناخدا گم
کہنے کو تو کم سخن نہین تھا — چپ تھا گویا دہن نہین تھا
صد چاک تھا اس لیئے دل زار — تھا زلف جنون کو شانہ درکار
بیجا نہ تھی پتلیون کی حیرت — کیا نام کی کچھ نہ ہوتی غیرت
بے شانہ برا سواد خط تھا — حرف موجا بجا غلط تھا
سمجھانے لگے اوسے خردور — بھولو نہ خدا کو بندہ پرور
کیون یاس کی شکل دلنشین ہے — کیا رات کے بعد دن نہین ہے
بھڑکی ہے جو آگ سرد ہوگی — آندھی جو اوٹھی ہے گرد ہوگی
بجلی نہین جان کیون ہے بیتاب — بدلی نہین دیدے کیون ہین پرآب
رخ برگ نہین ہے زرد کیون ہے — دل برف نہین ہے سرد کیون ہے
چہرے پہ غبار چھا گیا کیون — آئینے پہ زنگ آگیا کیون
تصویر کی حیف دل مین جا ہو — بت ساکن خانہ خدا ہو

صورت نہ بگاڑو بنکے رنجور — بن جائے نہ جی پہ جان سے دور
پھل نخل جنون کے مل رہے ہین — گلیون مین شگوفے کھل رہے ہین
بھکو نہ کہ آئے حرف ادب پر — کیون ہوئے سبک گران ہو سب پر
امید نہین تمھاری خو سے — ہو چاہ عزیز آبرو سے
ہمنے مانا کہ دے چکے دل — اب تم مانو کہ ہو نہ بیدل
بے فکر نہ مدعا بر آئے — بے ذکر یہ بات لب پر آئے
بے شمع نہ بزم ہو منوّر — بے غوطہ نہ ہاتھ آئے گوہر
برسے گا اگر گھرا ہے بادل — پھولا ہے شجر تو لائیگا پھل
غنچہ ہے تو ہوگا پھول گر گل — سلجھے گی اولجھ گئی جو کاکل
سمجھا کے بجھا کے لیکے خامہ — لکھ پڑھ کے سنایا اوسکو نامہ
نسخہ جو لکھا برائے بیمار — امید ہوئی دوا سے بیمار
دیکھا جو وہ بخت کا سیاہا — زخمی سمجھا دوا کا پھاہا
خط توڑ کے پیر کیا اشارہ — ہے غم سے شکستہ دل ہمارا
ظاہر کیا بند کر کے یہ رنگ — ہے قید بلا مین یہ دل تنگ

تاجر کا نامہ ہو کر فردوس مین آنا ہنسی خوشی سے جواب پانا

تیرے سر کی قسم ہے ساقی — تیرا ہی بس ایکدم ہے ساقی
مے دے رہے تیرے نام کی خیر — خم کی شیشے کی جام کی خیر
سلطان قلمرو غم و رنج — زچ تھا مانند شاہ شطرنج

سوچا کہ دوا سے کھوئیے درد ۔۔۔ بھڑکی ہے جو آگ سے کیجیئے سرد
صیقل ہو تو آئنہ ہو شفاف ۔۔۔ کھل جائے گرہ تو رشتہ ہو صاف
شہزادے پہ آنچ آنہ جائے ۔۔۔ یہ گل کہین داغ کھا نہ جائے
سہم ہو غم عشق بڑھتے بڑھتے ۔۔۔ دم لے تپ ہجر چڑھتے چڑھتے
پہلے تا جگر کا دل ٹٹولا ۔۔۔ آمادہ سفر پہ کر کے بولا
نامہ۔ تصویر۔ گنج۔ رہوار ۔۔۔ اشتر۔ ہاتھی۔ فنس۔ ہوادار
خیمے خرگاہ۔ فرش بستر ۔۔۔ خدام۔ مصاحب اور لشکر
پنّا۔ الماس۔ دُرِ خوش آب ۔۔۔ نیلم۔ پکھراج۔ لعل نایاب
لسیئے اڑھائی سوت والے ۔۔۔ انمول یہ موتیون کے ملے
نافے مشکِ ختن کے صدہا ۔۔۔ عنبر جس کی صفت ہے سارا
آرام کی بے شمار چیزین ۔۔۔ تحفے کے لیئے ہزار چیزین
یہ سب سامان لے کے جا اب ۔۔۔ فردوس کی سمت ہو ہوا اب
خسرو کو شبیہ و نامہ دینا ۔۔۔ کہنا سُننا جواب لینا
ہو سخت تو بولنا بہ نرمی ۔۔۔ ٹھنڈا کرنا کرے جو گرمی
کچھ راگ جو لائے ساز رکھنا ۔۔۔ پرواز کرے تو باز رکھنا
خط پاتے ہی چل کھڑا ہوا وہ ۔۔۔ حسرت سا نکل کھڑا ہوا وہ
دن رات تھا گرم رو ہوا خواہ ۔۔۔ دن کو تو تھا مہر رات کو ماہ
رستے مین نہ دم لیا کسی شکل ۔۔۔ فردوس مین آیا روح کی شکل
آیا جو نظر وہ باب امید ۔۔۔ لی برج کی راہ مثلِ خورشید

پردہ تھا کشادہ اور در وا — گھونگھٹ مین تھی چشم فتنہ گر وا
تھا پردۂ گوش پردۂ در — نغمے کی طرح سمایا اندر
گھر مین جو سپیدی چار سو تھی — صبح امید رو برو تھی
انوار سے صحن خانہ لبریز — جیسے دل عابد سحر خیز
بام اوج مین بادشہ کا اقبال — محراب ابروئے کج کی تمثال
تھی پیش نظر یہ صورت طاق — وا شوق مین جیسے چشم مشتاق
وہ سقف مین قمقمے پر انوار — پھولے پھولے حسین رخسار
دیکھا کہ وہ بادشاہ دوران — ہے تخت پہ صورت سلیمان
جھک کر بہ ادب مثال خامہ — دی وہ تصویر اور وہ نامہ
نامے سے کھلا طلسم تقدیر — پتلی ہوئی آنکھ کی وہ تصویر
صورت کا بناؤ چشم بد دور — سائے مین تھا آفتاب کا نور
زاہد کیسا ہی بت شکن ہو — اس بت کو جو دیکھے برہمن ہو
دولھا کی پسند تھی دلھن پر — تھا حصر جواب یاسمن پر
گلشن دختر وزیر اوس کی — کھیلی ہوئی اوسکے ساتھ کی تھی
رہتی تھین وہ ساتھ ساتھ اسطرح — پہلو مین دل و جگر ہین جس طرح
خسرو نے شبیہہ دی اسی کو — تا نور نگاہ یاسمن ہو
خلوت مین وہ پہونچی لیکے تصویر — بولی کہ یہ دیکھو نقش تقدیر
دیکھی جو شبیہ ماہ عالم — گردن ہوئی مثل ماہ نو خم
برچھی پڑی نوک سے پلک سے — دل مین لگی آگ سی چمک سے

تصویر چڑھی ہوئی نظر پر
ہاتھ ایک جگر پر ایک سر پر
الفت کا چبھا جگر مین کانٹا
آنکھون کو لہو رگون نے بانٹا
گلشن فقط اوس گھڑی تھی ہمراز
تھی مثلِ نفس وہ اوس کی دمساز
اوس سے کہا دیکھا اسے ذرا تو
رنگت کے عوض کھڑا ہے جادو
بوٹا سا یہ قد کہ دل مین جم جائے
سبزہ سا یہ خط کہ جان سم کھائے
زلفون مین پڑا ہی پیچ پر پیچ
حلقہ چشم حسین کا ہر پیچ
کرتی ہین یہ پتلیان اشارا
پانی مانگے نہ اپنا مارا
منھ کیا کسی پھول کی کلی ہے
کہتی ہی ہنسی کہ کھل چلی ہے
ہین مے کے حباب گال دونون
عکسِ مے سے ہین لال دونون
ہم سے اتنا غرور اچھا
سمجھے ہین حضور اچھا
ہم منھ سے زبان دین تو بولو
تصویر کو جان دین تو بولو
وہ دخترِ وزیر ہنسکے بولی
دل کھول کے کیا زبان کھولی
غیرت کو کہان ہوا بتا دی
چڑیا صدقے کی تھی اوڑا دی
قمری نہ ہو سروِ گل اندام
پروانے کا شمع سے نہو کام
اندھیر ہے کیک پر مرے چاند
سایہ کرے آفتاب کو ماند
بولی وہ کہ جان جائے دل جائے
اس جسم کی جان کاش ملجائے
بولی یہ کہ پی کے مے بہکنا
گل ہاتھ مین آئے تب چہکنا
بولی اچھا پتا بتا دے
ٹھنڈی ہی ہونگی ذرا ہوا دے
بولی یہ کہ کھل ہی جائے گا راز
کچھ ساز چھڑے تو نکلے آواز

تم مجھ سے جو پوچھو اپنے جی کی
کیا شکل حسین ہے کسی کی

وہ چیز ہے یہ کہ لے ہی لے دل
جو دیکھے اسے وہ دے ہی دے دل

یہ سُن کے اودھر وہ مسکرائی
گلشن سنے دھوم اِدھر مچائی

غنچے سے جو نکلی پھوٹ کر بو
پھیلی گھر مین ادھر اودھر بو

سب ہمسنن چھیڑتی تھین ہربار
کیون جی تمھین آیا تھا بہت پیار

ہان رال ٹپک پڑی تمھاری
صورت ہی تھی ایسی پیاری پیاری

منھ چومتے واہ ہمنے دیکھا
واللہ باللہ ہمنے دیکھا

آخر نہ چھپا بلاؤن کا راز
چٹ چٹ کی کچھ آرہی تھی آواز

تصویر کی کون ایسی ہستی
اللہ تم اور بُت پرستی

آنکھین تو اوٹھاؤ کچھ تو بولو
آنچل تو ہٹاؤ مُنھ تو کھولو

ایسی آئی ہین یہ کہین سے
نخرے کرنا اجی اونھین سے

انکو سب کچھ ہمین یہ گالی
اولٹی گنگا بہانے والی

منھ خوب چڑھا رہی ہو کیا خوب
انکے لیے رکھو ہے ادا خوب

ہے کوئی ذرا اِدھر تو آنا
منھ دیکھینگی آئنہ تو لانا

لینے لگے چٹکیان اشارے
بس لوٹ گئی ہنسی کے مارے

آنکھون کی طرح لڑی کسی سے
کاکل سی اوجھ پڑی کسی سے

تیز ایسے ہوئی نظر کی صورت
ٹیکا اوسے پا کے سر کی صورت

جھلاتے کسی پہ پیک تھوکی
منھ ہنسکے چھپالیا جو چوکی

آخر نہ چھپی نظر کی صورت
پردے مین چھپی جگر کی صورت

گلشن لائی اوٹھا کے تصویر | خسرو کو دکھایا نقشِ تقدیر
بولی کہ ہے جو حسب دلخواہ | زہرہ ہے دلہن تو چاند نوشاہ
دیکھی وہی شمع جس کی لو تھی | چمکا وہی چاند جس کی ضو تھی
نامہ تھا کلیدِ باب امید | ٹھہرایا قران ماہ و خورشید
انعام سا دیکے نامہ بر کو | پتلی نے طلب کیا نظر کو
طالب سے ملا مزاجِ مطلوب | قاصد نے لیا جواب مکتوب

تاجر کی واپسی و شہزادیکا سفر طلسمات کی راہ اور پری کی نظر شہزادیکا راہ پر نہ آنا پری کے حکم سے قید خانے جانا

اب رند ہین بیقرار ساقی | دل پر نہین اختیار ساقی
للہ بدل ہمین کو ہان سے | دے پھول کہ ہون ہوا یہان سے
کاغذ جو ملا ہوا تھا قاصد | تیز آہ سے کچھ سوا تھا قاصد
دم چلنے مین منفعل ہوا اوس سے | عمرِ گذران خجل ہوا اوس سے
جنگل جو پڑا ہوا تھا راہی | دریا جو ملا بنا وہ ماہی
گو گرم روی بہت جتائے | سورج کی کرن نہ اوسکو پائے
پہونچا جاکر قیاس کی طرح | ٹھہرا اپنے حواس کی طرح
سلطان کو دیا جواب مکتوب | طالب کو سنایا حالِ مطلوب
بھڑکی ہوئی آگ کو ہوا دی | بارود مین آگ سی لگا دی
مشتاق کا شوق کچھ بڑھا اور | دیوانہ تو تھا ہی جن چڑھا اور

یون آکے جما جنون سر مین / جیسے کوئی بیٹھے اپنے گھر مین
وحشت کی ہوا اٹھی بس بلا کی / دامن کی کلی کلی جدا کی
قائم نہ تھا رنگ اوسکے رخ پر / جو رنگ آیا تھا وہ دم بھر
چھت دیکھ کے کاٹتا وہ راتین / کرتا کڑیون سے پھرون باتین
کچھ اتنا پڑا تھا درد سے کام / تھا آہ کا کام سانس کا نام
پڑ جائے جو چشم تر سے پالا / بھورے یا دل کا مُنھ ہو کالا
پھٹتا تھا جو بار بار دامن / ٹکڑون سے بنے ہزار دامن
صورت دیکھو تو شوق ظاہر / پر تول رہا ہو جیسے طائر
سودا چڑھ کر جو سر پہ بیٹھا / دل گھر سے اوٹھا سفر پہ بیٹھا
حیرت مین تھا شاہِ مصلحت سنج / شادی کی خوشی تھی ہجر کا رنج
سوزش بھی تھی دل مین اور خوشی بھی / تھی دھوپ بھی اور چاندنی بھی
آندھی تھمتی محال تھا یہ / پانی رُکتا خیال تھا یہ
نزدیک آئی پسر کی دُوری / سامانِ سفر ہوا ضروری
اسباب خزانہ فیل رہوار / جو کچھ بہرِ سفر تھا درکار
سب دیکے اوسے کیا روانا / آگے سمجھا یا پیش آنا
ہاتھی پہ وہ مہر جلوہ گر تھا / یا جلوۂ برق طور پر تھا
ہودج کا وہ اوج چشم بد دور / نکلا ہے دید مہر پُر نور
اس حد کو اوٹھا کے سر نظر کی / پچھم کو گری کلاہ سر کی
خود قلب مین چار سمت لشکر / تھا بیچ مین چاند گردِ اختر

ساتھ اپنے وزیر بھی سدھارا — پہلو مین قمر کے تھا ستارا
پوچھا تاجر نے مخبر سے — راہین دو ہین چلین کدھر سے
نزدیک کی ایک دور کی ایک — نزدیک کی بد ہے دور کی نیک
لاعلم کہ دام ہے تہِ کاہ — بولا کہ چلو قریب کی راہ
آندھی کو پکڑ سکے نہ کوئی — سیلاب سے لڑ سکے نہ کوئی
کس شے سے ہو میرا راستا بند — شعلہ نہ ہو خار و خس کا پابند
تھا راہرو کو پسر بلا وہ — تلوار کی دھار پر چلا وہ
سورج جب ڈوبنے پر آیا — دنیا نے لباسِ نیل پایا
پہونچا اک مرغزار مین وہ — تھا صورتِ گل بہار مین وہ
رنگِ گل کا وہان یہ تھا جوش — سبزے سے زمین ہوئی تھی گلپوش
یہ تھی سرِ شاخ شکلِ لالہ — جیسے کفِ رند پر پیالہ
پتی پتی پہ ہو نہ ٹھم جمی دین — کانٹے پلکون سے نوک کی لین
بوٹون سے چلے نہ چال قد کی — امید ہو پائمال قد کی
پھولون کو جو دیکھین گال تپائین — سنبل او دیکھے تو بال تپائین
ہم چشم جو نرگسِ چمن ہو — نشہ سب آنکھ کا ہرن ہو
غنچہ منھ سے کہے کہ تو کیا — مجھ سے اور تجھ سے گفتگو کیا
دلکش راہین ادھر ادھر کی — سیدھی جن سے ہو مانگ سر کی
چشمے تھین جابجا وہ بیلین — دل جتنے ہون کاکلون مین لے لین
چشمہ تھا کہین تو دلنشین تھا — پانی عرقِ رخِ حسین تھا

ندّی وہاں ایک دیکھی جاری ۔ ہو خلد کی جس سے آبیاری
لہرائی طبیعت اوس قمر کی ۔ شب چاندنی مین وہین بسر کی
جب کٹ گئی زلفِ شب سحرگاہ ۔ روشن ہوئی مانگ کی روش راہ
تھک تھک کے جو سوئے تھے وہ جاگے ۔ ہمّت کی طرح بڑھے سب آگے
افسون کی روش تھی سحر کا رنگ ۔ لائی وہ بہار کچھ نیا رنگ
دن صورتِ مہر چلتے گذرا ۔ چلتے نہین بلکہ جلتے گذرا
چل پھر کے تھا مرغزار مسکن ۔ تھا مرکزِ دائرہ وہ گلشن
راہی ہوتا جہان سے ہر بار ۔ آتا وہین پھر کے مثلِ پرکار
رستے سے کھلا نصیب کا پھیر ۔ روشن یہ ہوا کہ ہوگا اندھیر
گلشن سے نکل سکا نہ اس طرح ۔ گونگے کے دہن سے بات جس طرح
اک شب کہ تھی کاکلِ عدم سم ۔ ہم رنگِ لباسِ اہلِ ماتم
یا بختِ سیاہِ اہلِ زنار ۔ یا فردِ حسابِ عمرِ کفّار
شہزادہ کہ ماندہ ہو گیا تھا ۔ مانندِ نصیب سو گیا تھا
پھرے والا کچھ ایسا کھویا ۔ مُردوں سے وہ شرط بد کے سویا
لائی چکر مین گردشِ بخت ۔ گذرے پریوں کے اوس طرف تخت
اک اون مین سے حور چہرہ گلفام ۔ خورشید جمال مشتری نام
بولی کہ ہے رنگ کچھ نیا آج ۔ بدلی نظر آتی ہے ہوا آج
اس غنچے مین یہ شگوفہ کیا ہے ۔ جنگل مین عجیب گل کھلا ہے
منظورِ نظر ہوا نظارا ۔ ٹوٹے جیسے فلک سے تارا

سایے کی روش قریب آئی
اوس چاند پہ مثل ابر چھائی

یوسف جو ہوا عزیز جی سے
دل چاہ مین گر پڑا خوشی سے

جنگل مین ملا جو یہ خزانا
چوری کا خیال جی مین لاتا

یون بند آنکھین تھین سب کی یکسر
جیسے ہون بند رات کو در

نشہ سے خواب کا تھا سر جوش
سر کی نہ خبر نہ پانون کا ہوش

قابو پایا پری نے اوس پر
قبضہ کیا مشتری نے اوس پر

آغوش مین شکل اوس حسین کی
تمثال تھی حرف دلنشین کی

یہ تھی حلقے مین شان معشوق
جیسے منہ مین زبان معشوق

جنگل سے ہوا ہوئی ہوائی
گل سے لیکے نہال گھر مین آئی

پلکون سے کھلی نقاب غفلت
چونکا وہ مست خواب غفلت

آنکھین جو کھلین نصیب سویا
کانپا سہما غریب رویا

بدلا نظر آیا کارخانہ
الجھا زلفون مین جیسے شانہ

چکر مین سر ضعیف کی طرح
سر خم کمر نحیف کی طرح

تھی خوف سے سانس دم چرائے
کیا جان جو منہ سے باہر آئے

دل جسم مین یون ہوا افسردہ
ہو بزم مین جیسے شمع مردہ

رگ رگ مین چھپی تھی جان ڈر سے
دانتون مین دبی زبان ڈر سے

آنسو ٹپ ٹپ ٹپک رہے تھے
دو چشمے زمین پر بہے تھے

دونون چشمون کا کھیل دیکھا
گنگا جمنا کا میل دیکھا

تا حلق کے ڈر سے تھرتھرایا
تھا سر کو بلا پری کا سایا

منحوس اوسکے لئیے پری تھی ۔ گویا کہ زحل وہ مشتری تھی
آنکھون سے قضا چڑھی نظر پر ۔ چتون سے چھری چلی جگر پر
پوچھا کہ یہان مین آیا کس طرح ۔ بولی کہ قرار دل مین جس طرح
پوچھا یہ ستم کیا ہے کس نے ۔ بولی تمھین دل دیا ہے جس نے
پوچھا شکر کہا کہ ہان تھا ۔ پوچھا کہ ملے گا بھی کہا نا
بولا یہ غضب تو بولی خاموش ۔ بولا کہ پھر اب تو کھولی آغوش
بولا کہ نہین تو بولی بیکار ۔ بولا کہ رہائی بولی دشوار
بندہ مجبور چارہ کیا تھا ۔ جو حق کی رضا اجارہ کیا تھا
آنکھون کو یہ بیخودی نے کھویا ۔ دم ہی نہ تھا پتلیون مین گویا
تن جلنے لگا دھوان بنے بال ۔ تھے بھاڑ کے دانے جسم کے خال
آواز کو خوف تھا نکلتے ۔ دم ہی نہ تھا ہونٹھ کسکے چلتے
سر مثل نظر جھکا ہوا تھا ۔ دم صورت دل رکا ہوا تھا
ہو دل کا غبار صاف کیا خاک ۔ کھٹکا تھا کہ چھینکتے کٹے ناک
دانائی تھی ختم اوس پری پر ۔ اوڑتی چڑیا کے گنتی تھی پر
سوچی ابھی جال مین پھنسا ہی ۔ بھڑکے سبب مجھسے تو دور کیا ہے
یہ ہے جو دماغ مین وطن کی ۔ ناساز ہوا ہے اس چمن کی
دیوانہ نہ ہو کڑی اوٹھا کر ۔ انگارے نہ اوگلے تاؤ کھا کر
ہو راہ وہ سلسلہ نکالو ۔ دم دھاگے کا چال اپنے ڈالو
روٹھے ہوئے کو منانے بیٹھی ۔ بگڑے ہوئے کو بنانے بیٹھی

چھیڑا اوسے جس مین ساز ہو جائے | چھینٹے دیئے تا غبار دھو جائے
بہلانے لگی کہ غم کو ٹالو | منھ کھول کے غصہ تھوک ڈالو
ٹیڑھے نہ ہو رخ ادھر نہ پھیرو | دیکھو دیکھو نظر نہ پھیرو
اتنی نہ کرو رکھائی دیکھو | ہونٹوں پہ ہنسی وہ آئی دیکھو
وان شوق عدوئے پردہ پوشی | یان ہمنفس زبان خموشی
وہ مثل زبان بے ادب تیز | یہ اشک الم سے ظرف لبریز
جوش اسکو جو تھا شباب کیطرح | دن بھر جلی آفتاب کی طرح
بدمست وہ تھی شعور کیسا | ظلمت چھائی تھی نور کیسا
جسدم ہوئی بند چشم خورشید | روشن ہوئی شمع بزم امید
پردہ کیا فاش راگ لائی | کاکل سی بڑھی لپٹنے آئی
باہر ہوئی جامے سے ہوس مین | لین اوسکی بلائین دستین
یان دل کو ہوا جو ادرکی تھی | کانٹا سی پری کھٹک رہی تھی
پھیلی وہ تو یہ سمٹ کے بیٹھا | آگے جو بڑھی تو ہٹ کے بیٹھا
لین اوسنے بلائین تو یہ چٹکا | ہاتھ اوسنے بڑھایا اسنے جھٹکا
معشوق کھنچا جو صورت ساز | دل بیٹھ گیا بہ شکل آواز
بدلی حیرت کی منھ پہ چھائی | چھوٹی مہتاب پر ہوائی
امید شکست کھا کے ٹوٹی | بستی رحمت کی ڈھہنے لوٹی
دل غم سے بنا ایاغ کی طرح | شب بھر وہ جلی چراغ کی طرح

وصل پر مشتری کا اصرار - ماہ عالم کا انکار

مشتری کا جھلانا۔ شہزادے کا قید خانے جانا

ہوں صورتِ غنچہ تنگ ساقی / لا بادۂ لالہ رنگ ساقی

غم کی کوئی حد [illegible] نہ دے اب / دم آیا لبوں پہ دم نہ دے اب

معشوق کھنچا جو مثلِ شمشیر / ذک پا گئی مشتری کی تقدیر

گالوں پہ رواں تھے اشکِ پیہم / گل تر تھے کہ گر رہی تھی شبنم

دم جوشِ جنوں کا بھر رہی تھی / دیواروں سے باتیں کر رہی تھی

پہلو اوسنے ہزار بدلے / کیونکر دلِ بیقرار بدلے

کوٹا سینے کو شب بھر اوسنے / کی صبح گجر بجا کر اوسنے

کھلاے ہوے داغ مثلِ لالہ / جل بھنکے اوٹھی وہ گرم نالہ

شہزادے پہ گرم تھی وہ شب سے / رخ لال تھا آتشِ غضب سے

آندھی سی اوٹھی ہوا سی آئی / سر پر اوسکے بلا سی آئی

سوتا مانندِ بخت پایا / صدمے کی طرح اوسے اوٹھایا

چونکا تو نظر پڑی ڈراوہ / تھی سر پہ اجل کھڑی ڈراوہ

دل سرد تھا کھینچی آہ جل کر / کروٹ بدلی نظر بدل کر

قسمت کیطرح وہ اوسکا پھرنا / نظروں سے تھا مثلِ اشک گرنا

ہاتھ اوسنے ملے کہ بس نہیں ہلے / ان ہاتھوں کو دسترس نہیں ہلے

پھر ساز جو چاہا۔ پایا نا ساز / نکلی بھی تو بس نہیں کی آواز

منہ کی کھائی تو غصہ آیا / منہ دیکھ کے بگڑی منہ بنایا

قہر آیا کہ جن چڑھا پری پر / لپکی جھلا کے آدمی پر

بولی کہ یہ بیوفائی کیون جی | ہمسے اتنی رکھائی کیون جی
دیکھی ترچھی نگاہ کیا خوب | سبحان اللہ واہ کیا خوب
سمجھے نہ بشر کو تو پری کیا | جو دُر کو نہ پرکھے جوہری کیا
رخ پھیرے ہو رنگ ہے نرالا | ہے دال مین کچھ ضرور کالا
در پردہ ہے کون پردہ کھولو | آنکھین نہ دکھاؤ منھ سے بولو
بت بنگئے کس پہ جان دے کر | چپ سُن ہو کسے زبان دے کر
کس شمع سے لو لگائے ہو تم | کس چاند کا داغ کھائے ہو تم
کیون زرد ہو جیسے زرد ہو برگ | کیون ملتے ہو ہاتھ جیسے دو برگ
الجھن مین ہو کیون یہ کیا بلا ہے | کس زلف کا پیچ پڑگیا ہے
کیون جی نہین دیکھتے ادھر کیون | کعبہ نہین مین جھکا ہے سر کیون
ٹیڑھے نہ ہو سیدھی بات یہ ہے | مین جس سے دبون وہ گھات یہ ہے
محبوب کو روؤ جو روؤ پیارے | آنکھون سے نہ ہاتھ دھوؤ پیارے
بیدل ہو تو آؤ مجھ سے دل لو | روٹھے ہو گلے لگاؤن مل لو
سمجھا نہ کہ داغ کھائیگی یہ | جل کر مجھکو جلائیگی یہ
غافل کہ کرے گی چوٹ کد سے | جاؤن گا کہان مین بچ کے زد سے
سودا اٹھر بیٹھے مول لینا | قیمت مین وہ نقد ہوش دینا
وہ عشق شیرین دکھلائے جس نے | وہ چاہ کنوئین جھنکلائے جس نے
سب کہکے کہا کہ لاگ یہ ہے | جو دل مین لگی وہ آگ یہ ہے
مایوس بھی وہ ہوئی خجل بھی | امید بھی ٹوٹی اور دل بھی

وہ پیار گیا وہ چاہ بدلی | دیکھا دیکھی نگاہ بدلی
آمادہ ہوئی جفا پہ جی سے | مریخ بنی وہ مشتری سے
غصہ تھا کہ قہر تھا خدا کا | چتون تھی کہ تیر تھا جفا کا
گیسو تھے کہ دام تھے بلا کے | ابرو تھے کہ تیغے قضا کے
پلکین اسکی تھین یا سنانین | یا سانپ تھے بال یہ زبانین
پتلی تھی بھری تو پلکین گد کے | تل تھے شرر آتش حسد کے
دیدے آنکھین بدل رہے تھے | خنجر سے وہ ہونٹھ چل رہے تھے
نظرون سے گرا دیا نظر نے | گیسو لگے مار مار کرنے
پلکون نے چبھوئے خار پر خار | قد سرو کے پیڑ سے بنا دار
باتین کرتی تو زہر اوگلتی | چلتی جو زبان برچھی چلتی
گردن سے لپٹ کے مثل گیسو | کہنے لگی سُن تو او جفا جو
کیون مجکو کیا پکا کے پھوڑا | کیون شیشۂ دل کو تو نے توڑا
پانی کو نہ پیاس مین کہون مین | بس چاہ مین باؤلی رہون مین
دُھن اور تھی اور راگ نکلا | پانی تجھے سمجھی آگ نکلا
جو مین کہون تو کرے نہ وہ بات | مین دن جو کہون تو تو کہے رات
تو مجھ سے لڑے یہ جان تیری | اے خالق پاک شان تیری
تو کیا تجھے جسکی دھن وہ ہے کیا | مین برق وہ نے. ثبات نے کیا
تو مجھ سے نہ اڑ کہ مین پری ہون | روشن ہے کہ آگ سے بنی ہون
چاہون تو اُسے ہلاک کر دون | بھڑکون تو جلا کے خاک کر دون

کیا خاک کا خاک مین ملانا | نقش کف پا کا کیا مٹانا
آنکھین نہ بدل بگڑ کے مجھ سے | پچھتائیگا دیکھ لڑ کے مجھ سے
ہونٹون کو تو کھول ہے کہان تو | کیا منھ مین بھرے ہو گھنگنیان تو
غصے سے وہ لال غم سے یہ زرد | گرم اوسکا مزاج اسکا دل سرد
سر صورت بار غم اٹھایا | جو دل مین تھا جوش منھ پہ لایا
بولا تو آگ ہو کے کیا پائیے | مٹی ہو نمین آگ جس سے دب جائے
دل اوسکو دیا تو رہ گئی جان | یہ بھی ترے ہاتھون سے پہ قربان
امید قسم نہین کہ ٹوٹے | خواہش دھبا نہین کہ چھوٹے
چھوٹے گی نہ جستجوئے فردوس | دم نکلے تو جائے سوئے فردوس
یان پائے بشر ہٹا ادب سے | وان آگ ہوئی پری غضب سے
جینا کیا اوسنے مشکل اسکا | مہندی کی طرح ملا دل اسکا
مہرو عدو آئی شامت آئی | آفت آئی قیامت آئی
دشمن ہوئی جان کی وہ جی سے | آنکھین دکھلائین دانت پیسے
اک دیو تھا سنگدل بلا کا | جامہ پہنے ہوئے قضا کا
صورت وہ کہ بدنمائی سب ختم | رنگت جس پر سواد شب ختم
دانت اوسکے کہ زرد زرد پتھر | دو دو ہم شکل دانت سے باہر
ہر دم شکنون سے چہرہ بد | لیتا ہوا لہرین بحر اسود
پلکین اوسنے جدا بچھائے | نیزے ہین یہ زہر کے بجھائے
آنکھین وہ بلا بھرے بلا گرد | فتنے ان پتلیون کے شاگرد

لب ہل کے دکھاتے ہین کرامات | قینچی ہین کہ کاٹ دیتے ہین بات
بولی اوس سے کہ یہ ستمگر | ہے میری رگِ جگر کو نشتر
ہٹ مجھ سے کرے غضب خدا کا | پتلا ہے یہ آدمی بلا کا
تو قید سے اسکی آبرو لے | جسمین یہ عزیز چاہ بھولے
زنجیر کے سلسلے مین یون ڈال | چوٹی مین کسا ہو جسطرح بال
تن کھٹکے جو بال ہو تو جا نون | یہ ماہ ہلال ہو تو جا نون
وہ دیو چلا تفنگ کی طرح | دوڑا شیشے پہ زنگ کی طرح
دامن اسکا تھا ہاتھ اوسکے | سایہ سا چلا یہ ساتھ اوسکے
اک دشت نظر پڑا جنون خیز | مثلِ دلِ قیس وحشت انگیز
بالو وہ کہ بھاڑ سرد ہو جائے | ٹیلے سے پہاڑ گرد ہو جائے
دھوپ ایسی کڑی نہ دہر مین ہو | اوس سے تپ لازمی زمین کو
سرد اوس سے ہو گرمی جوانی | تلوار کی آنچ ٹھہرے پانی
وسعت سے خیال کو ندامت | چھوٹا کہین دامنِ قیامت
وان موجِ ہوا تھی تیغ آہن | وان نقشِ قدم تھا چشمِ دشمن
وان شاخِ شجر تھی مارِ خونخوار | وان برگ تھا شاخ مین کف مار
اوس دشت مین ایک قیدخانہ | تھا مرغِ جنون کا آشیانہ
وحشت کے لیے بنا تھا وہ گھر | چشمِ آہو تھا حلقۂ در
ظلمت سے شبِ فراق ڈر جائے | عاشق کی نظر سے زلف اوتر جائے
تنگی سے دلِ بخیل ہو تنگ | دق ہو گرمی سے دھوپ کا رنگ

گنتا وہان کون آدمی کو — نلکے سے جنون ہو پری کو
بیکس نے وہ قید خانہ پایا — برجِ عقرب مین چاند آیا
تاریک مکان مین وہ خوش اسلوب — یوسف تھا میانِ چشمِ یعقوب
یون چپ تھا کہ چور تھا وہ گویا — زندہ در گور تھا وہ گویا
کھانے کو جو پوچھیئے تو غم تھا — آنے جانے کو پاس دم تھا
بند آنکھ جو ڈرنے کی نہ کھولی — زنجیر بھی ہو کے چپ نہ بولی
وہ مجلس گرم اور وہ بیتاب — آتشکدے مین تھی جلے سیماب

ماہ عالم کے کھو جانے سے ساتھیون کا گھبرانا اور ایک درویش کے سبب سے پھر ہاتھ آنا

آمادۂ جور ہے زمانا — ساقی کوئی جامِ بادہ لانا
دل کشمکشِ بلا سے چھوٹے — قفلِ در تو یہ آج ٹوٹے
شہزادہ اسیرِ دامِ صیاد — لشکرِ دشتِ جنون مین برباد
بیچینی سے سب وہین پہ لوٹے — آنچل کی طرح زمین پہ لوٹے
چھوٹا تھا جو نورِ چشم کا ساتھ — پلکون کی مثال ملتے تھے ہاتھ
بولے بچھڑا حبیب افسوس — افسوس ہے اے نصیب افسوس
ہاتھون مین نہین زبان اب تو — اعضا مین نہین ہے جان اب تو
خود ہمکو وہ چھوڑتا بھلا کب — بو باغ سے نکلے بے ہوا کب
دریا سے گہر نہ آپ نکلے — پتھر سے شرر نہ آپ نکلے
اے حضرتِ بخت کیا یہ شر ہے — بابان قدم آپ کا کدھر ہے

سیدھا رہا ہم سے شام تک تو | ٹیڑھا ہوا شب کو اے فلک تو
ایسی آنکھون پہ نیند چھائی | پہرے والے کو موت آئی
غفلت مین یہ داغ دے گیا چور | کاجل آنکھون سے لے گیا چور
تھا گشت مین شب کو او ستمگر تو | اندھیر ہوا رہا کدھر تو
آنکھین کھولے ہوے تھے تارے | دیکھا تو کیے نہ کیون اشارے
یہ سچ ہے ہوا نہین تھی شبکو | تھی چاندنی یا نہین تھی شبکو
اندھی ہوئی ہاے شمع روشن | سوجھا اسے آنکھ سے نہ دشمن
مانا پردے گھرے پڑے تھے | خیمے کے ستون تو کھڑے تھے
پردہ نہ کھلا کہ ہے یہ کیا بھید | کس ابر مین ہے نہان وہ خورشید
اختر کہ فراق سے تھا غمناک | آنسو کی طرح گرا سرِ خاک
غفلت ہوئی پردۂ رخِ ہوش | قسمت ہوئی اوج سے ہم آغوش
طالع سے تھی ایک شکل باہم | امید کی صورتِ مجسم
سوتے مین نصیب اوسکے جاگے | دیکھا کہ خضر کھڑے ہین آگے
چونکا تو نگاہ مین تھی صورت | پیش آئی تلاش کی ضرورت
نالہ سا چلا اثر کا جویا | پتلی سا پھرا نظر کا جویا
اوس دشت مین ایک باغ پایا | مانندِ نسیم اندر آیا
اشجار ادھر ادھر کھڑے تھے | زہّاد نماز پر کھڑے تھے
بلبل کی صدا کا پاک انداز | تکبیر کی آ رہی تھی آواز
خوشے مین نہ تھے چمن کے انگور | سبحہ نکلا تھا بن کے انگور

دیکھا درویش اک کہن سال
انسان صورت فرشتہ تمثال

باتین بحرِ کرم کی لہرین
آنکھین آبِ وفا کی نہرین

پیشانیِ صاف روح مومن
روئے شفاف عید کا دن

یون لوثِ جہان سے قلب تھا صاف
جسطرح ہو خانۂ خدا پاک

چہرے پہ جو ضعف سے شکن تھی
اک نور کی نہر موجزن تھی

قدمون پہ گرا برنگِ سایہ
بولا یا شاہِ عرش پایہ

اُفتادہ سے آ پڑی ہے سختی
روشن ہے ہماری تیرہ بختی

کس مُنھ سے کہے غلام حضرت
تسبیح ہے بے امام حضرت

لشکر بر بادشاہ گم ہے
گردش مین نجوم ماہ گم ہے

ہم کیا سوئے نصیب سویا
پلکون نے جھپک کے دیدہ کھویا

بے شبہہ ہے بیخودی کی شے نیند
یہ سچ ہے کہ نصف موت ہے نیند

ہم سوئے تو شب کو چور آکے
شہزادے کو لے گیا اڑا کے

سرمایۂ عیش تھا کبھی سر
اب دوش پہ بار ہے یہی سر

قسمت نے اجل کے گھاٹ اوتارا
بحرِ غم کا نہین کنارا

بولا وہ خدا خدا کرو جی
اپنے مولا پہ من دھرو جی

پردہ کبتک حجاب کبتک
ڈوبا رہے آفتاب کبتک

کی پڑھ کے ادھر ادھر جو چھو چھا
دیوون کی طلب تھی آئے پوچھا

شہزادے کو کون لے گیا ہے
اس دشت مین یہ ستم نیا ہے

اتنی نہین جان آدمی کی
ہے راہزنی کسی پری کی

بولے وہ کہ بے خبر ہین ہم سب — بولا یہ کہ جستجو ہے مطلب
وہ نور بنا ہے کس نطفہ کا — اب ہے وہ چراغ کسکے گھر کا
یہ سنکے اوڑے وہ رنگ کیطرح — تیزی سے چلے تفنگ کیطرح
زناٹے سے جا رہے تھے رہگیر — جسطرح کڑی کمان سے تیر
اوڑتے پھرے صورتِ خبر وہ — آندھی سے گئے ادھر اودھر وہ
دیکھا کبھی شہر اور کبھی دشت — کرتے رہے صورتِ ہوا گشت
رستے رستے کو دیکھا بھالا — کوچے کوچے کو چھان ڈالا
باغون مین لگائی تاک جاکر — غنچون مین گئے ہوا بچا کر
ہر گوشے کو جھانکتے تھے جویا — خود تھے ہمہ تن نگاہ گویا
کانون مین پڑی بشر کی آواز — سُن ہو گئے وہ کہ ہے یہ کیا راز
یان نقش زمین کے نقشِ افسون — یان دشت کے خار تشنۂ خون
نالے دل کے شجر یہان کے — چھالے دل کے ثمر یہان کے
دم لے کے سُنا کہ کوئی مضطر — سرگرم ہے آہِ آتشین پہ
بجلی سی گری برابر اوسکے — جلتے جلتے بچے پر اوسکے
آواز پہ جاتے جاتے پہونچے — شعلون سے ہوا بچاتے پہونچے
آیا نظر ایک قید خانہ — پایا طائرِ غم کا آشیانہ
تنگی وہ کہ چشمِ مور کہئیے — ظلمت ایسی کہ گور کہئیے
رستا نہ ملے ہوا کو اوس مین — ہو خوفِ بلا بلا کو اوس مین
گھر گھر کبھی رات ہی کبھی دن — وان رات سے دن نہو کسی دن

دیکھی وہان ایک شکلِ زیبا — حیرت زدہ مثلِ نقشِ دیبا
تھا وہ یوسف میانِ زندان — یا تھا ظلمت مین آبِ حیوان
دیکھا کہ ہے دیو حاجبِ نور — فلفل ہے نگاہبانِ کافور
کچھ اوسکی نہ روک ٹوک مانی — من سانپ سے چھین لین بھانی
سیدھے مثلِ قیاس پہونچے — سیارے قمر کے پاس پہونچے
دیکھا حالت نہین ہے تن مین — گویا نہین کچھ بھی پیرہن مین
گیسو خطِ زعفران کا سنبل — چہرہ جیسے چراغ کا گل
پوچھا کہ اُٹھائی یہ کڑی کیون — افتاد تمھارے سر پڑی کیون
شمعِ ویرانہ کیون بنے تم — جنگل کا خزانہ کیون بنے تم
جھجکا۔ گھبرایا۔ ڈر کے رویا — گھبرا گیا۔ آہ بھر کے رویا
بولے وہ کہ خیر خواہ ہین ہم — رہزن نہین خضرِ راہ ہین ہم
مرہم ہین نمک نہ ہمکو جانو — پوچھین تو کہو ہمین تو مانو
بولا۔ اے قیدیِ ستم ہون — لیکن شہزادۂ عجم ہون
گل ہون گو رنگ و بو نہین ہے — دُر ہون گو آبرو نہین ہے
الفت مین ہوا تھا خانہ برباد — غفلت مین ہوا ہین صیدِ صیاد
سایہ ڈالا پری نے مجھ پر — قبضہ کیا مشتری نے مجھ پر
لشکر سے اوٹھا کے لا اوڑی دور — آنکھون سے نکال لائی وہ نور
مجبور ہون جبرِ مشتری سے — انسان ہون دب گیا پری سے
خواہش پہ ہوئی جو کر کے ضد گرم — رک رک کے خجل ہوئی وہ بےشرم

مانون نہ وہ لاکھ ہو کشیدہ | بندہ نہین اُسکا زرخریدہ
خار اوسکو ہوا جو سمجھی باغی | کی باؤلی ہو کے بد دماغی
آنکھین جو نکالین تاؤ کھاکے | غول آئے مری نظر کے آگے
کھٹکا جو مین چشم مشتری مین | ڈالا کاجل کی کوٹھری مین
ظلمت سے ہے ادھر بھی اور اودھر بھی | مین بھی قیدی مری نظر بھی
ہنسنے لگے کھلکھلا کے جویا | غنچون سے ہوے وہ پھول گویا
کچھ وہم اوسے اس ہنسی پہ آیا | پوچھا پاچھا سُنا سُنایا
بولے وہ اُٹھو اوٹھا وہ مضطر | بولے وہ چلو کہا کہ کیونکر
دیکھا تو ہے قیدیِ سلاسل | زلفون مین پھنسا ہو جسطرح دل
کی پاؤن سے اوسکے دور زنجیر | توڑا وہ طلسمِ پیچ تقدیر
آرام سے جی کے ساتھ لائے | قرآن سا ہاتھون ہاتھ لائے
درویش نے گود مین بٹھایا | نقطہ تھا وہ دائرے مین آیا
پوچھا کہ ہے کس چمن کا بوٹا | کون ایسی ہے دشمن کہ دیس چھوٹا
کی عرض کہ چھیڑیے نہ یہ راگ | دیمک ہے جو گاؤن تو لگے آگ
سنگت والے الگ ہوئے ہین | اب صورت نے فغان ہے اور مین
کم بخت ہون بے نصیب ہون مین | بیکس ہوا ہون غریب ہون مین
اسکی آخر بُری کی چوری | دل کھول کے طوطی سینہ زوری
میوے دیئے کھانے کو کہا کھاؤ | جُھکے کہا جانے کو کہا جاؤ
چلنے کو اُٹھا تو پہلے رُک کر | تسلیم اوسے کی ادب سے جھک کر

پھر جانب خیمہ گاہ لی راہ | گردون کیطرف روان ہوا ماہ
اختر نے کہا کہو کہان تھے | بولا وہ پری کے میہمان تھے
یہ سنکے ہنسا وہ کہہ کے رویا | برق و باران سے ساتھ گویا
پوچھا کہ یہ کیون کہا کہ واللہ | فریاد تھی ہر نفس کے ہمراہ
زندان مین کہ زندہ گور مین تھا | پتلی تھا کہ چشم مور مین تھا
سقف اور زمین سے تھا بلا مین | دانہ سا دبا تھا آسیا مین
زنجیر کی وہ کڑی اوٹھائی | کاکل بھولا نہ یاد آئی
ہر دم ظلمت کا سامنا تھا | اپنی قسمت کا سامنا تھا
تاریک مکان اور در بند | آنکھون مین نگاہ تھی نظر بند
حسرت تھی کہ پھر جہان دیکھون | یا کم سے کم آسمان دیکھون
وہ عشق وہ گفتگو پری کی | وہ جوشش وہ آرزو پری کی
وہ وصل پر اوس پری کا اصرار | اصرار پری پر اپنا انکار
انکار سے قید مین وہ جانا | دیوون کا وہ قید سے چھڑانا
صدمہ کہا اوس سے جسقدر تھا | تب دل پہ تھا اب زبان پر تھا
تھے چشم براہ اہل لشکر | ہر آنکھ کھلی تھی صورت در
آئے جو نظر یہ اختر و ماہ | پھولے نہ سمائے سب ہوا خواہ
ہمدرد تھے بے حواس شب کے | آتے ہی حواس آئے سب کے
غنچے مین برنگ گل کھلا وہ | ہر ایک سے مثل دل ملا وہ
یون چوم رہے تھے سب قدم کو | جسطرح سے برہمن صنم کو

آرام طلب تھا وہ تھکن سے | خلوت کو سدھارا انجمن سے
تنہائی ملی تو پڑ کے سویا | تھا بخت وہ مشتری کا گویا

رہائی کی خبر پا کے مشتری کا گھبرانا۔ مالن کا جانا اور مشتری کو گھر لے آنا

جمنے پہ جنون کا رنگ ہے آج | ساقی مری عقل دنگ ہے آج
وحشت جو کہین زیادہ ہو جائے | زنجیر یہ موجِ بادہ ہو جائے
جو دیو تھا پاسبانِ زندان | گھبرا کے اٹھا وہ مثلِ طوفان
بگڑا ہوا اپنی خو کی صورت | پرّان ہوا رنگ رو کی صورت
دیوانہ پری کے پاس آیا | تن صورتِ بید تھرتھرایا
پھولا ہوا تھا کچھ اسقدر دم | تھا پیٹ پہ دھونکنی کا عالم
بولی وہ کہ خیر ہے کہا شر | بولی کہ یہ کیون کہا مقدّر
زندان مین جوان اب نہین ہے | قالب تو ہے جان اب نہین ہے
دیوون کا وہ جستجو مین آنا | قیدی کا وہ قید سے چھوڑانا
چکرا کے دکھایا بخت کا پھیر | روشن کیا جو ہوا تھا اندھیر
لائی وہ خیالِ نامرادی | اور آتشِ عشق کو ہوا دی
تلوار تھی مانگ سر کی سر کو | کانٹا تھی نگاہ چشمِ تر کو
دیدے جو ہوے تھے قہر سے لال | مردم کا تھا آگ مین برا حال
مُنھ فق تھا ڈرا ہوا غضب سے | لب ڈر کے لپٹ گیا تھا لب سے
غصہ کیا ہو گا اس سے بڑھکر | اپنے جامے سے تھی وہ باہر

چھایا ہوا صحنِ باغ مین غم — جس پیڑ کو دیکھو نخلِ ماتم
بلبل کی صدا تھی صورتِ تیر — چلتی تھی ہوا برنگِ شمشیر
جاری تھا عرق بتر آبِ جو تھا — اک آبلہ ہر حباب جو تھا
غنچے دلتنگ گل پریشان — نرگس کو جو دیکھیے تو حیران
جو نخل تھا چپ کھڑا تھا ڈر سے — سایہ غش مین پڑا تھا ڈر سے
کہتی تھی نگاہ سبزہ گیلا ہے — کانٹے کوئی بچھا گیا ہے
چکر مین تھی اِس طرح وہ بیکس — پڑ جائے بھنور مین جس طرح خس
کہتی تھی کہ کیا کرون مین مجبور — ہے سخت زمین آسمان دور
مین آئی کہن مین۔ چاند چھوٹا — اُن دیوون پر آسمان نہ ٹوٹا
ناچ انکو نچاؤن تو پری ہون — دنیل سے اوڑاؤن تو پری ہون
آئے جو نظر جنون کے انداز — سمجھانے لگین وہ تھین جو ہمراز
الجھن کو بڑھا نہ مثلِ کاکل — پڑ جائے نہ کوئی پیچ او گل
اُمید پری بشر سے ہے خام — پانی نہ کرے شراب کا کام
چاہیے نہ ہمکس کی صحبت — آتش سے بنے نہ خس کی صحبت
خورشید کو ذرہ کیا ضیا دے — مہتاب کو شمع نور کیا دے
بدنام جہان مین جو تو ہو — مانند نگین سیاہ رو ہو
اپنون پہ گران ہو بار ہو جائے — کھٹکے آنکھون مین خار ہو جائے
رشتے والے الگ ہون کٹ کے — جو پاس ہین بیٹھین دور ہٹ کے
جو چاہیے بنے وہ دم کا ساتھی — لیکن نہین کوئی غم کا ساتھی

بھولے ظلمت مین آنکھ کا نور — پتے ہون خزان مین پھر سے دو
مانند چراغ اب نہ جل تو — جوبن سے نہ مثل شمع ڈھل تو
تو بگڑے تو چلے قدر جانی — نشہ نہ رہے تو مے ہے پانی
دھبا جو لگے تو ناک کٹ جائے — داغی جو ہو پھل تو لطف گھٹ جائے
بولی مجھے چاہو یا نہ چاہو — اب داغ نہ دو چلو ہوا ہو
سودا سے ملتے لیا تمھین کیا — مال اپنا تھا دل دیا تمھین کیا
مین بن چکی بس بگاڑنا حق — ناساز سے چھیڑ چھاڑ ناحق
کیون بکتی ہو چپکے سنو گی کیا غم — مین چاہ مین باؤلی ہون یا تم
پیتا سی زبان اور کڑے بول — چھوٹا سا تو منھ بڑے بڑے بول
بالا رہی بات اب ٹلو بس — گھر گونج اوٹھا چلو چلو بس
مین جان سے جاتی ہون بہانا — تم کوئی نہ میرے ساتھ جانا
دیوانی تھی سہتی کیا کڑی وہ — بالون کی طرح اولجھ پڑی وہ
لیٹی تو گری خمار لے کر — چونکی تو اوٹھی غبار لیکر
تڑپی تو چمک گئی کسی سمت — نکلی تو بہک گئی کسی سمت
غصے سے ہوئے جو لال دونون — انگارے سے دہکے گال دونون
سمجھانے جو آئین سمجھین مطلب — سن ہو گئین سنسنا گئین سب
تنگ آیا جو پایا اسکو بے ننگ — گھبرا کے اوڑین وہ صورت رنگ
مانند ہوا چلین وہان سے — جا کر ملین مشتری کی مان سے
چہرے اترے ہوے تھے سب کے — جیسے بیمار جان بلب کے

بولی وہ کہ ہوش مین خلل کیون ۔ اس عیش مین رنج بے محل کیون
بولین یہ کہ عیش اب کہان ہی ۔ آرام نصیب دشمنان ہے
دم ناک مین ہے کہین نکلجاے ۔ عزت گئی ناک کٹ گئی ہاے
انسان کی چاہ ہے پری کو ۔ یوسف ہے عزیز مشتری کو
شب کے لانے کی گھات کہدی ۔ کھلکر پردے کی بات کہدی
یہ سُنکے چلی وہ جانب باغ ۔ ملتے تھے یہ شکن کلیجے مین داغ
تلوون سے لگی تھی جلتی آئی ۔ انگارے وہان اُگلتی آئی
دیکھا تو کچھ اور رنگ پایا ۔ پہلے تو پری تھی اب ہے سایہ
وہ پیچ نہ زلف مین نہ وہ خم ۔ وہ جان نہ جسم مین نہ وہ دم
ملے تپ غم کے لب ہوے خشک ۔ تر تھے عنّاب اب ہوے خشک
گالون پہ جو چھائی ہے اوداسی ۔ دو پھول تو ہین مگر ہین باسی
حیرت زدہ سے نظر ملا کر ۔ کہنے لگی آئنہ دکھا کر
تو اور ہے یا وہی پری ہے ۔ کس منھ سے کہون کہ مشتری ہے
چپ ہے گویا ہے بید ہن تو ۔ دی جان خدا نے بت نہ بن تو
کیون عشقِ بشر مین کھاتی ہی داغ ۔ گل شمع کا کب ہے قابل باغ
تو مہر وہ ذرّہ لاگ کیسی ۔ تو مہ کو بڑھی یہ آگ کیسی
ہین یہ ترے کھیل کود کے دن ۔ آتے نہین ہاتھ پھر گئے دن
مٹی نہ کر آبرو کو جانی ۔ اندھا ہے کنوان جو ہو نہ پانی
کیون چاہ مین گر کے رو رہی ہی ۔ کیون جان سے ہاتھ دھو رہی ہی

گھر بار بھی بھولی مشتری تو — کیا باغ کے ہاتھ بک گئی تو
بے فصل اس باغ مین ہے کیا کام — شاخین نکلین گی ہو گی بدنام
شرمائی وہ سنکے پند مادر — ڈالی اشکون سے منھ پہ چادر
کہنے لگی بات کیا ہے دم لو — مین کچھ نہین جانتی قسم لو
آنکھون سے نہین کسی کو دیکھا — دیکھا بھی تو آرسی کو دیکھا
اس باغ مین کوئی گل جو کھلتا — پتی کا پتا ضرور ملتا
نرگس کچھ دیکھتی تو کہتی — سوسن کی زبان چپ نہ رہتی
بو پائی ہو کچھ تو کیتکی بول — گلبرگ اپنی زبان تو کھول
آنکھون سے عیان ہے سرخی قہر — بو یا کسی بس کی گانٹھ نے زہر
سمجھون تو کہے یہ کیا شگوفہ — کیا کوئی کھلا نیا شگوفہ
بولی گھر چل کہا کہ کیا عذر — سایہ بھی کہ ساتھ تھی بلا عذر
رنگت کی روش اڑی ہوائی — دولت کی مثال گھر مین آئی
پوشیدہ خیال یار منظور — ہو رشتۂ شمع جیسے مستور
سرخی رنگت کی تب نے کی گرد — گیندے کی طرح وہ ہو گئی زرد
سوچی کہ سکوت اب کہانتک — حرف آئے نہ بے کہے زبان تک
پیاسا چل پھر کے چاہ ڈھونڈھے — بھٹکا جنگل مین راہ ڈھونڈھے
سب حسن مرا شباب تک ہے — یہ دھوپ اسی آفتاب تک ہے
جاتی رہی یہ بہار تو کیا — بے فصل ملا نگار تو کیا
تھی بدلے ہوا کے آگ گھر مین — بھیجا لگا پکنے ظرف سر مین

آخر پنہان نظر کی صورت — گھر سے وہ اوڑی خبر کی صورت
کب صرفِ دل و جگر تھے کمزور — اِنسے کچھ بڑھکے پر تھے کمزور
ہاتھون مین ذرا سکت نہین تھی — پانونمین چلت پھرت نہین تھی
قد بڑھکے یہ بول اوٹھا کہ جھکیے — بل کھاکے کہا کمر نے رکیے
مان نے جو سُنا تو مثلِ صرصر — دوڑی پئے جستجوئے دختر
دیکھا کہ وہ انتشار مین ہے — سورج میرا غبار مین ہے
گرمی اوسے غصے کی جتائی — رستے کا چراغ گھر مین لائی
وحشت زدہ کو پنھائی بیڑی — منت پوری ہوئی جنون کی
پریان گھیرے ہوئے نگہبان — گرد آنکھ کے جیسے موئے مژگان

بحر طلسم مین شہزادے کا گردن تک پتھر ہو جانا کچھ دنون بعد اس بلا سے رہائی پانا

ڈوبا دل بحرِ غم مین ساقی — بن جائیگی جی پہ دم مین ساقی
اب تو چلے یارِ کشتیِ مے — بیڑا کرے پار کشتیِ مے
وہ ریگ روان وادیِ غم — وہ رہروِ شوق ماہِ عالم
چھوٹا جو گہن سے صورتِ ماہ — شب ہوگئی پردۂ رخِ راہ
آتا نہ تھا شب کو یون اوسے چین — دل زلف مین جسطرح ہو بیچین
بستر پہ وہ اضطراب کی شکل — تھی آب پہ موجِ آب کی شکل
ڈرتھا کہ کوئی بلا نہ آجائے — یہ [illegible] شہ کھاجائے

تقدیر سے لڑ جھگڑ کے سویا — تھا بخت اپنا کہ پڑ کے سویا
اتنے مین نسیم صبح آئی — چھوٹی رُخ ماہ پر ہوائی
جب مہر سپہر نکلا — گردون سے وہ مثل مہر نکلا
چلنے کو تھا مثل موج بیتاب — آگے کو بڑھا برنگ سیلاب
دن بھر رہا گرم رو زمین پر — جسطرح فلک پہ شاہ خاور
دن گھٹ کے قریب آئی جب شام — اک بحر رواں سے پڑ گیا کام
پانی کہتا تھا آب ڈبویا — تھا قول حباب دم مین کھویا
وہ جوش شباب جس سے شرمائے — داماں سحر سے پاٹ بڑھ چلے
ظاہر کردے بھنور کی گردش — قسمت کی فلک کی سر کی گردش
پھیرے ہر موج کی روانی — تلوار کی آبرو پہ پانی
سورج جو ہوا نظر سے مستور — ظلمت ہوئی زلف چہرۂ نور
ساحل پہ رکا وہ خانہ برباد — جیسے حیرت سے لب پہ فریاد
جاری رہے اشک نہر کیطرح — بے چین رہا وہ لہر کیطرح
جب غرق ہوا سفینۂ ماہ — طوفان کیطرح اوٹھا وہ ذیجاہ
کشتی نہ ملی نہ گھاٹ پایا — چکر مین بھنور کی طرح آیا
تھا وہ بحر طلسم و نیرنگ — ہو سنگ سے آب آب سے سنگ
کف دیکھے گئے بحر کے لبون پہ — دل کو ہوا جوشش قہر کا ڈر
دریا ہوا جاری روتے روتے — دیدے ہوئے بحر غم کے سوتے
مجبور پڑا بلا سے پالا — گھوڑا دریا مین اوسنے ڈالا

پانی نے کیا گران قدم کو ۔ موجین ہوئین بیڑیان قدم کو
کف صید پہ جال لے کے آیا ۔ گرداب نے طوق لے کے پہنایا
چشمون نے نہ کی نظر کہ ہے کیا ۔ سوتون نے نہ لی خبر کہ ہے کیا
قسمت نے بشر سے بت بنایا ۔ اللہ اوس وقت یاد آیا
غوطے مین وہ آگیا کہ کیا ہے ۔ پانی پتھر یہ کیا بلا ہے
تن غرق بصورت گہر تھا ۔ ظاہر مثل حباب سر تھا
مجبور نصیب نے کیا حیف ۔ پتھر چھاتی پہ دھر دیا حیف
کس مین دم تھا نکالتا کون ۔ پانی کا پہاڑ ٹالتا کون
حیرت زدہ بلکہ سوتین تھین ۔ گویا پتھر کی مورتین تھین
سختی سے جو کاٹنا پڑا تھا ۔ جو دن تھا پہاڑ سے بڑا تھا
اک صبح کہ جلوہ خدا تھی ۔ یا جبہہ صاف پارسا تھی
یا نور رخ حبیب سے کہیے ۔ یا خندۂ خوش نصیب کہیے
شہزادے کو پاکے سخت دل تنگ ۔ پانی پانی ہوا دل سنگ
پتھر سے ہوا جو موم پانی ۔ مجبور مین آگئی روانی
طے منزل آب کر کے نکلا ۔ آخر اوس پار اتر کے نکلا
سوچا کہ مقیم کیون یہان ہو ۔ پانی کی روش چلو روان ہو
ہمت نہ گھٹا کے بحر بڑھ کر ۔ آجائے نہ فوج موج چڑھ کر
اہل لشکر تھے بے خور و خواب ۔ گر رک گئے مثل تیغ بے آب
دم لینے کو تھم گئے وہین پر ۔ سبزے کی روش جمے زمین پر

گھیرے ہوئے تھی تھکن جو سبکو ۔۔۔ سستائے برنگِ مہر شبکو

پھر تونکے پیچھے ماہِ عالم کا جانا۔ ایک باغ کی ہوا کھانا پری کی لگاوٹ شہزادیکی رخصت پر ہٹ۔ جادو سے طوطا بناکر شہزادے کو قفس مین ڈال دینا۔ دوسری پری کا قید سے نکالدینا۔ قید کرنیوالی کی بیچینی اور جستجو غضب کے ساتھ یاس کی گفتگو

پھر جھوم کے ساقیا اوٹھا ابر ۔۔۔ پھر ٹوٹ گیا ہے شیشۂ صبر

پھر کھول درِ شراب خانہ ۔۔۔ پھر کشتیِ بادہ کر روانہ

جب لیلیِ شب نے منھ چھپایا ۔۔۔ سر کھول کے قیسِ مہر آیا

سوئے ہوئے رات بھر کے جاگے ۔۔۔ ہمت بولی کہ بڑھیے آگے

دل بڑھنے کی دُھن مین کم نہین تھا ۔۔۔ دل سے گھٹ کر قدم نہین تھا

ان سے بڑھ کر نگاہ مغرور ۔۔۔ سب سے آگے تھی چشم بد دور

القصہ بڑھا وہ غیرتِ ماہ ۔۔۔ ساتھی مثلِ نجوم ہمراہ

آئی گلِ مہر پر جو زردی ۔۔۔ اک دشت نے راہ کھوٹی کردی

اوس دشت بلا مین موج صرصر ۔۔۔ تھی طائرِ ہوش کے لیے پر

گرد اوسکی غبارِ طبعِ ناشاد ۔۔۔ بیلون سے زمین پہ دامِ صیاد

سبزہ تو بہت مگر وہ سب خار ۔۔۔ جو پائے نظر مین چبھ کے ہو پار

دوزخ کا شرر وہان کا ہر گل ۔۔۔ دوزخ کا دھوان وہان کا سنبل

کنکر جو کوئی سرزمین تھا / وہ دل کی گرہ سے کم نہین تھا
آئے کانٹے کو دیکھکر یاد / موئے مژگانِ چشمِ جلاد
تھا گرمِ سفر وہ صورتِ بو / دیکھے اسنے مین چند آہو
مائل تھے وہ سوئے سبزۂ دشت / جسطرح نگاہ وقتِ گلگشت
پر اونپہ چلا خدنگ کی طرح / وحشت سے اوڑے وہ رنگ کیطرح
کچھ خاک نہ جز غبار پایا / صدمہ عوضِ شکار پایا
لشکر چھوٹا انیس چھوٹے / ہمدم چھوٹے جلیس چھوٹے
بس ہمنفس ایک اوسکا دم تھا / سایہ کم و بیش ہمقدم تھا
جنگل مین مثالِ ریگ ماہی / وہ خاک بسر ہوا جو راہی
تقدیر نے تازہ گل کھلایا / اک باغ مین جاتے جاتے آیا
وہ باغ کہ جنت اوسکی کیاری / آبِ جاری کہ فیضِ جاری
سنبل اوجھے تو زلف کنیلے / سیدھی پٹری سے مانگ ہو جاے
برگِ گلِ تر جو لب ہلاوے / بیجان ہزار کو جلاوے
خوش قد بوٹون پہ قد کو وارین / نرگس سے لڑین تو آنکھین ہارین
سبزے سے خضر کا رنگ ہو زرد / انگارے ہون گل کے سامنے سرد
نرگس کھولے اگر زبان کو / معشوق زبان دراز چپ ہو
بوئے یوسف شمیمِ گلشن / زاہد کا نفس نسیمِ گلشن
چشمہ پر تو کسی جبین کا / بنگلا گھونگھٹ کسی حسین کا
شاخین جو ہوا سے ہل رہی ہین / مستانہ ادا سے ہل رہی تھین

اوس ہلنے سے تھی طلب ہویدا
تھے اُنگلیون کے اشارے پیدا

سوسن بولی کہ آئے آئے
گل مارے خوشی کے کھلکھلائے

پھر سر سے جھکے برائے تسلیم
کی اُٹھ کے حباب جو نے تعظیم

شمشاد تھا سرو قد ادب سے
گرداب تھا رقص مین طرب سے

کلیون نے بلائین لین چٹک کر
فوارون نے دُر کیے نچھاور

گلگشت مین اِک پری جہان تھی
گلشن مین برنگِ جو روان تھی

آنکھون مین کھبی تھی باغ کی دوب
چرتے تھے ہرن ہری ہری دوب

چکرائی کہ یہ شگوفہ کیا ہے
نیرنگ نیا فسون نیا ہے

یان دار ہے ہر شجر بشر کو
یان بار ہے ہر ثمر جگر کو

پتا پتا ہے داغِ سینہ
کانٹا کانٹا نگاہِ کینہ

مشکل ہے خیال کی رسائی
قسمت اسے کس روش سے لائی

پوچھا جو مزاج کو کہا خیر
پوچھا سبب آنے کا کہا سیر

بو فتنے کی آئی اس چمن سے
ہوش اوڑ گئے مثلِ مرغ سن سے

کانپا سہما ہٹا ڈرا وہ
پھرنے کے لیے مڑا ذرا وہ

بولی وہ کہ رام کر کے رم کیون
تم رک گئے صورتِ قدم کیون

آنکھین جو پری کی لڑ گئی تھین
پیچھے وہ بلائین پڑ گئی تھین

زلفین جو بڑھین کہ مشکین کسلین
جھجکا وہ کہ ناگنین نہ ڈس لین

برگشتہ جو مثلِ بخت پایا
قدمون پہ گری وہ جیسے سایا

بولا یہ جھجک کے آئین یہ کیا ہے
بولی وہ کہ دل مرا لیا ہے

بولا کس نے یہ کی ہے چوری — بولی چوری کہ سینہ زوری
تم نے ہان ہان تمھین نے واللہ — دیکھا دیکھی مکرتے ہو واہ
زلفین دیکھون ادھر تو آؤ — دل پاس نہین قسم تو کھاؤ
ٹیڑھا یہ ہوا جو مثل ابرو — لپٹی وہ کمر سے شکل گیسو
روٹھا تو لگاوٹون پہ لائی — بگڑا تو بناوٹون پہ آئی
سمٹا تو وہ پھیلی جس طرح بیل — اوکھڑا تو جمائی جڑ کہ ہو میل
پھنسکر جو ہوئی رہائی مشکل — ٹوٹا امید کی طرح دل
دن سے ہوئی شب تو سو گیا وہ — ستیارہ تھا قطب ہو گیا وہ
پھولا گل آفتاب جسدم — نیند اوسکی اوڑی برنگ شبنم
سودا فردوس کا تھا سر مین — دوزخ مین تھا پری کے گھر مین
رخصت کا ہوا جو اوس سے طالب — بولی تو جان مین ہون قالب
مین جان سے جاؤن تو اگر جائے — سر جائے تو ہان یہ درد سر جائے
دل رخ نہین سر نہین پھرے کیون — کچھ تیری نظر نہین پھرے کیون
تو خاک الفت کا حال سمجھا — کچے دھاگے کا جال سمجھا
سن کھول کے کان میرا کہنا — کہتی ہون کہ مان میرا کہنا
دونون مین کٹھن معاملہ تھا — ضد سے ضد کا مقابلہ تھا
ہٹ اسکی بڑھی تو بڑھ گئی لاگ — جی اوسکا جلا تو ہو گئی آگ
بحر افسون مین دے کے غوطا — انسان کو کیا پری نے طوطا
تھا پہلے حسین آدمی زاد — طوطا جو بنا بنا پری زاد

منقار سے لعل خون کھاتا
فیروزہ پرون سے داغ پاتا

رنگین سخنی سے پھول جھڑتے
غنچہ دہنون کے منہ بگڑتے

آنکھون سے لہو کا رنگ روشن
سرمایہ جنون کا طوق گردن

کچھ بازوؤن پر جو لال پر تھے
داغ سوز دل و جگر تھے

لائی قسمت قفسون کے بس مین
فیروزہ تھا خاتم قفس مین

تھا آتش جنون نذر بدن سب
ٹکڑے ٹکڑے تھا پیرہن سب

تن طائر روح کو قفس تھا
کانٹا تھا کہ جسم مین نفس تھا

منقار کو کھول کر دکھاتا
انگارے کے ٹوٹنے کا نقشا

اپنی بیتی جو سوچتا وہ
اپنے پر آپ نوچتا وہ

اوس مصر مین اور اک پری تھی
یوسف کی رہائی چاہتی تھی

ہرچند پری کی نرم تھا دل
تھا آگ کا جسم موم کا دل

موقع کی جو ایک رات پائی
اوسنے مطلب کی گھات پائی

توڑا وہ قفس تو بند ٹوٹا
آزاد ہوا اسیر چھوٹا

بوٹے سے بنا جو سرو آزاد
لشکر کو چلا وہ خانہ برباد

چھوٹے ہوے قالب مین آیا
پھوٹی آنکھون نے نور پایا

گردون سے بلائے شب جو ٹالی
چونکی طوطا پڑھانے والی

طوطا نہ ملا تو ہو گئی بھور
سمجھی وہ کہ لے اوڑا کوئی چور

طوطا بھی گیا قفس بھی ٹوٹا
دل بھی دست ہوس بھی ٹوٹا

کالی آنکھین لہو نے کین لال
انگارے ہوے وہ پھول سے گال

چہرہ کندن سا تمتمایا
الماس سے لعل کو دبایا

طائر کی مثال اُڑ گیا رنگ
جھنجھلا کے کہا کہ ہین یہ کیا رنگ

او سروِ چمن ادھر تو آ تو
طوطا مر گیا ہوا بتا تو

او سوسنِ باغ تو بیان کر
او چاندنی راز تو عیان کر

بتلا تو شمیم تو کہان تھی
سچ کہہ دے نسیم تو کہان تھی

برگِ گلِ لالہ تو ہی لب کھول
کیا تو گونگی ہے او کلی بول

دیکھا نہ کہ کیا پڑی تباہی
اندھے ہوے آئینے الٰہی

روزن تو نے نہ دیدہ کھولا
چھوٹے منھ سے یہ در نہ بولا

کس ڈر سے کھلے نہ بام کے لب
کس خوف سے دب گئے ستون سب

توڑے گلدستے داغ کھا کر
باندھا پردون کو تلملا کر

شاخون پہ اُٹھائی بھونکی تلوار
نرگس کو دکھائی چشمِ خونخوار

سنبل کو کیا اسیرِ زنجیر
لو کو کیا چار سمت تشہیر

پھینکا کانٹون کو اک کنارے
مہندی کو ملا جلن کے مارے

پیچھے پڑی اسقدر پھلون کے
پک پک گئے بس جگر پھلون کے

بادِ سحری نے دم بھرا سرد
چہرہ ہوا پھول پھول کا زرد

روتی پھرتی تھی جوئے گلشن
جاتی ہے اب آبروے گلشن

مہندی ٹٹی کی آڑ مین تھی
نرگس پتی کی آڑ مین تھی

رقت سے تھی چشمِ حوض پُرنم
غیرت سے تھی آب آب شبنم

چپ مرغ تھے خوف سے غضب کے
طوطے سے اُڑے ہوئے تھے سب کے

حیرت تھی عیان شجر شجر سے تھرائی تھی شاخ شاخ ڈر سے
بوٹے بوٹے نے داغ کھایا پتے پتے کو لرزہ آیا
رگ رگ سوکھی تھی دم کہان تھا جو پیڑ تھا پوست استخوان تھا
برہم مثل مزاج ہو کے بکنے لگی باؤلی سی رو کے
طوطا صیاد نے اوڑایا چڑیان رہین چپ اوڑین خدایا
پہرے پہ تو یہ شجر کھڑے تھے کانٹے رستے ہی مین پڑے تھے
سوسن کی زبان کیا تھی بے حس کیا پھوٹ گئی تھی چشم نرگس
کیا باغ مین سو رہا تھا سویا کلیان نادان ہی تھین گویا
شاخون نے نہ برچھیان لگائین پتون نے نہ تالیان بجائین
پھیلائے ہوئے تھین جال بیلین چلنے دیتین نہ چال بیلین
غنچون کو حجاب کی پڑی تھی اس سبزے کو خواب کی پڑی تھی
کام آیا نہ خاک دام سنبل مٹھلے بلا سے نام سنبل
پکڑا کسی خار نے نہ دامان زنجیر بنا نہ عشق پیچان
سنتی ہون ہوا تو گشت مین تھی شاید اوسوقت دشت مین تھی
تاکا نہ عدو کو تو نے اوتاک آنکھون مین پڑی نہ اڑکے اوخاک
تو نے نہ دیا نسیم جھٹکا کانٹا بھی تو پانون مین نہ کھٹکا
کس سوچ مین تھے یہ سر جھکائے کیا کوئی ان پھلون کو کھائے
انگور تو مے پرست ٹھہرے کیا ان سے کہون یہ مست ٹھہرے
لب کھول کے حوض کیون نہ بولا فوارے نے کیون دہن نہ کھولا

موجین دوڑین نہ ہو کے بیتاب
طوقِ گردن ہوا نہ گرداب

غافل رہے سب حباب جھکے
کیا تھے نہ شریک آبرو کے

سایہ ہی نہ کاش پڑ کے سوتا
بیلا ہی سے گلے کا ہار ہوتا

قمری کو ہو کے سے ٹوک دیتی
انگور کی ٹٹی روک لیتی

مہندی ہی جکڑتی ہاتھ یا پاؤن
نکہت ہی پکڑتی ہاتھ یا پاؤن

آگاہ مجھے یہ مور کرتے
سر پر چلاتے شور کرتے

آنے والی نسیم ہے بس
جانے والی شمیم ہے بس

ہے بو شہ سے پاک اسکا دامن
پکڑے کوئی خاک اسکا دامن

غنچون کو جو کچھ کہون تو چٹکین
کانٹون کا جو نام لون تو کھٹکین

پھولون کو جو ٹوکون منہ پھلائین
چڑیون سے جو بولون غل مچائین

پھر کون ہے جسپہ کچھ گمان ہو
مہندی ہی کا چور ہو تو ہان ہو

کیا سمجھی تھی مین یہ گل کھلے گا
گلشن سے یہ پھل مجھے ملے گا

نارنج لگا کے سچ جھیلا
تقدیر سے کچھ پھلا نہ پھیلا

آئے نہ شریفے میرے کچھ کام
ہے ان کا شریف نام ہی نام

آگاہ جو بیر سے مین ہوتی
کیون بیر لگا کے کانٹے بوتی

اسنے بھی نہ خاک ادا کیا حق
پالا پالک کو مینے ناحق

سیب سے کھٹائی مین پڑی مین
پی جاؤن گی اسکا خون ابھی مین

بوٹے ہین یہ دیکھنے کو چھوٹے
جتنے چہرے ہین اتنے کھوٹے

لالہ گمراہ ہے مین سمجھی
دل اسکا سیاہ ہے مین سمجھی

امید بھی ہی سے ہے خام — رکھیئے آسیب سیب کا نام
گلشن پہ پڑے الٰہی پالا — لالے کا چمن مین منھ ہو کالا
ہنستے ہین یہ گل تباہ ہوجائین — یہ فالسے روسیاہ ہوجائین
ہو سرو کا پاؤن شل الٰہی — دنیا مین نہ پائے پھل الٰہی
جڑ پیڑ سے اوجڑے او چمن تو — ہو جائے سفید یاسمن تو
پھل پائین نہ پھل جہان بھر مین — لٹکے رہین چور سے شجر مین
سبزے پہ الٰہی اوس پڑ جلے — پامال ہون خار بیل اوجڑ جلے
مٹ جائے حباب بے نشان ہو — یہ نہر چمن روان دوان ہو
پیڑون کے سرون پہ برسین پتھر — جھاڑو پھر جائے اس روش پر
پھولین پھلین حشر تک نہ پھلیان — دلتنگ رہین ہمیشہ کلیان
ٹھنڈھی ہون حوض تو جو گر جائے — پانی تری آبرو پہ پھر جائے
چوسون گی انار کا لہو آج — گیندے کو کرونگی زرد رو آج
کاٹون گی یہ پیڑ جسطرح ساگ — مہتابیون مین لگاؤنگی آگ
اے تخم بگاڑ دون گی تجکو — بس کھود کے گاڑ دون گی تجکو
انگور کی کھینچ لونگی کھال آج — سنبل ترے نوچ لونگی بال آج
شفتالو تری ناک کاٹ لونگی — لیمو تجھے آج چاٹ لونگی
جامن دنیا مین خوار تو ہو — اللہ کرے سیاہ رو ہو
کچا چبا ہون کو کھاؤن گی مین — دنیا سے اوٹھین اوڑاونگی مین
ناچین کتنا ہی بن کے طاؤس — ہان نا سبز قدم چمن کے طاؤس

تاج اوتنا تجاؤن جتنبی کدہے
کیا کیا نہ ستم کرون گی واللہ
دور او شبنم کہین فنا ہو
چھاتی پھٹ جائے تیری او گل
قمری کے گلے مین طوق ڈالو
تلوارون کے لوٹ لو خزانے
پیسون منہدی کو مین جو بس ہو
بوکا لگے جھاڑ مین تو خوش ہون
شمشاد کی سب اکڑ نکالون
اچھا پازیب کیون نہ بولی
کیا منھ مین بھرے ہوے تھے گھنگھرو
مانا کہ کڑے کڑے ہین دل کے
آویزے ہلے نہ کس کے ڈر سے
چھلون کا چلا نہ جوڑا افسوس
بھولا تو داؤ او علی بند
ساتھی نہ ہوئی یہ میرے جی کی
طائر چھپکے سے یون نکل جائے
یہ بھی نہ ہون دستگیر افسوس
ایسے مین نہ آئین کام گو چھلین

دون داغ یہ داغ تو سند ہے
منہدی کو قلم کرون گی واللہ
کیون آئی نسیم چل ہوا ہو
اللہ کی مار تجھپہ سنبل
کانٹے یہ کھٹکتے ہین نکالو
موجون کے لگاؤ تازیانے
تلوون سے ملون جو دسترس ہو
پتے جلین بہار مین تو خوش ہون
مین باغ سے اس کی جڑ نکالون
کیون آنکھ نہ آرسی نے کھولی
چپ تھے کہ مرے ہوے تھے گھنگھرو
چھٹ کے نہ چھڑے جگہ سے ہل کے
کیون نکلے نہ یہ نگینے گھر سے
توڑے نے کیا نہ توڑا افسوس
اب سوچ بچاؤ او علی بند
چھاتی پہ ہی چوٹ دھکدھکی کی
پھر کون اسے سر چڑھا کے پھل پائے
دل کیون نہ ہو کنگنون سی مایوس
منھ موڑ گئین تمام گوچھین

مالا میرا جو یار رہوتا — دشمن کے گلے کا ہار رہوتا
بجلی ہی چمک کے پھونک دیتی — چوٹی ہی لپک کے ہاتھ لیتی
سونے والے ہین یا تو بالے — یا ہین بالا بتانے والے
نادانی سے یہ بھی کر گئے بیر — موتی ہین یتیم کیا کہون خیر
بس ہو بوے وفا نہین کسی مین — کانٹا سی چبھی ہی کیل جی مین
مسّی کا جمے نہ رنگ الٰہی — ہو اسکو نصیب روسیاہی
اشجار سے کھینچ کے تن گئی وہ — جالا مکڑی کا بن گئی وہ
بگڑی بوٹون سے داغ کھا کر — روٹھی پھولون سے منھ پھلا کر
ایسی کنگھی سے الجھی وہ گل — اوبھے شانے سے جیسے کاکل
ڈھونڈھ آئی ادھر بھی اور ادھر بھی — طوطے کا نہ پایا ایک پر بھی
روئی چلائی غل مچایا — سر پر سارا چمن اوٹھایا
سنّاٹے مین تھے سب اہلِ گلشن — چپ تھی گونگے کی طرح سوسن
کچھ اتنا ہوا مین سہم بھرا تھا — پرآبلہ جسم تاک کا تھا
اڑ ترا صدمے سے چہرۂ گل — چھٹکے ماتم مین موئے سنبل
نرگس ہوئی خوف کھا کے بیمار — کانٹے ہوئے سوکھ سوکھ کر خار
پتّا تھا تو زرد ہو گیا تھا — پانی تھا تو سرد ہو گیا تھا
شبنم قسمت کو رو رہی تھی — گل کا دامن بھگو رہی تھی
موجین لب جو پٹکتی تھین سر — گرداب کی عقل کو تھا چکر
غصہ تھا کہ قہر ڈھا گیا کون — آخر طوطے کو کھا گیا کون

چکرائی اِدھر اُدھر پھری وہ — مایوس ہوئی تو یون گری وہ
آنسو جس طرح چشم تر سے — یا جیسے کوئی گرے نظر سے

رستہ چلتے جنگل مین کالی آندھی کا آنا۔ اختر کا بھٹک کے ایک باغ مین جانا۔ گوہر سے ملکر شکوہ آسایش اور صبح کو پھر لشکر پانا

برہم ہے مرا مزاج ساقی — مے آگ ہے مجکو آج ساقی
شیشہ نہین آبلے سے کچھ کم — ساغر نہین ہے یہ چشم پرنم
قسمت نے وطن سے جب چھوڑایا — سیارون مین ماہِ عالم آیا
آنکھون مین پھر آیا نور جا کر — روح آئی تنون مین دور جا کر
گردش جو رہی تھی صورتِ چاک — منہ تک نہین کچھ گیا تھا جز خاک
دانے پانی کو اہلِ لشکر — بوٹون کی روش سے جمے زمین پر
شبنم سے تھے بشر بشر کو — جو شب کو گرا اوٹھا سحر کو
ہوتے ہی سحر نجوم سیار — تھے صورتِ مہر گرم رفتار
وہ دشت تمام لوحِ افسون — سطرِ جادہ مین شر کا مضمون
رخ خاک کا پُر غبار اوسمین — ہر ذرّے کو انتشار اوسمین
کھلتے تھے وہان بگولے چکر — مرغانِ ہوا کے جلتے تھے پر
کانٹے کھٹکے سے خشک رہتے — چشمے ناسور ہو کے بہتے
بالو وہ کہ بھاڑ جائے گرم — سایہ کچھ دھوپ سے سوا گرم
تھی عشق کی راہ سے کڑی راہ — ظالم کی نگاہ سے کڑی راہ

تقدیر وہان یہ رنگ لائی — کالی آندھی بلا سی آئی
ظلمت مین گھرے تھے یون وہ ناکام — جیسے کافر کے دلمین اوہام
گم صورت ہوش ہو گئی راہ — خود گم ہوے سب تو کھوگئی راہ
شہزادہ کہین کہین تھے ساتھی — اوسوقت کی اورہی ہوا تھی
چکرلے وہ سب جو راہ بھولے — گویا جنگل مین تھے بگولے
آخر بخت سیاہ چمکا — جب گرد چھنٹی وہ ماہ چمکا
بے شمع تھے منتشر پتنگے — ٹوٹے سر شمع پھر پتنگے
چھوٹا سیارون سے اک اختر — آوارہ ہوا وہ مثل صرصر
سارے جنگل کی خاک اڑائی — شہزادے کی گرد تک نہ پائی
تلوون مین نہ خشک کانٹون کا حال — ہون جیسے برش مین سیکڑون بال
یا سایہ تھا ساتھ اوسکے یا دم — یا ٹھوکرین کھانے کو تھین یا غم
ہر چند پھرا وہ صورت سر — لیکن اوسکو ملا نہ لشکر
دیکھا وہان پھرتے پھرتے اک باغ — جو دے دل داغدار کو داغ
در صورت دیدہ وا جو پایا — مانند نگاہ اندر آیا
گل تھے عذرا کے گال سے خوب — سنبل لیلی کے بال سے خوب
شیرین تھا ثمر وہان کا — فرہاد شجر وہان کا
اوس باغ مین یہ بہار دیکھی — کوٹھی اک زرنگار دیکھی
کوٹھی تھی کہ قدرت الٰہی — رضوان دربان ملک سپاہی
بند اوسکے درون سے چشم محجوب — پردون سے حجاب ناز محجوب

دیکھیں وہ ستون تو ایسے تھرائیں | دل کے دل ہی مین نالے رہ جائیں

جھک کر اسی رخ کلاہ کیطرح | کوٹھی کو چلا نگاہ کیطرح

اک شخص تھا زیب مسند زر | اوس شمع سے بزم تھی منوّر

مہمان کو لینے اوٹھ کے آیا | آئینے کو انجمن مین لایا

رخ گرد سے ابر مین قمر تھا | فانوس کا پردہ شمع پر تھا

روشن چہرے سے بیحواسی | چھائی ہوئی پھول پر اوداسی

پرگرد جو زلف پر شکن تھی | کیچل ناگن کا پیرہن تھی

سمجھا کہ پڑی ہے کوئی افتاد | ہے مثل غبار خانہ برباد

پوچھا کیا نام ہے کہا غیر | پوچھا کیا کام ہے کہا سیر

پوچھا کہ وطن کہا بہت دور | پوچھا کہ طلب کہا کہ مہجور

پھر صورت ابر کرکے نالا | آندھی کا غبار سب نکالا

بولا کہ ہے ہجر غم کا بانی | بے برگ ہے نخل زندگانی

جگ چھوٹ کے رہ گیا ہون مین فرد | تنہا پھرتا ہون صورت گرد

بولا وہ کہ بے حواس کیون ہو | بیدل کیون ہو اداس کیون ہو

دنیا مین ہین نوش و نیش توام | ہے آج اگر خوشی تو کل غم

ہو کم بھی خوشی تو کم نہ جانو | راحت ہو جو غم کو غم نہ جانو

سختی جو نصیب ہو تو ڈر کیا | دانتون مین زبان کو ضرر کیا

آہون کو بس اب ہوا بتاؤ | ہنس بول کے کاٹین وقت آؤ

کیون ایسے فراق سے ہو بیچین | ممکن نہین کیا قران سعدین

اس مہر کا شکر کرکے وہ ماہ — بولا تم خضر ہو مین گمراہ
جو اس مہمان کا میزبان تھا — وہ اوس جنگل کا حکمران تھا
پریون سے بھرا ہوا تھا جنگل — جنگل مین تھا اوسکے دم سے منگل
لوگون نے جو دیکھے اوسکے جوہر — کہنے لگے آبرو سے گوہر
نیت کہ صفائی مین سحر تھی — آب زمزم سے پاک تر تھی
گل بوئے وفا پہ ناز کرتے — آگے دامن دراز کرتے
بولا وہ چمن نشاط کے رنگ — پریان حاضر ہوئین خوش آہنگ
وہ حسن کہ حور اونپہ صدقے — وہ نور کہ نور اونپہ صدقے
ناز ایسے کہ ناز آپ حیران — غمزے ایسے کہ غمزہ قربان
پتلی کمرین لچک بھی اونمین — گورے چہرے چمک بھی اونمین
چھا جائے گھٹا جو بال کھولین — کلیان چٹکین جو منہ سے بولین
کاکل سے بلا چلن سے شمشیر — ابرو سے کمان نگاہ سے تیر
اٹھلاتی ہوئی وہ آگے آئین — موقع پاکر غزل یہ گائین

غزل

سر پھرنے کا چرخ کو گلہ ہے — دل کو نالون کا حوصلہ ہے
ڈنکا ہے یہ شہرت جنون کا — جو سینے پر اپنے آبلہ ہے
چارون جانب کی خاک اوڑانا — یہ آٹھ پہر کا مشغلہ ہے
کب دشت جنون مین ہون اکیلا — ہمراہ اشکون کا قافلہ ہے
ہاتھ آئیگی زلف ایک دن شوق — باقی جو نفس کا سلسلہ ہے

تانین ہوئین برچھیون سے بڑھکر ... پتھر پڑے کنکری سے دل پر
توڑے دل ٹل رہے تھے گویا ... سم زہر اوگل رہے تھے گویا
بھرتا زخم جگر نہ دیکھا ... مرہم تھا خراب اثر نہ دیکھا
کاٹی مشکل سے رات غم کی ... قسمت سورج کے ساتھ چمکی
رخصت ہوئی میہمان کی لازم ... گوہر ہوا رہبری کو عازم
اختریون ساتھ ساتھ آیا ... جس طرح سے ہمقدم ہو سایا
گوہر سا خضر ہوا جو رہبر ... سیارون مین آملا وہ اختر
شہزادے کی چارسو نظر تھی ... وا چشم امید مثل در تھی
دیکھا مہ عید روبرو ہے ... شکل مہ امید روبرو ہے
اختر کی طرف وہ ماہ لپکا ... پیاسا تھا کہ سوئے چاہ لپکا
طالع سے ہوئی مراد حاصل ... یون ملگئے جسطرح ملین دل
گوہر سے تھا پلہ ہمسری کا ... جوڑا رشتہ برادری کا
اوٹھ بیٹھ کے ہوگیا وہ رخصت ... کھنچنے لگے یہ سوئے مثل قسمت

جنگل سے نکلکر ایک پہاڑ پر شہزادے کا جانا درویش سے ملکر تعویذ کا پانا۔ آگے چلکر بیچ دریا مین مکان کا نظر آنا اوس مکان سے نسترن کو جسنے دیو نے جادو کے زور سے قید کیا تھا اپنا تعویذ دیکر چھوڑانا

ہاتھون مین لیئے ہوئے پیالے ... پھر آئے شراب پینے والے

بھر دے ساقی پیالے بھر دے
وہ شمع فروز قصۂ آرام
مقراض شعاع مہر نے جب
معشوقۂ صبح صاف ہنسکر
انکھون نے طلسم خواب توڑا
اوہام طلسم لاکھ آئے
دیدے سیاہ کو سمجھے ناچیز
بڑھتے یہ تھے دونون اسقدر لوٹ
یون ایک طرف چلا وہ بیتاب
جنگل ایسا گھنا تھا آگے
تھی بیل زمین پہ جال کھولے
دھوپ آتی نہین کہین جھمد
ظلمت سے تھا ہر شجر کا یہ حال
پائے نہ دہن کا راستہ
سب کہتے تھے جان کھو دے گی
ان جھاڑیون مین ہی رہنگے ہم
حلتے تھے اٹک اٹک کے سطح
جنگل جو کٹا تو مثل صرصر
بے حد اونچا بہت بڑا تھا

اوکری آنکھون والے بھر دے
بند آنکھین کیے تھا مثل بادام
چہرے سے کی قطع کاکل شب
اگر دون کے محل سے نکلی باہر
پلکین کھولین حجاب توڑا
ہمت سے کے قدم نہ ڈگمگائے
بالون نے کہا بلا ہے کیا چیز
دل اور قدم مین چلتی تھی چوٹ
ایسی یہ رواں ہو جیسے سیلاب
شب ڈر سے جسکے ڈر کے بھاگے
کالی دیبی تھی بال کھولے
پڑتی وہ زمین پہ داغ بنکر
تھے پر تنگی کے جیسے ہو خال
گم عقل سے ہو دماغ کی راہ
زلفون ڈر کو ہونے آئے
زلفین تو ہین مانگ ہے مگر گم
اونچے بالون مین شانہ جسطرح
اک کو دے کہانی سب نے کمک
رستا روکے ہوئے کھڑا تھا

باتین کرتا تھا آسمان سے | علیسے نظر آتے تھے وہان سے
جی ہار گیا تھا ماہِ عالم | دم پھول کے کہتا تھا کہ لو دم
لیکن دم لیتے خاک راہی | کانٹون سے زمین تھی کہ ساہی
آگے مثلِ قدم بڑھا وہ | موسٰی تھا کہ طور پر چڑھا وہ
دیکھا چوٹی پر اک مکان ہے | جنت بالائے آسمان ہے
تا بامِ نگاہِ شوق قاصر | ہموار بہ صورتِ عناصر
چشمِ غلمان کا در پہ شک تھا | دربان مانندِ مردمک تھا
اندر جانے کا اِذن پایا | دیدے مین وہ شکل سا سمایا
اوس برج مین آفتاب تھا ایک | درویشِ فلک جناب تھا ایک
چہرہ قرآن چشم بد دور | داڑھی تفسیر سورۂ نور
آنکھون سے عیان تھا حسنِ ایجاد | خالق نے کئے تھے منہ پہ خود صاد
گویا ہوا یون وہ شاہِ بے تخت | آیا ہی کدھر سے اوجوان بخت
بولا یہ کہ اک غریب ہون مین | اب کیا کہون بے نصیب ہون مین
بیتاب ہون تاب کی ہوس ہی | ماہی ہون آب کی ہوس ہی
روشن کیا رنگِ تیرہ بختی | نرمی سے بیان کی وہ سختی
اصرار کیا کہ آج تھم کر | مجھ پیر پہ اوجوان کرم کر
سننے پہ جو تھی بگڑ کے تقدیر | پہلو مین کمان کے رُک گیا تیر
کھانے کھلائے مزے مزے کے | میوے پلائے مزے مزے کے
تھا شام سے طالبِ سحر بخت | چمکا اودھر آفتاب اِدھر بخت

آمادہ ہوا سفر پہ راہی — اوٹھ بیٹھ کے رخصت اوسنے چاہی
چلتی آندھی کا روکنا کیا — بہتے پانی کا روکنا کیا
دریائے کرم کو لہر آئی — کی اوس کشتی کی ناخدائی
اک نقش رقم کیا کہ لے — چل یان سے ہوا ہو رستا لے
دامن رہے لوث سحر سے پاک — دریائے طلسم مین اوڑے خاک
آندھی ہو تو گرد ہوکے رہجائے — آتش ہو تو آب ہوکے بہ جائے
بیدل نہو خوف کیا خطر کیا — دریا کا شناورون کو ڈر کیا
تقدیر کی نارسائی کبتک — پہونچیگی ضرور سائل لب تک
تعویذ لیکے گلے مین ڈالا — خوش ہوکے بڑھا وہ سرو بالا
کچھ دور ہوا جو گرم رفتار — حائل ہوا ایک بحر زخار
تھا جوش مین صورت جوانی — اور آب مین عمر کی روانی
موجین وہ کہ چھپ جائے ابرو — تلوار اپنی چھپائے ابرو
چلی سر چاک چرخ اخضر — سیکھین یہ سب بھنور سے چکر
اک قصر بلند تھا سر آب — در وا تھا بشکل چشم بیخواب
آنکھین پھٹ گئین کہ ہے نئی سیر — موج آئی کہ دیکھیے لیجیے بخیر
دریا مین سماکے مثل ماہی — اوس گھر کی طرف ہوا وہ راہی
شکل آغوش در جو وا تھا — پردہ کیا تھا حجاب کیا تھا
دیکھا تو ہے رنگ باغ کا اور — بوٹا اور یہان کی ہے ہوا اور
چھوٹے چھوٹے قدو پہ بوٹے — وہ نقشے کہ کھنچے جی نہ چھوٹے

آتے تھے ہرے ہرے نظر برگ — چھایا زنگار کا تھا ہر برگ
کچھ تھا جو شجر تو بخت بد تھا — سیدھا کسی پر جفا کا قد تھا
ہر پھول کے رنگ کا یہ تھا حال — چہرہ غصے سے جیسے ہو لال
غنچہ کہ لب جو حباب کی شکل — دزدیدہ بے حجاب کی شکل
تنکلے مین تھی ایک حور پیکر — جیسے پتلی کا آنکھ مین گھر
تھی مائل خواب شکل مخمل — فانوس تھا شمع رخ کو آنچل
آہٹ سے قدم کی وا ہوئی آنکھ — نادیدہ سے آشنا ہوئی آنکھ
آنچل رخ سے جو ہٹ گیا تھا — پردہ غیرت کا چھٹ گیا تھا
مانند حباب سر اوٹھا کر — بولی کہ کہان پھنسے تم آکر
بھاگو کہ شجر شجر ہے یان دار — بھاگو کہ ثمر ثمر ہے یان بار
بھاگو کہ ہے خار خار نشتر — بھاگو کہ ہے شاخ شاخ خنجر
چھو کر کوئی دیکھے ہین کب انگور — انگور ہین زخم کے سب انگور
بولا یہ کہو تو خیر ہے خیر — بولی وہ کہ ہو نہ سیر مین سیر
بولا یہ کیون وہ بولی اے جان — یہ دیو کا گھر ہے تم ہو انسان
شعلے کی لپک سے خس نہ بچے کیا — تنکلے سے بھلا مگس نہ بچے کیا
بولا وہ کہ دیو کیا بلا ہے — تم اپنی کہو کہ بات کیا ہے
کیون زرد ہو زعفران نہین تم — برگ فصل خزان نہین تم
بولی مین پری ہون نسترن نام — آفت زدہ غم نصیب ناکام
صدمے اس گھر کے سہنے والی — آغوش اجل کی رہنے والی

سونے کو تو سوئی تھی وطن مین — چونکی تو پڑی تھی اس چمن مین
اک دیوِ سیاہ تھا سرہانے — دیکھا دکھلایا جو خدا نے
صورت سے بلا کو ڈر بلا کا — ہر حلقۂ چشم گھر بلا کا
قد سے سانکھو کا پیڑ اک خار — دم سے بادِ سموم افعی لہنار
آنکھ سے وہ شب کو مثلِ ظلمت — جاتا ہے سحر کو شب کی صورت
جادو سے مجالِ رم نہین ہے — لون سانس اتنا بھی دم نہین ہے
بولا یہ کہ اوٹھ قدم بڑھا چل — بولی کہ یہان سے ہو ہوا چل
وہ سمجھی بدی یہ میل سمجھا — وہ سمجھی اہم یہ کھیل سمجھا
بولا یہ کہ اے پری نہ ڈر تو — بولی دیوانہ ہے بشر تو
بولا تجھے کیا پڑی ہے میری — بولی نہین اتنی جان تیری
سیلاب سے زور کیا چلے گا — ٹالے سے پہاڑ کیا ٹلے گا
کچھ حوصلہ ہان بڑھے تو جانون — یہ بیل منڈھے چڑھے تو جانون
تعویذ دیا کہ لے ہوا ہو — بولی وہ جو دیو لیکے کیا ہو
بولا کہ طلسم کو یہ توڑے — پتھر ہو تو موم کر کے چھوڑے
آہو کی طرح وہ کر گئی رم — نکلا یہ جنان سے جیسے آدم
لشکر مین خبر سے آگے آیا — آپ اپنی نظر سے آگے آیا
موقع افسونے بدل دیا وہ — چلتا جادو تھا چل دیا وہ
دیو آیا تو وہ چمن تھا خالی — کھوئی جو زبان دہن تھا خالی
چلایا کہ آئی کیا تباہی — جادو کدھر اوڑ گیا الٰہی

گھر مین وہ پری نہین عجب ہی | پتلی نہین آنکھ مین غضب ہی
آنے والا کسے کہون مین | یا دھوپ ہی یا ہوا ہی۔ دو ہین
لون پر تو گمان ہی نہین ہے | لون دونون مین جان ہی نہین ہی
ہاتھون سے کبھی تو سر کو تھاما | اُف کر کے کبھی جگر کو تھاما
تڑپا تو گرا سرِ زمین وہ | جان اوسکی کہین تھی اور کہین وہ
پوشیدہ ہوا جو مہر روشن | پھیلا ظلماتِ شب کا دامن
جنگل کا سفر تھا شب کو مشکل | کی صورتِ مہر جستجوِ منزل
رستے پہ گرا وہ ماہِ عالم | گل کے دامن پہ جیسے شبنم

ماہِ عالم کا دیارِ محبوب مین آنا خبر پاکے خسرو کا استقبال کے واسطے جانا۔ راہ مین ملکے اپنے گھر لانا

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین | کالی کالی گھٹائین چھائین
شوقِ مے لالہ فام ہے آج | توبہ قربانِ جام ہے آج
جب دن شب کی بغل سے نکلا | سورج اپنے محل سے نکلا
کی دور کثافتِ تنِ شب | زائل کیا زنگِ دامنِ شب
کرنون نے دکھائی کیمیائی | سونے کی زمین سب بنائی
رستے پہ چلا وہ ماہ اسطرح | نقش مسطر پہ خامہ جسطرح
دے ساتھ ہوا تو گرد ہو جائے | دل آبِ روان کا سرد ہو جائے
دیکھا شاداب ایک جنگل | سبزے کی بچھی تھی جس مین مخمل

روحی قوت بہم ہوا سے
آئے مُردے میں دم ہوا سے

گل جیسے دلھن کا پیرہن لال
پتوں میں رگوں سے زلف کا جال

اشجار بہت بڑے بڑے تھے
معشوق دراز قد کھڑے تھے

چوٹی پہ شجر کی جو رسا ہو
اللہ سے اوس کا سامنا ہو

دعوی کرے حسن کا تو ہر شاخ
ابرو میں نکالے شاخ پر شاخ

انسان جو ہوا وہاں کی کھائے
نخلِ امید میں پھل آئے

آجائے نظر جو دشت کی نہر
تر ہوں لب خشکِ صائم الدہر

یوں آنکھ میں ہو نگاہ شاداب
جیسے لب جو گیاہ شاداب

بیلیں پھیلی ہوئی زمیں پہ
زلفیں چھٹکی ہوئی جبیں پہ

کچھ کہنے کو منھ جو اوسنے کھولا
تاجر واقف تھا بڑھکے بولا

یہ سب فردوس کی زمیں ہے
جس پھول کی بو ہو وہ یہیں ہے

چمکا چہرہ جو غم سے تھا ماند
بدلی جو چھٹی نکل پڑا چاند

بیساختہ لب کھلے ہنسی سے
پھول اسکا دہن ہوا کلی سے

سرمستِ شرابِ شوق تھا دل
جتنی منزل گھٹی بڑھا دل

برجِ قصرِ حبیب چمکا
قسمت چمکی نصیب چمکا

کیا اوج مکان کو تھا مکیں سے
سورج تھا قریب تر زمیں سے

یوں شوق سے دوڑ چلا وہ ضو پہ
ٹوٹے پروانہ جیسے لو پر

تاجر کہ تھا کاروان کا دمساز
نکلا جیسے جرس سے آواز

فردوس میں سب سے آگے آیا
غنچوں میں یہ تازہ گل کھلایا

ہے آپ کو جس عزیز کی چاہ | اس مصر مین لایا اوسکو اللہ
دو نکلے ادھر سے چار اودھر سے | دوڑے کہ پائین لین نظر سے
تھے راہ مین جمع شہر والے | یا مانگ بھری تھی موتیون سے
دیکھا دیکھی بہار آئی | صبح شب انتظار آئی
جس نے چہرے پہ آنکھ واکی | مہمان نے آنکھ ہی مین جاکی
ڈنکا جو بجا کہ آئے آئے | خسرو بھی چلا کہ بڑھکے لائے
پہونچا یہ ادھر سے وہ اودھر سے | دل دل سے ملا نظر نظر سے
ملنے لگی گر کے فوج پر فوج | لوٹی جاتی تھی موج پر موج
شہزادہ و شاہ ملکے باہم | یون تھے جیسے ثمر ہون توام
ایسا ملنا جو دیکھ پائے | گردون جوزا کو بھول جائے
دل خوش تھا کہ نور چشم آیا | گھر تک اوسے پتلیون پہ لایا
آنکھین روشن ہوئین وہ گھر کیا | منہ تکتی تھین پتلیان بسر کیا
جی دیتے تھے ساکنان فردوس | اوس ماہ کا دم تھا جان فردوس
جو تھا وہی دل دیئے ہوئے تھا | اپنا پہلو لیئے ہوئے تھا
وان فکر قران ماہ و خورشید | یان بزم خیال و شمع امید
وان دختر رز کو فکر مے نوش | یان صورت بادہ شوق کو جوش

یاسمن کی بھیجنی اور گلشن کا سمجھانا۔ آخر ماہ عالم اور یاسمن دونون کا باغ مین ملجانا

گلشن مین کھلا چلی ہوا پھول | دے بادہ کشون کو ساقیا پھول

چل نکلی ہوا بہار کی اب — طاقت نہین انتظار کی اب
ملنے کی جو یاسمن کو بھی لاگ — بھڑکاتا تھا عشق شوق کی آگ
پیارا اپنا جو گھر مین آیا — آرام بنا جگر مین آیا
ملنے کا جو مل گیا سہارا — کیا کیا اوسے شوق نے ابھارا
بیشک کسی بات کے تھے جویا — لب ملتے تھے مضطرب تھے گویا
لب کہتے تھے کان سنتے تھے ذکر — آنکھون کو بھی دیکھنے کی اب فکر
کہتی تھی یقین نگاہ تر سے تا چند — کب تک رکھیئے اسے نظر بند
حسرت بولی نکلیئے سے چلیئے — پاؤن آگے بڑھے کہ چلیئے چلیئے
دل کہنے لگا چلو گی کیونکر — چھاتی پہ تو ہین حیا کے پتھر
گلشن کہ تھی دم کی شکل ہمدم — تھی محرم راز جیسے محرم
حیرانی کا حال اوسے جتایا — تنہائی مین آئنہ دکھایا
گلشن نے کہا کہ او سمن بر — جامے سے نہ مثل بو ہو باہر
بے سلسلہ خاک مین پڑے کام — بے زینہ بشر نہ پہونچے تا بام
بے عقد نہ اٹکے بند سے بند — بے رشتہ لگا دے کون پیوند
کیا کھلکے نکالوگے قدم تم — لاکھ آنکھون کی پتلیان ہین ہم تم
ہو پردے کی بات اگر فسانا — مشکل ہو جائے منھ دکھانا
جی چھوڑکے یون نہ کھیلو جی پر — دو وقت ملین گے وقت ہی پر
بولی وہ کہ آئنہ ہے اندھیر — سر پر ہے عشق علاج مین دیر
بھوکے پہ ہو چلا ہے بھوک غالب — روکو جو وہ ہو غذا کا طالب

دریا کے کنارے ترسے پیاسا
پانی پینے نہ دو ذرا سا

دل مین نہ سرور آنے پائے
ہان رنج ضرور آنے پائے

آثار جو دیکھو کچھ ہنسی کے
رکھو مرے دونون ہونٹھ سی کے

گلشن بولی کہ ہوش مین ہے
کیون مثل شباب جوش مین ہے

رسوا کہین چشم تر نہ کر دے
رنگ اوڑکے کہین خبر نہ کر دے

بولی پھر کیا کہا کہ صبر
بولی کیونکر کہا کہ جبر

نازک تھی وہ جبر کا اوٹھاتی
گھڑیال کی طرح پیٹی چھاتی

گلشن نے غرض اوسے سنبھالا
رستا ملنے کا یون نکالا

تھی اک زن پیر کہنہ شاطر
نور سحر مراد خاطر

دم دے جسے دام مین وہ آئے
دو باتون مین چار کو لگائے

دل اوسکا لیا کہ تو بولون
پردہ رکھے تو راز کھولون

پوچھا تو کہا سنا تو ماتا
ٹھہرا خط لے کے جانا آنا

گلشن نے اوٹھا کے خامۂ شوق
تحریر کیا یہ نامۂ شوق

اے مہر جمال و ماہ عالم
وے روشنی نگاہ عالم

اے ساحر سحر نقش تصویر
وے ناموری سے اسم تسخیر

اے عاشق و نیز شکل محبوب
وے طالب و ہم برنگ مطلوب

اے مطلب نامۂ رسائی
وے معنی لفظ آشنائی

اے زنگ زدائے شیشۂ دل
وے سہل نمائے کار مشکل

اے مردم چشم میزبانی
وے چشمۂ آب مہربانی

لیے حاصلِ مدعاے سازش
تم لکھتی ہون مین بگڑ نہ جانا
پوچھے کوئی جو میرے جی کی
تم کیا مہمان ہوکے آئے
یون آئے سرور جیسے دل مین
لیکن چھوٹون خبر نہ لی واہ
ظاہر کرون رنگِ یاسمن کیا
اشکون نے بہارِ حسن کھوئی
یون غم سے ہے اسکا منتشر حال
زوردن پہ ہے بسکہ ناتوانی
اٹھنا جو پڑے کمر پکڑ لے
ایسا سکتے نے اسکو کھویا
بیمار کو جان کھوتے کیا دیر
گلِ شمعِ حیات ہو نہ جائے
کب اہلِ نظر کرین یہ منظور
بھوکھا جاتم کے جلتے بیتاب
گچی بھی جو ہجر کی گھڑی سے
تم جا ہو تو داغِ ہجر کھو جائے
گلزار کو آئے دن سرِ شام

وے سالکِ جادۂ نوازش
منظور رہے ہے لطف کا جتانا
کیا بات ہے بے تکلفی کی
فردوس کی جان ہوکے آئے
ایمان کا نور جیسے دل مین
لی چاہ کی آبرو - اجی واہ
سوکھا ہوا نخلِ گل ہے تن کیا
رخسارون کی آبرو ڈبوئی
جسطرح ہوا سے زلف کے بال
زیبا ہے کہے جو لن ترانی
کاکل جو ہے تو سر پکڑ لے
شبہہ ہو کہ بے دہن ہے گویا
نیند آہی گئی تو سوتے کیا دیر
یہ دن کہین رات ہو نہ جائے
ہو نور کے ہوتے آنکھ بے نور
پیاسا پانی کے ہوتے بے آب
واللہ پیاس سے بڑی ہے
یہ نخلِ خزان نہال ہو جائے
گماگشت کو جاتی ہے یہ گلفام

آیا پوشیدہ یون وہان تک | جیسے دل سے سخن زبان تک
غیرون کو نہ آشنا بناتا | بالا بالا ہوا بتاتا
لکھ پڑھ کے کیا حوالے نامہ | چلدی زنِ پیر مثلِ خامہ
مطلوب کے پاس دم مین آئی | مکتوب دیا طلب سنائی
وہ نامہ کہ اشتیاق کا تھا | نسخہ دردِ فراق کا تھا
جُو مارخِ دلربا کی صورت | کھولا بندِ قبا کی صورت
نقطے جو تھے صفحے پر نمایان | پیشانیِ حور پر تھی افشان
جو لفظ تھا صرفِ مدعا تھا | جو حرف تھا حرفِ مدعا تھا
حرفون کی کشش مین زورِ تسخیر | جذبِ الفت کی اوس مین تاثیر
نقاش سے یون نہ کھنچے تمثال | صیاد سے یون نہ کھنچ سکے جال
یوسف نکلے تھے جس کشش سے | کھینچی تھی رسن اسی روش سے
بندش جو وہ دیکھ پائین معشوق | چوٹی کو نہ سر چڑھائین معشوق
پیراہنِ چست اوس سے شرمائے | عقدہ بندِ قبا کا کھل جائے
الفاظ جو شوخیان دکھائین | دیدی گھونگھٹ مین منھ چھپائین
حسنِ خطِ چہرہ عارضی ہے | شان اور سوادِ نامہ کی ہے
دیوانہ نہین کہ زلف جانون | ہان وصل کی شب کہو تو مانون
مطلب جو خط سے حاصل اوسکا | آسان ہوا کارِ مشکل اوسکا
بھرنا تھا اوسے بھی نقشِ تسخیر | یون اوسنے کیا جواب تحریر
اے تا بہ عیشِ خستہ حالان | اے بال و پرِ شکستہ حالان

اے عقدہ کشائے خواہش دل — وے راہبر شوق تا بہ منزل
اچھی روش نکالی — خط کیا بھیجا کمند ڈالی
کیون جی مجھے چاہ کچھ نہین ہے — کہدو واللہ مجھے نہین ہے
ہان بات کی پچ پر آہی جانا — جھوٹی قسم آج کھا ہی جانا
دل اپنا مین کس طرح دکھاؤن — پار انھین بھیج دون جو پاؤن
کیا ملنے کے شوق کا جتانا — گیسو سے بڑا ہے یہ فسانا
گلزار کی راہ جو بتائی — کی صورت خضر رہنمائی
اس مہر کا شکر ہو کہان تک — ہو شام تو پہونچون مین وہان تک
رخصت کی تھی منتظر زن پیر — خط پا کے کمان سے بنی تیر
مانند نسیم سن سے آئی — نامہ گلشن کے پاس لائی
اس شمع نے ہٹ کے انجمن سے — خط پڑھ کے چھپایا یاسمن سے
وہ جل گئی دوڑی تاؤ کھا کر — یہ ہنس پڑی بھاگی منھ چڑھا کر
بگڑی تو بنایا دل لگی سے — روٹھی تو منا لیا ہنسی سے
سب پردہ درون سے آڑ کر کے — نامہ دیا چھیڑ چھاڑ کر کے
جو آنکھین خیال یار مین تھین — اب شام کے انتظار مین تھین
صورت کا بناؤ جی پہ رکھا — منھ پیار سے آرسی پہ رکھا
پانون سے ہوے لبا سقدر لال — ہو زرد انکھین دیکھ لے اگر لال
شانہ شوخی سے سر چڑھا تھا — گویا چوٹی کا آشنا تھا
دکھلا کے وہ شکل پیاری پیاری — آئینے کی آبرو اوتاری

لٹ کنگھی چوٹی کے بعد بہت تھا
چوٹی پہ شجر کی دام رکھا
دکھلاتا تھا سیس پھول سر پہ
ٹیکا زینت کا زیب سر تھا
گھنگھرو چھن چھن بجائے اسنے
تھا گرمیِ حسن کا عجب رنگ
کشتہ ہو سب آئنے کا پارا
وہ تارِ نظر کا رخ پہ ہو حال
لین گال چراغ سے چراغی
دیکھا وقتِ زوال غم ہے
گھر سے گلشن مین آئین اس طرح
شہزادہ بھی مستِ شوق آیا
پتے گالون کو زرد کر دین
بیلین جو دکھائین چال اپنے
ہون پھول ہزار چاک دامن
موسی کا عصا شجر سے جھک جائے
خاکِ چمن ایسی پر تکلف
کوثر سے ہے قول حوض تو کیا
انسان سے جو تہ درخت ہو جائے

بھاری جوڑا اجڑا کو گہنا
چھپکا کہنے کو نام رکھا
جگنو شبِ تارین شجر پہ
افشان کا ستارہ اوج پر تھا
سوتے فتنے جگائے اوسنے
ملنے سے بدن کے موم ہو سنگ
فی الشار ہو جو کرے نظارا
ہو نبضِ مریضِ تپ کا جو حال
سورج کو کرن جلائے داغی
دن صورتِ عمر پیر کم ہے
آئے بادِ بہار جس طرح
دیکھا جو وہ باغ کھلکھلایا
خورشید کو گرد برد کر دین
معشوق چھپائین بال اپنے
یوسف کی مثال پاک دامن
عیسیٰ کا نفس ہوا سے رک جائے
جس خاک سے تھا خمیر یوسف
تیرے پانی کی آبرو گیا
سر سبز نہالِ بخت ہو جائے

چشمِ دلبر ہر آشیانہ — پتلی کے مرغ کو زمانہ
گردون تھا کہ دار بست انگور — دانون مین نجوم کی طرح نور
چتون کی ادا نظر سے گذری — برچھی کی انی جگر سے گذری
یان پردہ چشم ہو گئی شرم — پہلو وہان شوق نے کیا گرم
یان جھک کے نظر زمین پہ پہونچی — وان چشمِ ہوس جبین پہ پہونچی
یان شرم سے پھول شبنم آلود — وان کوشش عاشقانہ مقصود
یان موئے مژہ نظر پہ چلمن — وان دستِ ہوس کو شوق دامن
دل پہلے ہی دل سے مل چکا تھا — کام آنکھون کے ملنے پر رکا تھا
ملتے ہی کھلین ہوس کی راہین — للچائی ہوئی پڑین نگاہین
حسرت مانے نکل کے آخر — ظرفِ دل بھر کے چھلکے آخر
شہزادہ تھا ولولون سے پرجوش — جیسے مے کی ہوس نے مینوش
منھ سے جادو نکالتا تھا — ڈورے باتون سے ڈالتا تھا
قسمون سے بناوٹون کی باتین — نظرون سے لگاوٹون کی گھاتین
ہاتھ اوسکے بڑھے تو ہٹ گئی یہ — آنچل کی طرح سمٹ گئی یہ
کھٹکی جھجکی زبان کھولی — بل ڈال کے تیوریون پہ بولی
دیکھے کوئی انکے شوق کا حال — ٹپکے پڑتے ہین جسطرح رال
دن اور اندھیرا اس بلا کا — تم ڈالتے آئے مجھ پہ ڈاکا
مین ایسی نظر جو جان پاتی — گھر کے اسپند لے کے آتی
سسکی نکلے نہ اب دہن سے — چڑیان مری اڑ چلین چمن سے

اُف اپنی زبان پہ لائے کیون تم
تھا درد کہین تو آئے کیون تم

کچھ خیر ہے گفتگو یہ کیسی
بندی نہین بے تکلف ایسی

توبہ ایسا گناہ توبہ
تم سے کتنے ہو بد نگاہ توبہ

ایسے کچھ پاک دل نہین تم
آنچل مرا چھوؤ نہ لو کہین تم

کیونکر ہان پھر تو ہاتھ جوڑو
قدمون کی نہین بدی ہی چھوڑو

مُنھ دھو آؤ۔ وہ نہر ہے جاؤ
گھر بھول سے گئے۔ وہ شہر ہی جاؤ

اشنان سے مین خوش کہ یہ دانی
دے گی میرے چمن کو پانی

آپے کو تجے ہوے ہو کیون تم
کچھ پی تو نہین کہ ہوش ہین گم

آمادہ ہو شر پہ۔ خیر ہے کچھ
میری عزت سے بیر ہے کچھ

مریم کی قسم ہون پاکدامن
چھونے نہین پاتی خاک دامن

مجھ پر بھی حق نہین تمھارا
کیا غیر پہ غیر کا اجارا

کھٹکا تھا کہ بھید کھل نہ جائے
ایسا نہو پھول کھلکھلائے

نرگس دیکھے تو کیا عجب ہے
سوسن نہ کہے یہ کیا غضب ہے

بیدار نہ سبزہ باغ کا ہو
شمشاد نہ تاک مین کھڑا ہو

کانٹا نہ کہین خلش نکالے
سنبل نہ کہین بلا مین ڈالے

پتے نہ کہین پتا بتا دین
چڑیان نہ کہین خبر اڑا دین

بدلے نہ یہ موج ادھر کی کروٹ
چھٹکے نہ حباب پا کے آہٹ

غنچے نہ چٹک کے گل کھلائین
چھپاکے نہ لے اڑین ہوائین

لب نہر کے کچھ سئے نہین ہین
چشمے کمبخت دور بین ہین

دیوانوں پہ کیا کڑی پڑی تھی
کچی اس عیش کی گھڑی تھی

نکلے گلشن سے صورتِ بو
دو سمت بڑھے برنگِ گیسو

آئے تو تھے دونوں صبر کی طرح
روتے گئے لیکن ابر کی طرح

جرأت ملنے کی شب کو کب تھی
سرخاب کی رات اونکی شب تھی

ماہِ عالم کا رستے رستے جانا۔ ایک امیر کی بیٹی کا دل آنا یاسمین کا خبر پانا۔ باغ میں ملکے ماہِ عالم کو جلی کٹی سنانا

رندوں کو کہاں قرار بے مے
ہونٹھوں پہ ہے جانِ زار بے مے

ساقی لانا مئے جنون خیز
ہے جوشِ بہار وحشت انگیز

اک صبح تھی چاکِ جیبِ شامت
یا جلوۂ عارضِ قیامت

وہ مہرِ فلک کہ چشمِ حاسد
وہ رنگِ شفق کہ خونِ فاسد

دنیا کی ہوا تھی یا دمِ سرد
بلبل کی صدا کہ نالۂ درد

شہزادے کو آئی سیر کی لہر
آیا گلشن میں صورتِ نہر

کانٹوں میں جو اوڑکے دامن اٹکا
دل اوسکا شگونِ بد سے کھٹکا

سمجھا کوئی بیکلی بدی ہے
بیرنگ ہوا کچھ آج کی ہے

پھولوں پہ نظر پڑی تو رویا
انگارے دہک رہے تھے گویا

نرگس کی نظر تھی اوس سے ٹیڑھی
ہر شاخِ شجر تھی اوس سے ٹیڑھی

شمشاد کو کچھ کشیدہ پایا
اور حوض کو آبدیدہ پایا

طائر لگے بولنے کڑے بول
ننھی سی زبان پہ بڑے بول

پہلا پھر کے نفس کی طرح کچھ دم — کوچ اوسنے کیا برنگ شبنم
رستے مین تھا اک امیر کا گھر — کوٹھے پہ کھڑی تھی اوسکی دختر
نکھرے پہ بہار رنگ کے دن — اُبھرے ہوے گال اُمنگ کے دن
بکھرے ہوے تھی بال ظالم — پھیلائے ہوے تھی جال ظالم
چتون تھی پڑھی ہوئی ادا سے — کاکل تھی بڑھی ہوئی بلا سے
چلبلے جو ملائین عمر کے دن — پاؤن سے بڑھین کہان یہ ممکن
آنکھین جن مین نگاہ چکرائے — پھر نکلے نہ دل جو اون مین پڑ جائے
آنچل اوڑ کر اگر ہوا دے — کلیان پاجامے کی کھلا دے
آنکھون سے جو وہ کرے نظارہ — پتلی کو جلائے ہر اشارہ
جس دم شکنین جبین پہ آئین — تابین تلوار کی دکھائین
ہو چاہِ ذقن کی اسقدر چاہ — یوسف کہین مین گرونگا واللہ
بل کھائے کمر پہ ہاتھ رکھے — جو دیکھے جگر پہ ہاتھ رکھے
اتفاق کی بات پڑ گئی آنکھ — تقدیر کا کھیل لڑ گئی آنکھ
برچھی پڑی دل پہ وان ادا کی — بجلی گری سر پہ یان بلا کی
وان شیشۂ صبر گر کے ٹوٹا — یان دامنِ ہوش اوڑ کے چھوٹا
بیدل اوسے کر کے اسنے لی راہ — یون کہنے لگی وہ کھینچکر آہ
کیا تجھکو ہوس نے چھل دیا حیف — مین یون ہی رہی وہ چل دیا حیف
کیون وار کیا نظر کا خالی — کاکل نے کمند کیون نہ ڈالی
کیون میرے کرشمے نے نہ ٹوکا — رستا غمزے نے کیون نہ روکا

کیون راہ نہ مانگ نے بتائی کیون لٹ نہ بڑھ کے کھینچ لائی
کیا پیچ تھا جو رہے کنارے گیسو نہ بڑھے خدا سنوارے
پہونچی جو نہ پہونچی بس نہین تھا مانا اسے دسترس نہین تھا
آنچل تیری ہوا نہ پہونچی چھاگل تیری صدا نہ پہونچی
چالون کی ادائین دلمین بھر لین پایلون کی بلائین اپنے سر لین
رخ پر زردی لبون پہ نالے دیدے تھے کہ خون کے پیالے
تنہائی مین داغ لے کے بیٹھی کونے مین چراغ لے کے بیٹھی
سمجھانے لگین خواصین اوسکو برباد نہ اس ہوا مین تو ہو
بلبل ہے یہ شاہ کے چمن کا جوڑا ابھی گل ہے یاسمن کا
ایسی تو نہین تھی باولی تو کیون شرم کو دھو کے پی گئی تو
یہ رنگ نہ کوئی رنگ لائے اس کھیل سے چوٹ تو نہ کھائے
روئے گی یہ چال اگر چلے گی جی ہار کے ہاتھ تو ملے گی
کیا عقل سی چیز تو نے کھوئی کیا چاہ مین آبرو ڈبوئی
جو چیز ہے دور دسترس سے ہاتھ اوسپہ بڑھا نہ تو ہوس سے
قد پست ہے اور شجر ہے اونچا ہاتھ آئے گا کیا ثمر ہے اونچا
کچھ کھیل نہین ہے عشق کی لاگ پانی نہ سمجھ یہ آگ ہے آگ
چار اپنے پرائے کیا کہین گے سو کہین گے برا بھلا کہین گے
آگے کہینگی کیا سخن ہے وہ چال کے کھیلی یہ چلن ہے
دین ساتھ نہ وقت پر احباب درد آنکھ مین ہو تو آئے خواب

تو پھول نہ ہمکو پاسکے ساتھی ‌ ‌ سنتے ہین فقط ہوا کے ساتھی
اونکو پہلو بدلتے کیا دیر ‌ ‌ چل نکلی ہوا تو چلتے کیا دیر
سنتی بھی ہے یا نہین ادھر دیکھ ‌ ‌ اپنی صورت کو اک نظر دیکھ
رنگت مین ہی فرق رات دن کا ‌ ‌ قد پیڑ سے ہو گیا ہے تنکا
یہ نیل اور یہ بدن کی زردی ‌ ‌ مینا سونے پہ لاجوردی
ہی حسن کے دیس مین یہ معیوب ‌ ‌ پاپوش سے ہو جہان مین خوب
منھ تیرے یہ آرسی لگی ہے ‌ ‌ سچ بولیگی صاف اسکا جی ہے
اچھا سر دست اسی سے تو پوچھ ‌ ‌ یہ کچھ نہین اپنے جی سے تو پوچھ
وہ حسن کا روپ اب نہین ہی ‌ ‌ کھول آنکھ کہ دھوپ اب نہین ہی
بیماری چشم ہے بہانا ‌ ‌ منظور نہین نظر اوٹھانا
پھر کہہ تو رہِ سخن نہین ہے ‌ ‌ ہان کہا تو قسم دہن نہین ہے
اوٹھنے نہین پاتی بارِ غم سے ‌ ‌ یہ بے کمری کا عذر ہم سے
منھ کھول نہ تنگ جی سے تو ہو ‌ ‌ ہنس بول تو کیون یہ گفتگو ہو
کام آئے نہ غم ہنر نہین ہے ‌ ‌ پھل دے نہ جیون شجر نہین ہی
بولی وہ کہ بس بڑھو نہ دیکھو ‌ ‌ کیون بکتی ہو سر چڑھو نہ دیکھو
جلتی ہو نہین تو جلنے دو جاو ‌ ‌ ٹھنڈی ہو تم چلو ہوا کھاو
جی سے لے کہ یہ چاہ آبرو سے ‌ ‌ صورت کیا خواب ہے کہ بھولے
آئے آنکھون کے شامت آئی ‌ ‌ قد کے چلتے قیامت آئی
اب کیا کہون دام زلف کیا ہی ‌ ‌ اس سر کی قسم بری بلا ہے

بیدل سب مجھے جانو جاؤ جاؤ — دل زلف سے مانگ لاؤ جاؤ
رخ پھیرون خیال سے یہ مشکل — نیچ ہون کسی چال سے یہ مشکل
تقدیر مین رنج جھیلنا ہے — جو کھیل بدا ہے کھیلنا ہے
پتائین وہ دیکھکر برا رنگ — جھنکین غنچے سے ہو کے دلتنگ
سب اپنے بائین کٹ کے بیٹھین — سنگت چھوڑی سمٹ کے بیٹھین
چرچا گھر مین ہوا جو دن رات — ماں باپ کے کانون مین پڑی بات
سوچے کہ یہ بات پھیلے ہر سو — ہے عشق کا جوش مشک کی بو
سمجھایا کہ کیا یہ کرتی ہے تو — جلنا ہے برا کہ مرتی ہے تو
کر چاہ نہ حوصلے سے بڑھکر — مفلس کا سر اور تاج گوہر
وہ دن تو نہ لا کہ شامت آجائے — سارے گھر پر قیامت آجائے
کھولے رہے گو زبان دونون — بھرے گئے اس نے کان دونون
سوسن کے نہ ایک اون کی مانی — خود رائے تھی خودسری کی ٹھانی
بیٹھے بیٹھے اوٹھا کے خامہ — کاغذ لے کر لکھا یہ نامہ
اے رہرو برق خرمن ہوش — وے زلف سیہ سے دم بردۂ ہوش
اے گردش چشم سے فسون ساز — وے تیر نظر سے ناوک انداز
کس منھ سے کہون ضرورت اپنی — دیکھو تم آپ صورت اپنی
سنتی ہون کہ دل چھپائے ہو تم — زلفون کی کشش سے آئے ہو تم
ہمدرد ہو درد مان لوگے — ہے درد کہان یہ جان لوگے
مین کیا کہون سرگذشت غم کی — مہمان ہے جان ایک دم کی

چلنے نہین پاتی ناتوان ہون ۔ نبضِ بیمارِ ہجران ہون
جلتا ہے یہ خاک لائے تاب آج ۔ دل سیخِ نفس پہ ہے کباب آج
رکھے کوئی جو آگ پر بال ۔ دیکھے مرے پیچ وتاب کا حال
دل یون ہے بے چین جیسے پارا ۔ دم یون چلتا ہے جیسے آرا
حالت نہین کچھ مرے بدن مین ۔ مین ہون کہ نہین ہون پیرہن مین
طعنون کی زبانین چل رہی ہین ۔ یا مجھ پہ سنانین چل رہی ہین
پاس آئی جو کوئی بھولی چوکی ۔ شاکی ہوئی مجھ سے میری خو کی
یہ قہر سے مُنھ کو کھولتی ہے ۔ وہ زہر کے بول بولتی ہے
کیا وقت ہے کیا گھڑی ہے کیا دن ۔ دشمن بھی نہ دیکھے یہ بُرا دن
جب دیکھئے اِنکو ہین یہ پُرغم ۔ آنکھون سے ہے ناک مین مرا دم
ہاتھون کا جتون جائے کیونکر ۔ نازل ہے عذاب اِن سے سر پر
دانت اور بھی کھائے ڈالتے ہین ۔ ہونٹھون کو چبائے ڈالتے ہین
آرام سے ملے جو دل مِلا جاؤ ۔ آجائے قرار تم جو آجاؤ
لکھ پڑھ کے خواص سے کہا جا ۔ خط دیکے جواب لے کے آجا
وہ چلکے ہوا کی طرح پہونچی ۔ فکرِ شعرا کی طرح پہونچی
نامہ دیکر کہا وہ بیمار ۔ ہے ریشۂ خامہ سے سوا زار
قربان گئی مین کہنے والی ۔ تو کہدے شکن شکستہ حالی
لفظون سے دکھا رہی ہون مین یہ ۔ داغ اوسکے دل وجگر کے ہین یہ
رنگت کہین نام کو نہین ہے ۔ سادہ کاغذ ہے یا جبین ہے

کھانے کو کہین تو منھ نہ کھولے
ہم لاکھ بلین وہ کچھ نہ بولے

کوٹھے پہ کھڑی ہے تو کھڑی ہی
کونے مین پڑی ہے تو پڑی ہی

چوٹی جو کھلی کھلے بلا سے
بال اڑتے ہین تو اڑین ہوا سے

تارے گن گن کے رات کاٹی
کوئی بولا تو بات کاٹی

دل اوسکا بھر آیا پڑھ کے نامہ
جاری ہوئے اشک مثل خامہ

بولا وہ کہ چپ یہ کیا ستم ہے
گھلکر یون سانس کب یہ دم ہے

جانے آنے سے جان مجبور
مین آپ مین آؤن یہ بھی ہی دور

پہلو مین جگر کہ مین ہون گھر مین
پتلی مین نظر کہ مین ہون گھر مین

نکلون کہین یہ ہوس کہان ہے
پہونچون یہ دسترس کہان ہے

یہ ساز نہ لائے راگ کوئی
بھڑکائے نہ جل کے آگ کوئی

گل پھولے نیا تو بار ہو جاؤن
آنکھون مین کھٹک کے خار ہو جاؤن

سب گرد ہو جتنی خاک چھانی
مٹی مین ملے یہ جانفشانی

مایوس خواص واپس آئی
قسمت کا لکھا جواب لائی

رو رو کے کہا وہ حال سارا
برچھی ماری کہ تیر مارا

سینے کو دیا تھا داغ غم کا
تارا بخت جنون کا چمکا

ٹکڑے کیئے گل سے پیرہن کے
کانٹے ہوئے رونگٹے بدن کے

بگڑی تو بخت سے ہٹ گیا جی
چولی پھاڑی کہ پھٹ گیا جی

چھوڑی محرم کی پاسداری
توڑی گرتی کی بیل ساری

پھینکا چنبلی کو گل سے اوسنے
تھپکے کو جلایا جل کے اوسنے

کانٹا ہوا کو کھرو نظر مین — چھٹکائے ستارے سلکے گھر مین
آئی جو بلائے شامِ فرقت — لائی شبِ تیرہ رنگِ قسمت
توڑی اوسنے حیا کی زنجیر — سوچی کہ چلون مین تن بہ تقدیر
افسون آنکھون کا دیکھنا ہے — کاکل کو مین سنتی ہون رسا ہے
کرتی تھی جو زور ناتوانی — آنسو سکھلاتے تھے روانی
پہونچی اپنے حبیب کے پاس — بیمار گئی طبیب کے پاس
سوکھے ہوے ہونٹھ رنگِ رخ زرد — بیٹھی سر فرش صورتِ گرد
ماتھا پکڑے تھی سر جھکائے — ڈر کے مارے نظر جھکائے
آفت اسکو عذاب اوسکو — غیرت اسکو حجاب اوسکو
پوچھا تجھے کون اوبھار لایا — بولی دل بیقرار لایا
چونکی تو بدل گئی کہ چھو کی — تو یہ کیا مینے گفتگو کی
دل آپکے پاس مجھ سے کیا کام — بیدل کیا رکھے دل پہ الزام
بولا وہ کہ چھوڑ یہ بری دھن — ستم ہو نہ یہ چھیڑ چھاڑ اری سن
کیون تو درِ فتنہ کرتی ہے باز — سن لے نہ صدا کوئی دراندازی
مین ساز کرون محال ہے یہ — بیجا تیرا خیال ہے یہ
ایسا ہی جو راگ لائیگی تو — یہ دیس اک دن چھوڑائیگی تو
گر مین تری بندگی بجاؤن — ٹپے گا تا پلٹ کے جاؤن
جل کر بولی کہ اف ری گرمی — کاش اس دلِ سخت مین ہو نرمی
کیا کھائی ہے یہ قسم کسی سے — جھوٹھون نہ ملین گے ہم کسی سے

وہ جلکے ملال دین تو کیا ہو — گھر سے جو نکال دین تو کیا ہو
ہان مین سمجھی بہت حسین ہین — ڈبلی نہین کہئیے نازنین ہین
کیسی ہے خطا معاف رنگت — دھویا کپڑا کہ صاف رنگت
گل رخ پہ کہ قاب بر مگس ہے — اس سے یہ بھلا کہ اونمین رس ہے
ہان ہان مری بات سنئیے کیون آپ — گل چھوڑ کے خار چنئیے کیون آپ
بولا وہ کہ بس سلام میرا — جلئیے گھر جا کے نام میرا
پانی کی جگہہ سراب پایا — سوکھا سا تھا جواب پایا
ملنے پہ بھی مل سکی نہ محبوب — نزدیک پہونچ کے رہگئی دور
کچھ زلف نے کی نہ سرپرستی — قد کی نہ چلی دراز دستی
آنکھون مین فسون کا زور کم تھا — بس نام کو تیلیون مین دم تھا
کچھ بس نہ چلا تو چپ ہوے لب — منھ نے کہا بات کھوئے کون اب
سوچی وہ کہ ان تلون نہین تیل — سمجھی کہ منڈھے چڑھے نہ یہ بیل
آئی اتنے مین اک زن پیر — لائی تھی وہ یاسمن کی تحریر
آنے کو تو آئی دم کی صورت — کھٹکے سے رکی قدم کی صورت
گھنگھرو کی صدا سنی چھن چھن — بد ظن ہو کر بڑھی وہ چپ سن
صورت دیکھی تو ہٹ گیا دل — آنکھین ملتے ہی پھٹ گیا دل
بولی وہ کہ لائے یہ نیا راگ — بگڑے ہوئے آپ کھیلتے پھاگ
آتی ہی پھری نفس تھی گویا — چلاتی گئی جرس [illegible] گویا
خوب آگ لگائی جل کے اوسنے — بس بو دیا زہر اوس نے [illegible]

بولی کہ وہان ہے مہ جبین اور — خاتم ہے وہی مگر نگین اور
گھر مین ہم اور جدا تھے اس طرح — سینے مین دل و جگر ہین جس طرح
ہوش اوڑ گئے یاسمن کے سن سے — جسطرح ہوا ہو بو چمن سے
ہونٹھ ایسے چبائے اوسنے پیہم — یاقوت سے بنگئے وہ نیلم
رنگت ہوئی دکھلاکے کالی — ظلمت سے گئی شفق کی لالی
بیچین ہوئی جو چوٹ کھاکر — بجلی سی گری وہ تلملاکر
زلفون سے ہوا جنون اوسکو — منھدی نے رولایا خون اوسکو
دیتا تھا جو داغ چاند تارا — سر کاتی تھی تاکرے کنارا
چھاتی پہ جو شب کی تھی تختی — پتھر سے گران تھی اوسکی سختی
موتی جو تھے زلف مشکسا مین — بیچارے یتیم سے تھے بلا مین
جگنی چمکی تو جل گئی جا جی — بولی کہ جلا نہ بس مراجی
مین کسکو دکھاؤن گی سنگار اب — جھومر نہ ہو میرے سر کا بار اب
اک بوجھ ہے یہ بلاق کیا ہے — دم ناک مین اس سے آگیا ہے
گردن مری چھوڑ پچھاڑی تو — کیون ہوکے بلا گلے پڑی تو
منھہ اسکا نہ دیکھون چاہے جی جائے — میرے ٹھینگے مین آرسی جائے
ہاتھون کو ہین جو ہر دستیان خار — پتے کانون کو ہوگئے بار
کہدے کوئی منھ لٹے نہ کھولین — بس چپ رہین اب چھڑے نہ بولین
زنجیر ہے سلسلہ جنون کا — بجلی نے بدن تمام پھونکا
کیون ہے مرے ساتھ او علی بند — ہٹ چھوڑ دے ہاتھ او علی بند

یہ بالیاں جا کے اپنا جی کھائیں / کس کام کے تھے بھاڑ میں جائیں
ہاتھ آج جو کنگنوں سے چھوٹیں / پھر میں پہنوں تو ہاتھ ٹوٹیں
اکوں کو لگاؤں آگ جل جائیں / گھنگھرو سب آبلوں سے پھل جائیں
صدقے کروں پچلڑی کو کھا جاؤں / دانے دانے کو میں چبا جاؤں
بانکیں کیا ہیں کٹاریاں ہیں / لُندرے کہ سبک تھے اب گراں ہیں
میں پیچ میں اسکے اب ہوں کیوں / کڑیاں زنجیر کی سہوں کیوں
پڑتی ہے جگر پہ چوٹ اسنے / کنکر تھے پتھر ہیں لعل ہیرے
آخر ماتھے سے میرے چھوٹا / ٹیکے کا نصیب اب تو چھوٹا
اس نے مرا جی جلایا ہے آج / بجلی پہ آ کہی گر پڑے گاج
پازیب کی زیب کچھ نہ جانوں / اب پاؤں پڑے تو میں نہ مانوں
یہ پھول بدن کو ہو گئے خار / جلتی ہوں تو پھر نہ پہنونگی ہار
چھالوں سے دل آج بھر گیا ہے / لنگن جی سے اتر گیا ہے
سُرمہ اب گر گیا نظر سے / بھاگوں دیکھوں جو میل بھر سے
ایسی وحشت سے خاک اڑائی / نیچے کی زمین اوپر آئی
کاکل کہتی تھی کیا بلا ہے / منھ تکتی تھی آرسی کہ کیا ہے
اولجھن جو ہوئی برنگِ سنبل / گھبرا کے گئی چمن کو وہ گل
جی رشک کی آگ سے جلائے / مانندِ چراغ لَو لگائے
ٹہلی بے چین اِدھر اودھر وہ / کچھ دیر پھری بشکل سرو وہ
شہزادہ جو بے حواس آیا / آئینہ سا مُنھ کے پاس آیا

آگے کو بڑھا تو ہٹ گئی وہ — رستے پہ نہ آئی کٹ گئی وہ

دھمکانے لگی کہ او نظر پھیر — ہاں ہاں پتلی نہ دیکھ اودھر پھیر

بوسے جو زبان ابھی نکالون — کاکل جو بڑھے تو مار ڈالون

گھونگھٹ نہ ہٹے حیا خبردار — آنچل نہ اوڑے ہوا خبردار

آ میرے حجاب دے مرا ساتھ — چہرے سے نہ ہٹنے پائین یہ ہاتھ

اونچا ہو جو سر پٹک کے پھوڑون — نیچا اسکو دکھا کے چھوڑون

یہ شکل نہ بن پڑے تو کیا ہو — اوسوقت کا رنگ دوسرا ہو

طاقت تو جی سنبھالے رہنا — چتون برچھی سنبھالے رہنا

لب شہد کے بدلے ہون سم اوسوقت — تلوار کا دم بنے دم اوسوقت

خواہ اوسنے بگڑ کے پھر نہ بننا — وہ لاکھ منائین تو نہ منا

بولا وہ کہ تم تو ہو خفا سی — کچھ کہتی ہے چہرے کی اداسی

چپ سن بھی ہو منھ بنائے بھی ہو — تھامے بھی ہو سر جھکائے بھی ہو

پھولون کو نہ دیکھنا کبھی تم — ایسا نہ ہو سیکھو ہنسی تم

چڑیان چہکا کرین تمھین کیا — تم قصد نہ بولنے کا کرنا

معشوقون کے ناز اور وہ سب جور — شاید ہون وہ تمھارے ہی طور

آنچل ہان یون ہی ڈالتے ہین — گھونگھٹ یون ہی نکالتے ہین

ہان سمٹتے ہین سمٹ کے یون ہی — غمزے کرتے ہین ہٹ کے یون ہی

ہان کھنچتے ہین لیکے دل وہ بیدل — الجھے تو سلجھتے ہین بہ مشکل

ہان ہوتے ہین اونکی خوبین دو رنگ — دل مین ترس اور زبان پر جنگ

جی جل گیا اس جلی کٹی پر — کان اوس کے کھڑے ہوئے یہ سنکر
بولی بھتین کیا غرض ہماری — چھوڑ آئے کہان تم اپنی پیاری
ترچھی سی نظر ملی کہو ہان — پتلی سی کمر ملی کہو ہان
پھولے پھولے ہین گال کیون جی — لمبے لمبے ہین بال کیون جی
اونچے قد کی ہین یا ہین چھوٹی — دبلی پتلی ہین یا ہین موٹی
چہرہ کیسا ہے آفتابی — رنگت ہے سفید یا گلابی
بنتی ہونگی سنورتی ہونگی — باتین ہنس ہنس کے کرتی ہونگی
یہ سچ ہے کہ جھوٹھ سچ بتانا — ظالم جھوٹی قسم نہ کھانا
دل لائے تھے کیون انھین کو دینے — تم آئے تھے کیون انھین کو لینے
بھیجا چھوڑو کہین ٹلو جاؤ — سستی چھوٹی مین اب چلو جاؤ
جلنے لگے مجھ سے آکے گھاتین — اون سے چکناؤ جاکے باتین
ان کے سے ہنر کہین ہین مجھ مین — کچھ لال لگے نہین ہین مجھ مین
تم ہو دو رخے سمجھ گئی مین — پہلو مین دل ایک ہے کہ دو مین
مین پھنس چکی اب چلو نہ یہ چال — ہے گر رکھو یہ جس کا جال
الفت کی ہوا پلٹ گئی جلد — گرمی کی تھی رات کٹ گئی جلد
دیکھو تو بدل گئین وہ آنکھین — آنکھون کی قسم نہین وہ آنکھین
مین دیکھتی ہون نظر ادھر ہے — سمجھی ہان اونکا گھر ادھر ہے
بولا سب جھوٹھ بولی سب جھوٹھ — ہم تم سیکھے ہین دونون اب جھوٹھ
اس جھوٹھ کا ہے کہین ٹھکانا — تمنے کہا اور مینے مانا

ہے یہ تو وہی مثل مری جان — تو مان نہ مان مین ہون مہمان
پاپوش سے پاؤن پر جو سر ہے — دل کو تو ٹٹولو وہ کدھر ہے
چلنے سے زبان بس رکے اب — چھل مجھ سے تمھاری چل چکے اب
تقدیر جہان لڑی وہین جاؤ — جو موجا تو وہی جبین جاؤ
منھ دیکھنے کی چاہ مین نہ مانون — واللہ باللہ مین نہ مانون
منھدی سے تمھارے ملتے ہین طور — منھ پر کچھ اور دل مین کچھ اور
چل دونگی نہین تو ہٹ کے بیٹھو — جاؤ اون سے لپٹ کے بیٹھو
اب دست درازیان یہ چھوڑین — پہونچا پکڑے تو ہاتھ توڑین
آنسو آنکھون مین کیون بھرے ہین — گر داوڑے کے پڑی سمجھ گئی ہین
مینے دنیا مین کیا نہ دیکھا — تمسا کوئی چالیا نہ دیکھا
بگڑا جو چلن بساؤ کبتک — چلتی کاغذ کی ناؤ کبتک
دل خاک ملا تھا دل لگی تھی — بس چار گھڑی کی چاندنی تھی
جاتا رہا داغ عشق کا جلد — مفلس کا چراغ تھا بجھا جلد
تم آئے کہ دن پھرے ہین میرے — کسکا دیکھا تھا منھ سویرے
سمجھا کہ بدل گئی وہ صورت — چھینٹون سے نہ جائے یہ کدورت
بننے کا کوئی بہانہ ڈھونڈھو — بگڑی کاکل تو شانہ ڈھونڈھو
ہو صاف جو اسکے دل سے شک جائے — کانٹا نکلے تو یہ کھٹک جائے
اصرار زیادہ کیجیے کیون — بارود کو آگ دیجیے کیون
یکجائی کا وقت دم کی دم تھا — وقفہ مثل شباب کم تھا

گلشن سے رواں ہوے وہ اسطرح | چشم عاشق سے اشک جسطرح

ماہِ عالم کا بیچین رہنا۔ اختر سے ماجرا کہنا۔ خط لکھکر یاسمن کو سمجھانا۔ آخر باغ مین ملکر صاف ہو جانا

بے لطف یہ زندگی ہے بے مے
ساقی نشہ آج دے سے مے

بے نشۂ مے دماغ ہے خشک
روغن جو نہین چراغ ہے خشک

وہ شب شب اولِ لحد تھی
وہ شب دشمن کا بختِ بد تھی

شہزادے کو ہاتھ ملتے گذری
مانند چراغ جلتے گذری

تھا پیچ مین جیسے زلف کی لٹ
کروٹ پہ بدل رہا تھا کروٹ

یون ہوش اوڑے تھے اس بلا سے
جسطرح ورق اوڑین ہوا سے

خاموش رہا اوٹھائے گو رنج
راز اوسنے چھپایا صورتِ گنج

مہندی کا رنگ تھا غمِ دل
یا آتشِ سنگ تھا غمِ دل

ملتا نہ تھا دل لگی آگ سے چین
ہوتا تھا دھوین کی طرح بیچین

اختر سمجھا کہ بات ہے کچھ
بھاری اسپر یہ رات ہے کچھ

پوچھا نہین سوتے ہو کہان درد
شب کٹتی ہے روتے دل ہے کیون سرد

ہے کسکی خلش کا جی مین کھٹکا
کیا باغ سے کھا کے آئے جھٹکا

ظاہر کیا حالِ بدلمائی
القصہ سنائی سب کہانی

بولا وہ کہ جی نہ ہار جاؤ
ترچھ ہو کے نہ رنج کو بڑھاؤ

سب دل کا غبار جائے آخر
گندلا پانی تھر آئے آخر

کیا نخلِ خزاں ہرا نہو پھر
بیمار کو کیا شفا نہو پھر
کیا ک بھڑک کے پھر نہو سرد
کیا اوڑ کے نہ بیٹھے پھر کبھی گرد
اتنا دم لو کہ رات کٹ جائے
پو سے پہلے جگر نہ پھٹ جاے
اوڑ جائے خبر تو زک ہو تمکو
دیوار کے کان ہین یہ سن لو
کہتے سنتے جو شور ہو جاے
اندھیر وہ ہو کہ بھور ہو جاے
جی مین جی کی رہے تو بہتر
یہ آگ دبی رہے تو بہتر
سر تیغ سے مُنھ سے بات کاٹے
کیونکر کوئی غم کی رات کاٹے
جب جوش جنون بہت ستاتا
اپنی دُھن مین غزل یہ گاتا

غزل

آئے تیرے منانے والے
دیکھو آنکھین دکھانے والے
کیا جانین اونھین پڑھائین کیا کیا
اولٹی پٹی پڑھانے والے
جھگڑے کو بڑھا نہ مثلِ گیسو
او گیسوون کے بڑھانے والے
یہ جان سے مارتے ہین بے موت
جلاد ہین اس زمانے والے
اللہ ری داغ سر کی سوزش
بیٹھے ہٹکر سرہانے والے
جلنے ہی کے واسطے ہین دلسوز
ٹھنڈے رہین جی جلانے والے
غم چکھ جاتا جو ہم سے اے شوق
ہوتے دو چار کھانے والے

جب چاک کیا سحر نے دامن
سورج ہوا مثلِ داغ روشن
صدمے کیطرح اوٹھا کے خامہ
رو رو کے رقم کیا یہ نامہ

اے مردمِ دیدۂ ضرورت | اے مصقلِ شیشۂ کدورت
اے نشۂ کبرِ حسن سے مست | اے چینِ جبین سے تیغ در دست
آئینہ ہے میری تیرہ بختی | پتھر کا ہون جو اوٹھائی سختی
شب گذری لہو کے گھونٹ پیتے | آخر ہوئی بھور مرتے جیتے
قسمت مین تھا کھیل کا بگڑنا | گردون کی طرح بدا تھا لڑنا
یہ ساتھ مگر کبھی نہ چھوٹے | ایسا جگ جیتے جی نہ چھوٹے
دل مہر کا ہر طرح ہے جیسا | یہ ہے گلِ آفتاب گویا
آئینے پر آئے گر کدورت | پیش آئے صفائی کی ضرورت
لگے جو گرد تو کھول ڈالین | کھٹکے کہین پھانس تو نکالین
مشکل ہے علاجِ بدگمانی | ہوتا نہین صاف بندِ پانی
آنے کو جو کوئی آئے ڈر گیا | جس گھر مین ہوا نہ آئے گھر کیا
آنکھون مین خیال آ ہی جائے | دل ہو تو ملال آ ہی جائے
جانا آنے کی ضد ہے جانی | آئی ہے تو جائیگی جوانی
آئی تو یہان سے روکے بھاگی | خفت زدہ بات کھو کے بھاگی
وہ کیا اور اوسکی آرزو کیا | چھوٹے موتی کی آبرو کیا
پیتل کبھی ہے نہ زر کا طالب | پتھر نہ چنئے ثمر کا طالب
کس نے اوسے چاہ کر کے دیکھا | دیکھا تو بلا سے ڈر کے دیکھا
چہرے پہ ورم تھا گال کیا تھے | کالے دانے نسخے خال کیا تھے
پتلی کو کہے سبب والا | ہے جمع یہ خونِ مردہ کالا

کیا حلقۂ زلف مین مین گھر کے　　روتا اندھے کنوین مین گر کے
ڈالی ہو نگاہِ بد جو رُخ پر　　ہو جشر آتش پرست ہو کر
چھوڑو گی نہ اب بھی بدظنی تم　　تو دیکھو گی میری جان کنی تم
دل ہے کعبہ اسے نہ ڈھاؤ　　اللہ کا گھر ہے ہاتھ اوٹھاؤ
ملنا چھوٹا تو کیا ملے گا　　رشتہ ٹوٹا تو کیا ملے گا
جو حق نہ کہے خدا سے پھر پاے　　جو دم تمھین دے وہ جلنے جائے
مٹ جاؤن جو نام ہو تمھارا　　کام آؤن جو کام ہو تمھارا
دل اوسکو جو دون تو جان لے لو　　اس بات کی ہان زبان سے لو
تن ایک کہ عقل سے رسا تھی　　اندیشے سے تیز رو سوا تھی
خط اوسکو دیا کہ لے کے جا تو　　دیوانون کا سلسلہ ملا تو
بولا کہ جواب جلد لانا　　پہلے میری اجل سے آنا
یون اوڑ چلی یاسمن کی جویا　　پر اوسکے لگے ہوے تھے گویا
مانند بہار آکے پہونچی　　غنچے مین ہوا بچاکے پہونچی
خط کھلنے مین تھا جو خوفِ غمّاز　　پوشیدہ کیے تھی صورتِ راز
خلوت مین جب آئی شمع محفل　　خط دیکے کیا جواب حاصل
لائی تو یہ انتظار مین تھا　　مے کا پیاسا خمار مین تھا
کھولا تو کھلا کہ غم سے کٹے گا　　دریا جو بڑھا ہے پھر گھٹے گا
سختی کے عوض جو پائی نرمی　　بدلی ٹھنڈک سے دل کی گرمی
پہونچا خورشید جب لبِ بام　　منھ پر چھڑکاے کاکلِ شام

دونون بچپن سے تھے گھرون مین | گلشن کی ہوا بھری ہر زمین
آپہونچے وہ اپنے اپنے گھر سے | جیسے طائر ادھر ادھر سے
دیدون سے طلسمِ شوق کھولا | خوبان پلون مین عشق تولا
پھر او وہ خیال نقش بر آب | رنجش ہوئی پچھلی رات کا خواب
جو نقش کہ پہلے دلنشین تھا | جز حرفِ غلط وہ کچھ نہین تھا
کھٹکا نہ رہا جو خار نکلا | دل صاف ہوئے غبار نکلا
کلفت ہوئی سب ہنسی سے زائل | ظلمت ہوئی چاندنی سے زائل

شادی کا حال - عاشق و معشوق کا وصال

شیشے کی پری کو ساقیا لا | بھر بادۂ عیش سے پیالا
آئے پیمانہ آئے مینا | ناچے پیمانہ گائے مینا
کچھ دن جو بسر ہوئے اسی طور | جامِ مئے عیش کا ہوا دور
ایوانون مین شاد مرد و زن تھے | میخانون مین جام خندہ زن تھے
پھولے نہ سماتے تھے گل باغ | تھی مست ترانہ بلبل باغ
کلیان مے رنگ سے بھری تھین | یا عطر کی شیشیان بھری تھین
یون تھی ہر شاخ سر جھکائے | ہو جیسے دلھن نظر جھکائے
غنچون کا وہ چٹکے مسکرانا | پتون کا وہ تالیان بجانا
عشاق کے آگے گل جو پھولین | مسکی ہوئی چولیان وہ بھولین
سنبل کھولے بلا کا وہ جال | لیلی کے اب وبال ہین بال

نرگس کی بہار چشم بددور — اور ترے نظرون سے دیدہ حور
برگ گل تر پہ شبنم اس طرح — معشوق کے لب پہ دانت جسطرح
بیلون مین ہزارون پیچ وخم تھے — گھونگھر بالون مین اوسنے کم تھے
پھیلا ہوا تھا بنفشہ کا جال — گویا حبشن نے کھولے تھے بال
سب ہستین آئین یاسمن کی — کلیان تھین حسن کے چمن کی
کمسن بیباک شوخ خوشخو — بانکی ترچھی حسین گلرو
گال اونکے کھلین تو پھول بتائین — بال انکے اوڑین تو سانپ لہرائین
آنکھین بھونرون کیطرح کالی — قد لوچ سے نارون کی ڈالی
گلزار مین لب جو تماشا ہون — پھولون سے نہال باغبان ہون
گوشے مین بٹھایا یاسمن کو — پنہان کیا شمع انجمن کو
اتنے مین برات کا دن آیا — خوب اسکو سجا دلھن بنایا
خلوت مین وہان خیال ہمدم — یان ہالۂ بزم وماہ عالم
گھنگھرو وہان شور کر رہے تھے — یان دلولے زور کر رہے تھے
گیسو وہان ابر گوہر افشان — دامن یہان مہر سان زرافشان
کانون مین جڑاؤ وان کرن پھول — باتون مین یہان چمن چمن پھول
کاجل آنکھون مین وان بلا کا — یان شوق نظارہ انتہا کا
چوٹی کے بناؤ را وہان ڈھنگ — سلی کی بہار کا یہان رنگ
رخسارونپہ بنیون کی وان ضو — شمع عارض کی دل کو یان لو
وان رنگ حنا سے دست وپا لال — چہرہ یہان پھول سے سوا لال

وان چرخ پہ چاند سر پہ جھومر | یان غیرت برق طرۂ سر
وان جلوہ فزدیز چاند تارا | یان ہالۂ ماہ گوشوارا
وان نور تنون مین نور انجم | سر پیچ سے یان ظہور انجم
وان دانت مسی سے اختر شب | یان جوش کہ لب اب لبین لب
وان پردے تین چھپرا اوسکی اسکی | یان دلمین ہوس لبونپہ سسکی
وان قصر جلا سے غیرت طور | یان فرش ضیا سے مطلع نور
وان حسن شباب غمزہ و ناز | یان جام و شراب و نغمہ و ساز
بن ٹھن کے براتی اور نوشاہ | پیارے سے چلے قمر کے ہمراہ
ہر سانڈنی آب سے روان تھی | تیزی مین مزاج نوجوان تھی
آئے جو نظر قدم کی رفتار | کاتب بھولے قلم کی رفتار
ہاتھی جو دکھائین اپنی مستی | چھوڑین مینوش مے پرستی
مے شرم سے آب آب ہو جاے | مستی آنکھون کی خواب ہو جاے
گھوڑے جو چلین ہوا نہ پہونچے | ابلق ایام کا نہ پہونچے
تلوار سے دم بڑھا ہوا تھا | آندھی سے قدم بڑھا ہوا تھا
نوشہ جو چلا سوار ہو کر | گردون نے پھرایا چتر سر پر
خورشید بھی ساتھ جلوہ گر تھا | لچھے مین شعاعون کا چنور تھا
ہین تو یہ وہ عزیز اغیار | گھوڑے ہاتھی قفس ہوادار
ڈنکا نوبت نشان سب ساتھ | اٹکے بوڑھے جوان سب ساتھ
دن گشت مین گزرا رات آئی | چلتی پھرتی برات آئی

پہنچا اتنا ہجوم پیش در تھا — پلکوں کا گمان آنکھ پر تھا
رستا نہ ملے جدھر نظر جائے — تھالی پھینکو تو سر ہی سر جائے
آتشبازی وہ رنگ لائی — چھوٹی مہتاب پر ہوائی
دیتے تھے انار پھول اس طرح — کرتے ہیں حسین باتیں جس طرح
گولے کی صدا سے توپ حیران — بہرے ہوں نہیں جو رعد کے کان
بات ایک نہ بن پڑی ہنسی سے — چھپے معشوق پھلجھڑی سے
چرخی لیلی کی چشم بیباک — چکر یا بخت قیس غمناک
قلعے پہ گمان بے ستون تھا — شیریں کا دہن تھا ہر بتاسا
ہتھ پھول سے پھول باغ کے گرد — گل دودیوں کے گال رشک سے زرد
اونچے گئے اسقدر غبارے — کچھ بڑھ گئے آسمان کے تارے
رقصاں ہوئیں رنڈیاں وہ آکر — پریوں کو نچائیں گت بنا کر
زہرہ کو یہ چوٹ یہ جلن ہو — ٹپے گائیں چھپرکھٹ سے سرن ہو
بلبل کو لگے بیزار جی سے — منہ بند کریں وہ کنکری سے
گل سے نکہت قمر سے پرتو — خو سے نازک خبر سے مشہور
سنتے ہی وہ گھنگھرو دان کی جھنک — لبریز لگے بخت خفتہ بیدار
تھا شادی وصل کا محل یہ — گانے میں ناچ کر غزل یہ

غزل

رہنے کو ہے دل بھی اور جگر بھی — یہ گھر بھی ہے آپ کا وہ گھر بھی
آنکھوں کی سیاہی اور سپیدی — دیکھو تو ہے شام بھی سحر بھی

باتین ہی فقط نہین ہین دیکھو — کچھ تاکتی ہے تری نظر بھی
گھونگھر بالون کے ہم بھی دیکھین — اور گیسوؤن والے آدھر بھی
سر ہی نہین کاکلون سے پر خم — لنگر سے لچکتی ہے کمر بھی
چمکے کچھ ایسے گال تیرے — چکر مین ہے شمس بھی قمر بھی

در پردہ ہی تاک جھانک ہی شوق
گھونگھٹ کی ہی کچھ تمھین خبر بھی

ایجاب سے تھا قبول کا ساتھ — چولی دامن کا ہو گیا ساتھ
شب کٹ گئے بہت رہی جو تھوڑی — دو موتیون کی ملائی جوڑی
دونون مے شوق سے تھے سرمست — ہاتھا پائی ہوئی سر دست
طالب مین کشش تھی انتہا کی — صحبت ہوئی کاہ و کہربا کی
نیلا ہوا ہونٹھ ایسا چوسا — عیسی کو بنایا اوسنے موسا
بوسون سے کبود کر دیے گال — انگارون سے دو دہ کر دیے گال
ٹھلکر جو ہوے وہ گل ہم آغوش — گھنگھرو ہوے کچھ سمجھ کے خاموش
دیکھا جو حجاب کا قرینا — کی شمع نے بند چشم بینا
دشوار دلون کا تھامنا تھا — شمشیر و سپر کا سامنا تھا
بستر پہ تھے دونون ماہ پیکر — زیر و زبر بیاض بستر
دونون مین تھی بحث علم مستی — کی ہر ہر الف نے پیش دستی
بجلی سے تھی ماہی تپان سرد — سسکی سے نسیم بوستان گرد
[illegible] تھا [illegible] — وان تھے دُرِ بے بہا صدف مین

تھے شرطِ وفا مین دونون پکے
ہجگ ملکے اوڑلئے پیچھے چھکے

مے پی گے خمار تھا ضروری
کی نشے نے میکشون سے دوری

پھیلا جسوقت صبح کا نور
پروانہ ہوا چراغ سے دور

یاسمن کو لیکر ماہ عالم کا وطن کی جانب سفر کرنا رستے مین طوفان کے گھاٹ اوترنا

لی گلزار کی ہوا پھر
میرے ساقی شراب لا پھر

باقی ہے بہار جام چل جائے
ایسا نہو یہ ہوا بدل جائے

وہ نخل مراد کے چمن کا
گلچین وہ بہار یاسمن کا

چھٹے رہا آشنائے فردوس
اب خار ہوئی ہوائے فردوس

پردیس مین بو وطن کی آئی
طائر کو ہوا چمن کی آئی

بے چینی سے دل قرار بھولا
پہلو مین جھولتا تھا جھولا

وحشت کیا یاسمن پہ یہ داغ
بولا مجھے اب ہے خار یہ باغ

لطفِ حیات اپنے گھر تک
شادابی برگ ہے شجر تک

انسان جو ہوے وطن تو کیا ہے
دندان جو ہوے دہن تو کیا ہے

گرداور سے گرگئی پھر زمین پر
پھر گر کے اوڑ گئی شبنمِ تر

پتلی کو نظر کبھی نہ بھولے
دم سینے کو جیتے جی نہ بھولے

ن باپ پہ کھولتا تھا مطلب
کہنے کو چلی وہ صورت لب

ن آئی ملال سب جیسے آرے
قت کا خیال جیسے آرے

آنکھیں نیچی اڑا ہوا رنگ — دل بڑھ کے دہان تنگ سے تنگ
پوچھا تو کہا وہ قصۂ درد — بولی کہ دل اس ہوا سے سرد
بولے وہ کہ پھر یہ بوئی بس کیا — منھ کے روکے رکے نفس کیا
کیا دل جو اوٹھا تو کون روکے — چل نکلی ہوا تو کون روکے
سمجھے کہ بہار جانے پر ہے — گلشن مین خزان اب آنے پر ہے
دن رات بنا نظر نظر مین — کانٹا کھٹکا جگر جگر مین
وہ خسرو ملک بیقراری — بولی داماد سے بہ زاری
صدمہ یہ اوٹھاؤن کس جگر سے — ہو نور نظر نہان نظر سے
شاداب تھا باغ زندگانی — کیون پھیر رہے ہو اس پہ پانی
کیا دل ہے ثمر کہ توڑتے ہو — کیا عیب ہون مین کہ چھوڑتے ہو
تم جان ہو جان جب جدا ہو — جسم مردہ کی قدر کیا ہو
جانو جانو نہ جانو تو خیر — مانو مانو نہ مانو تو خیر
یان آپ آنکھون مین وان جبین پر بل — یان منھ پہ نگاہ وان زمین پر بل
منھ دیکھ کے رہ گیا شہنشاہ — سمجھا کہ رکے نہ ابر کی راہ
کیا زور سفر پہ ہے اگر میل — کانٹون مین نہ اٹکے دامن سیل
جو کچھ کرتا تھا ساتھ سامان — سب کر دیا ہاتھون ہاتھ سامان
خالی کیا روشنی سے گھر کو — رخصت کیا جان کو جگر کو
روتے تھے ادھر بھی لوگ ادھر بھی — تھامے تھے کمر بھی اور سر بھی
چلمن سناٹے مین پڑی تھی — حیرت زدہ اوٹ چپ کھڑی تھی

تڑپے آپ اپنے اس ستم سے | چھاتی پیٹی گھڑی نے غم سے
چھاتی تھی اداسی صحن بھر پہ | بھاڑ دسی پھری تمام گھر پہ
ہاتھی پہ وہ شاہزادے کی دیج | چوٹی پہ پہاڑ کی تھا سورج
ساتھی اتنے کہ اللہ اللہ | پلٹے نہ ہوا نکلنے کی راہ
انبوہ سے بیچ میں محافہ | آہو کے شکم میں جیسے نافہ
بولا وہ کہ یوں منہ جو پاؤں | پوچھو تو پہیلی اک بجھاؤں
بولی وہ کیا کہا کہ افسوس | بولی یہ کیوں کہا کہ مایوس
بولی کہ ہے کون ایسا بیدل | بولا وہ کہ جو کسی کو دے دل
بولی میں پاگئی اشارا | بولا تمکو جو ہو گوارا
آنکھیں جو چراؤں کیا کہیگی | معشوق ہوں سب بے وفا کہیگی
ڈر تھا کہ نہ ہو تمھیں تامل | کھٹکا تھا کہ خار ہو نہ وہ گل
جس وقت سے ملے نظر نظر سے | تیرے نہ چلیں ادھر ادھر سے
اس چوٹ سے دم مرا نہ رک جائے | ٹھوکر سے قدم مرا نہ رک جائے
بولی کرو جو خوشی تمھاری | میری پیاری تمھاری پیاری
اب دل ہے برے خیال سے صاف | شیشہ میرا ہے بال سے صاف
خوش ہو کے چلا وہ مثل صرصر | جا کر دخت امیر کے گھر
پردہ در مدعا کا کھولا | نزدیک اوسکو بلا کے بولا
باہم جو ہوں دو شجر تو کیا عیب | توام جو ہوں دو ثمر تو کیا عیب
دو آنکھوں سے منہ کی آبرو ہے | دو ہونٹھوں میں کون گفتگو ہے

بولی وہ کہ سمجھی میں کہانی | بولا یہ کہ دیر کیا ہے جانی

بولی وہ کہ کیا سفر ابھی ہے | بولا بس دیر تیری ہی ہے

چل نکلی وہ دے کے ہاتھ میں ہاتھ | سائے کی مثال ہو گئی ساتھ

رشتۂ اُلفت کا سب سے توڑا | اعضا کو بشکل روح چھوڑا

طے کرتے ہوئے منازل راہ | اک بحر پہ لوگ پہنچے ناگاہ

تھی حالت غیظ بسکہ طاری | دریا کے لبوں سے کف تھا جاری

لہر اور بھنور دکھا رہا تھا | شمشیر و سپر دکھا رہا تھا

آواز اسکی سُنتے تو ڈر جائے | پانی دریا کا رعد بھر جائے

ہلکی پتا سی ایک تھی ناؤ | جھولا جھولو جو اوس پہ چڑھ جاؤ

وہ یاسمن اور وہ ماہ پیکر | ناچار ہوئے سوار اوس پر

قسمت سے چلی ہوا مخالف | کیا زور کہ بخت تھا مخالف

چوگان تھی ہوا تو گیند کشتی | تھی گاہ ادھر اور گاہ ادھر تھی

آخر چلکر ہوا کی صورت | ٹوٹی دل ناخدا کی صورت

دولھا تھا کہین دلھن کہین اور | جان اور کہین بدن کہین اور

ساحل پہ وہ بیقرار ساتھی | کہتے تھے الٰہی کیا ہوا تھی

کچھ منھ سے بہتو رنہ بولے چالے | کیون مچھلیون نے نہ کاٹ ڈالے

سوتے بھی نہ چونکا مجھے خدایا | الفت سے کہیں نہ جال میں پھنسایا

موجون کو نہ آئی چاہ کی لہر | کھنچنے نہ ہین ہاتھ ہو گیا تھر

کچھ کی نہ حباب نے بھلائی | کام آئی نہ خاک آشنائی

ساحل کچھ لب سے تو ہی کہتا　　کمبخت کنارہ کش نہ رہتا
کھلتا نہیں کچھ کدھر گئے وہ　　کیا موج کے گھاٹ اتر گئے وہ
دریا سے انھیں نکالتا کون　　طوفان میں پانوں ڈالتا کون
ڈر سے لرزاں تھی موج آب　　حیرت سے تھا دم بخود حباب

بہتے بہتے یاسمن کا دریا کے کنارے آنا حاتم ملک کا اوٹھا کر اپنے گھر لیجانا

ساقی ترے آگے ہاتھ پھیلا　　چھینٹوں کی نہیں یہی ہے دے لا
بھر دے بھر دے پیالہ بھر دے　　دل سرد ہے خوب گرم کر دے
گرداب کے طوق کی گرفتار　　وہ یاسمن غریب و ناچار
تھی سبزۂ راہ فوج طوفان　　بہتی چلی مثل موج طوفان
زینت دامان آب کی تھی　　پتلی چشم حباب کی تھی
نیلوفر تھے وہ پھول سے گال　　تار آبی تھے تر جو تھے بال
ہونٹھوں کی تری اگر نظر آئے　　موج مے ناب خشک ہو جائے
آنچل سے خجالت اسقدر ہو　　پھر دامن بادہ کش نہ تر ہو
پلکیں دکھلا رہی تھیں یکسر　　سبزے پہ بہار شبنم تر
غفلت سے تھے دیدہ ہائے تر بند　　غنچے گویا کہ تھے نظر بند
وارفتہ ادھر تھی موج ادھر موج　　لپٹی جاتی تھی تن سے ہر موج
بے وجہ نہ تھا بھنور کو چکر　　حسد سے ہوتا تھا گھر پھر کر

حد سے بڑھکر تھا شوق کا جوش | ساحل کھولے ہوے تھا آغوش
آخر اسی طرح بہتے بہتے | لہرون کے تھپیڑے سہتے سہتے
مردہ سی لگی کسی کنارے | جالے ہے جس گھاٹ بخت اوتارے
حاکم جو اوس دیار کا تھا | لپکا اوسکو شکار کا تھا
اوس دن اوسی رہگذر سے گزرا | یہ نور اوسکی نظر سے گزرا
دیکھا کہ بدن حباب مین ہے | مچھلی سار داے آب مین ہے
جلوہ ظاہر تھا جسم مستور | فانوس مین شمع بزم مین نور
غواص کی طرح ہاتھ ڈالا | دریا سے برنگ دُر نکالا
آہستہ سمیٹے بال اوسنے | کھینچا پانی سے جال اوسنے
حسن نمکین سے یہ ہوا حال | بس دیکھتے ہی ٹپک پڑی رال
کچھ سانس اوسکے بدن مین پائی | تھوڑی سی ہوا چمن مین پائی
لایا دولت کی طرح گھر مین | رکھا اوسے نور سا نظر مین
ٹھہرائی جو چشم ہوش کھولی | سہمی چلائی روکے بولی
گھر والون نے حیف ساتھ چھوڑا | جُگ لاکے کہان فلک نے چھوڑا
پنجے مین پھنسی ہون کسکے کمبخت | دیکھون ابھی رنگ لاے کیا بخت
شہزادے کی چوٹ تھی جگر کا | بدرنگ تھا رنگ اس قمر کا
جھکے چھوٹے تھے چلتی کیا چال | ملکر کف دست کرتی تھی لال
دل پنجے سے بسکہ تھا فسردہ | ساکت تھی بہ شکل نبض مردہ
تھی حالت ضعف اتنی طاری | تھے موے بدن۔ بدن پہ بھاری

شک چہرے پہ زرد پھول کا تھا ۔ قد پیڑ مگر ببول کا تھا
جا کم بیٹھا تو جل اوٹھی وہ ۔ تاکا تو نظر بدل اوٹھی وہ
چاہا جو کرم تو قہر پایا ۔ مانگی جو شکر تو زہر پایا
بڑدا وسکو ہوئی چلا وہ جو چال ۔ ایسا ہوا زچ کہ تنگ تھا حال

ساتھ والیون کا ترس کھانا۔ مان کو سمجھانا۔ آخر مشتری کا قید کی زنجیر سے چھوٹ جاتا

دے اے ساقی شراب جوش ۔ بیہوشی نشہ ہے مرا ہوش
مے ہے میکش کی زندگانی ۔ جیسے مچھلی کی جان پانی
کچھ ذکر بھی تھا کبھی کسی کا ۔ کیا نام تھا مشتری کسی کا
ہان وہ قیدی کی کھونے والی ۔ ہان ہان وہی قید ہونیوالی
خاموشی مین دم وفا کا بھرتی ۔ مجبوری مین غم جفا کا کرتی
سوچ آکے پڑا جو رات دن کا ۔ ایسی ہوئی زار جیسے تنکا
ملنے کا جو اتفاق ہو جائے ۔ سر کے بالون مین آپ کھو جائے
کہنے لگین ساتھ والیان سب ۔ افسوس کہ دن سے تم ہوئین شب
تن خشک ہوا ہے رنگ کالا ۔ پانی پہ پڑا ہو جیسے پالا
کاکل تھی بلا مگر نہین اب ۔ شمشیر جفا نظر نہین اب
ہونٹھون مین وہ بات اب نہین ہے ۔ تھوک آب حیات اب نہین ہے
ابرو لیتے تھے پہلے جانین ۔ اب ہین اوتری ہوئی کمانین

گل تھے کبھی گال اب ہین کوے
غصے سے جو پھولین تو ہین پھپھولے

زردی سے ہوا ہے رُخ تمھارا
اک انبہ خشک لو کا مارا

گیسو بے تیل کے ہین رُوکھے
ٹکڑے کسی بیل کے ہین سوکھے

لب پہلے تھے لال اب نہین لال
شاید پانون کا پڑگیا کال

بے حسن شباب خشک با دل
بے عیش حیات بے مزہ پھل

ٹیڑھی ہے جنون کی راہ چھوڑو
سیدھی ہو جاؤ آہ چھوڑو

آنکھون کو رولائے گا یہ رونا
ہاتھ ان سے دھولائیگا یہ رونا

غم کوئی غذا نہین کہ کھاؤ
کچھ چوٹ ہوا نہین کہ کھاؤ

ہے قید سے چھوٹنے کی گر چاہ
ہو چاہ مین باؤلی نہ للّٰہ

سوچی وہ کہ پیچ سے نکلیے
زنجیر کٹے وہ چال چلیے

غم دل مین نہان ہو لطف یہ ہے
جسطرح سبوئے مین نشۂ مے

کہنے لگی مجھ مین دم نہین اب
طاقت سر کی قسم نہین اب

تنکا رکھدو تو سر مین خم آے
پتا سی اوڑون ہوا جو چھو جاے

در گور وہ جسکی چاہ پھر ہو
توبہ ایسا گناہ پھر ہو

وہ ایک تو کیا ہزار انسان
ایڑی چوٹی پہ میری قربان

ہنسنے لگین رنج سب گئین بھول
کلیان کھل کھل کے ہوگئین پھول

چڑیون کیطرح اوڑین وہان سے
گویا ہوئین آ کے اوسکی مان سے

اب یہ خواہش ہے مشتری کی
پرچھائین نہ دیکھے آدمی کی

غیرت جو اوڑ گئی تھی آئی
دولت جو کھو گئی تھی پائی

لیکن اب وہ پری نہین ہے
اور ہو بھی تو مشتری نہین ہے

ایسا کیا غم نے زار و سکو
ڈر ہے اوڑ کے گرے جو منھ سے پھونکو

زنجیر مین قفل سی پڑی ہے
زنجیر کی وہ بھی اک کڑی ہے

گل ہوکے نصیب مین ہے داغ اب
بجھنے کے قریب ہے چراغ اب

یہ سنکے اوٹھی وہ درد کی طرح
چلتی ہوئی آہِ سرد کی طرح

آئی تو یہ تھی شکستہ احوال
ٹوٹا ہوا جیسے زلف کا بال

دیکھا تو ہے کونے مین وہ ناچار
جیسے مکڑی کے جالے کا تار

ملکر ہوئین اشکبار آنکھین
چوکا ہوئین ہوکے چار آنکھین

زنجیر جنون کو کاٹ ڈالا
دل زلف کے پیچ سے نکالا

گھر بار چھوڑ چھاڑ مشتری کا شبکو نکلنا صبح کو گھر والیون کا چکرانا

کس نے ابتک سنا ہی توبہ
کیسی توبہ الٰہی توبہ

فلقے افلاس کے ہین ساقی
پھر رند مین جو دم ہے باقی

جب دور ہوئی بلائے زنجیر
چمکی پھر مشتری کی تقدیر

الفت کی ہوا کا آیا جھونکا
جھرمٹ ہوا ساتھ والیون کا

کٹ کٹ گئی تھین لپٹ کے آئین
ہٹ ہٹ گئی تھین سمٹ کے آئین

دیکھی جو پری کی چال پائی
سمجھین وہ کہ آدمیت آئی

وحشت نہین اب سنبھل گئی ہے
گرمی نہین رت بدل گئی ہے

کیا جانیں کہ دل بھرا ہی کد سے
یہ نیک بنی خیالِ بد سے

موقع پایا تو لائے گی راگ
موسم آیا تو کھیلے گی پھاگ

ظاہر سے یہاں جدا تھا باطن
رنگِ برگِ حنا تھا باطن

دن بھر یہ دعا کہ رات آئے
شب بھر یہ دعا کہ گھات پائے

رہ رہ گئی تول تول کر پر
سو بار سمیٹے کھول کر پر

اک شب جیسے کہ چشمِ بے نور
یا تھی بختِ سیاہِ مہجور

چمکیں لیکن چمک نہ سوجھے
تارے کیا چاند تک نہ سوجھے

لب ایسے نہ ہوں مسی سے کالے
گیسوئے سیاہ سر جھکالے

دیکھا جو شمع سب ہیں غافل
آہستہ اٹھی بصورتِ دل

چھپتی ہوئی شمع کی نظر سے
مثلِ برکت اڑی وہ گھر سے

کھاتا تھا غیرتِ روی پہ جسم کو ناز
جس سے جھنکی پروں کی آواز

کوسوں پیچھے حواس چھوٹے
شمشیرِ ہوا کے پاؤں ٹوٹے

ہوتے ہی سفید شب کی کاکل
جنگل میں لیے وہ صورتِ گل

واں گھر میں سحر کو ہو گئی بھول
جو تھی گھر میں وہ زندہ در گور

ماں بولی وہ چھپ رہی تھی ہائے
مٹھی ہوئی خالی زر نہیں ہائے

وہ سانس نہ تھی نکل گئی کیوں
کچھ پھانس نہ تھی نکل گئی کیوں

سب گھر میں ہیں وہ نہیں یہ تقدیر
بازی ہوئی گنجفے کی بے میر

شمعیں کئی پہرے پہ کھڑی تھیں
آنکھیں انکی بڑی بڑی تھیں

سب اپنی جلن میں جل جائیں
اللہ کرے ابھی پگھل جائیں

بولا نہ پلنگ وہ اوٹھی جب | جو لین ڈھیلی کرونگی مین اب
جی چھوڑکے جستجو کی ٹھانی | رستے رستے کی خاک چھانی
چوپائی ہوا سے شرط بدکر | کھائے چارون طرف کے چکر
بدلی تھی کہ روتی اور پھرتی | بجلی تھی کہ جلتی اور گرتی
جز خاک نہ ہاتھ مین کچھ آیا | جز داغ فراق کچھ نہ پایا
تھا تلخ مزہ جو زندگی کا | دل ہو گیا زندگی سے پھیکا

بہتے بہتے ماہ عالم کا ایک جنگل مین نکلنا اور مشتری کا ملجانا مشتری کا یاسمن کی جستجو کو چلنا اور پاکر اوڑا لانا

کشتی مے کی جو چل کے ٹوٹی | ساقی سمجھا کہ جان چھوٹی
لیکن ساقی کے سر پڑے رند | تلچھٹ ہی کے گھاٹ اوتری رند
وان یاسمن اور ہوائے بیداد | شہزادے پہ یان پڑی یہ اوفتاد
تختے پہ کسی طرف بہا یہ | گویا تخت روان پہ تھا یہ
دریا مین بھی تھا شکوہ شاہی | سکتہ بیٹھا تھا تا بہ ماہی
تاج اوسکے لیے حباب لایا | تھان آب روان کا آب لایا
موجین نہ تھین گرد اوسکے راہی | ہمراہ تھے فوج کے سپاہی
بہتا ہوا دور جا کے نکلا | جنگل مین کنارہ پا کے نکلا
چھوٹے بھی تھے پیڑ اور بڑے بھی | بوٹے بھی تھے دیو اور کھڑے بھی
سایہ وہ گھنا کہ کچھ نہ سوجھے | مشکل کہ سمجھ پہیلی بوجھے

کھلے سو ٹھوکر پن نہ جبتک   دل سے پہونچے نہ حرف لب تک
ظلمت مثلِ سوادِ دیدہ   شکلِ مردم بلا رسیدہ
وان جادۂ خاک خاک پر مار   وان خوشۂ تاک تاک پر بار
وان مرغ کو مرغ ہی کے پر تیر   وان شاخ کو شاخ ہی تھی شمشیر
وان نہر کا آب آبِ خنجر   وان سبزے کی نوک نوکِ نشتر
وان خار نگاہِ چشم حاسد   وان پھول کا رنگ خونِ فاسد
میدان مین دھوپ اگر پڑی تھی   تلوار کی آنچ سے کڑی تھی
اوس سے تبِ ہجر کو جلن ہو   جلکر کوئلا بشر کا تن ہو
جلنے سے ہوا مین اک چمک تھی   گویا شعلے کی وہ لپک تھی
بالو کمبخت اس قدر گرم   ہو سنگ پگھل کے موم سے نرم
جو اوسمین پڑا یہ اوسنے جانا   جلتے ہوے بھاڑ مین ہے دانا
دن بھر تو پھرا کیا ہوائی   شب مثلِ بلا جو سر پہ آئی
اندیشے سے مثلِ مرغ اوڑے ہوش   بیٹھا سرِ نخل خانہ بردوش
کودا دمِ صبح پیڑ پر سے   پھل جیسے ٹپک پڑے شجر سے
کھانے لگا مثلِ بخت چکر   پھرنے لگا جسطرح پھرے سر
چمکا تقدیر کا ستارا   آئی نظر ایک ماہ پارہ
ایک ایک انگل پہ پانون دھرتا   پاس اوسکے گیا وہ ڈرتا ڈرتا
صورت پہ جو کی نظر پری تھی   اپنے یوسف کی مشتری تھی
چومے اوسنے قدم بشر کے   صدقے ہوئی پھرکے گرد سر کے

حیران حیران ہوئے بغلگیر — جیسے آئینہ اور تصویر
بولا جنگل کہان کہان تو — کیون رنگ کیطرح ہی روان تو
کیون ہی گردش مین صورت چاک — چھلنی نہین چھانتی ہی کیون خاک
پتھر پڑین تیرے اس جنون پر — لے اس جنگل مین خاک پتھر
یان لالۂ دشت قلب بیدین — یان چشم غزال چشم بددین
یان باد صبا پیام آفت — یان سبزۂ راہ دام آفت
ٹوکا نہ اری تجھے کسی نے — ہر کانٹے نشتر سے نازکی نے
ہے آگ یہان کی باد صرصر — گر شعلہ کے جلنے سے بچے پر
جب سانس کے ساتھ شعلے آئے — اللہ ہی جان کو بچائے
بولی کہ ہی بحر عشق کو جوش — ہون صورت موج خانہ بردوش
بس چھیڑ نہ اے عزیز للہ — یوسف کی قسم ہی تیری ہی چاہ
قسمت سے ملا حبیب میرا — طالع میرے نصیب تیرا
تو اپنی تو سرگذشت کچھ کہہ — نیرنگ قیام دشت کچھ کہہ
بولا وہ کہ جان کھو کے آیا — مین بحر سے ہاتھ دھو کے آیا
فردوس سے گل وہ لیکے چلنا — خسرو کو وہ داغ دیکے چلنا
ہونا طرف وطن وہ راہی — کشتی کی وہ بحر مین تباہی
وہ وحشت امیر اور وہ اختر — داغ ان کی جدائیون کے دلپر
دونون کا کنارے چھوٹ جانا — دونون آنکھون کا پھوٹ جانا
یکسر کہی سرگذشت فرقت — دکھلائے وہ خار دشت فرقت

بولی وہ کہ عیش و غم ہین تن ساتھ
امید ہے دم کے ساتھ باقی
کیا عمر ہے عیش کا زمانا
تدبیر سے کام چل ہی جائے
ہے منھ مین زبان بولنے کو
جی کوئی کڑی پڑے نہ ہارے
مین ہون سرگرم جستجو ہے
رات آکے یہین بسر کرونگی
اپنے اللہ کی قسم ہے
شب بھر رہتی قریب پہلو
تڑکے مثل نسیم چلتی
موقع پہ بدلتی وہ نیا روپ
دیکھا کسی گھر کا در اگر بند
جالی سے غبار بنکے پہونچی
پھرتی رہی رات دن وہ دلسوز
آوارہ برنگ بو ہوائی
سب شہر بسا تھا اوسکی بو سے
باتون باتون جو بات پائی
پہنا رخت بشر پری نے

دو یارون کا جیسے ہاتھ مین ہاتھ
ہے پھر ملے زندہ ہے جو ساقی
جس کا ممکن نہین پھر آنا
ہے کھینچنے پہ جام چل ہی جائے
ناخن ہین گرہ کے کھولنے کو
نکلے پتھر سے لعل پیارے
سورج کی روشنی پھرونگی دن بھر
دیکھونگی یہ رخ سحر کرونگی
دم ڈھونڈھ نکالون جو دم مین دم ہے
جیسے گیسو کے پاس گیسو
آگے خورشید سے نکلتی
سایہ بنتی کہین کہین دھوپ
سمجھی کہ یہین ہے وہ نظر بند
یا دھوپ کی طرح چھنکے پہونچی
گھر گھر گئی صورت شب و روز
جس غنچے مین یاسمن تھی آئی
پردہ ہوا فاش گفتگو سے
شب کے پردے مین گھات پائی
لی ہیچ کی راہ مشتری نے

کانون سے سنا محل مین کچھ شور
دیکھا کہ اکیلی رو رہی ہے
زینے کیطرف بڑھی دبے پاؤن
ملنے کا جو مل گیا کچھ انداز
ظلمت سے عیان ہوئی وہ اس طرح
تسلیم جو کی جواب پایا
پوچھا کہ لقب کہا پریشان
پوچھا مقصد کہا کہ پانا
اپنی ہے کے عوض کہی پرائی
سن ہو گئی وہ کہ بات کیا ہے
پتاؤن کہ داغ ہے نہ پھول
یون ڈر گئی وہ قصد سے جیسطرح
نبضین جو بدن کی چل رہی تھین
کہنے لگا ماتھے کا پسینا
ایسا لگتا تھا چہرے کا رنگ
دیکھا دیکھی ہوئی یہ صورت
اوس نے پوچھا کہ نام کیا ہے
یہ اور بڑھی تو ہٹ گئی وہ
دل کی پوچھی تو شب کی کہدی

چھپکر جھانکی وہ جس طرح چور
سوچی یہ کہ ہو نہو وہی ہے
سائے کی روش چڑھی دبے پاؤن
ظاہر ہوئی کھلکے صورت راز
سر کے بالون سے مانگ جس طرح
غمدیدہ اوٹھی لپٹ ہی پایا
پوچھا کہ سبب کہا کہ طوفان
پوچھا مطلب کہا ملانا
اولٹی گنگا غرض بہائی
یہ پیچ چلی تو گھات کیا ہے
ایسا نہ ہو یہ چراغ ہو گل
دل ہل گیا جل ہوا ہے جسطرح
سب دل کیطرح اوچھل رہی تھین
پھلے رکھتا ہے آبگینا
آنسو جو بہے تو ڈھل گیا رنگ
اُٹھی مٹی کی جیسی مورت
اوس نے پوچھا کہ کام کیا ہے
پیچھے سے اِدھر کے ہٹ گئی وہ
سر کی پوچھی تو لب کی کہدی

بولی یہ کہ ہوش میں لیں آؤ — ایسی بھی نہ پر کٹی اوڑاؤ
صورت ہی یہ اور ہی کہیں کی — لینا نہ ذرا نہیں نہیں کی
اتنا تو ڈرتے ہونگے لڑکے — تھامو دل کو بہت نہ دھڑکے
رونے کو پڑی ہیں اور راتیں — تجھ سے کرو پہلے ہنس کے باتیں
جگ بیاہے اکیلی نرد بہتر — جوڑی کہ گھر ہے فرد بہتر
بولی کہ اکیلی نرد کٹ جائے — ہو فرد گھر تو قدر گھٹ جائے
بولی اتنا مجھے بتا دو — جوڑی جو ملاؤں میں تو کیا دو
بولی مرے پاس صرف دم ہے — اور اسکے سوا جو ہے تو غم ہے
بولی مری جان دم نہ دو تم — اور غم کا تو نام اب نہ لو تم
سو باتوں کی ایک بات سن لو — چنبیلی سے زبان مجھ کو دے دو
بولی کہ نہ دونگی یوں زبان میں — کھیلی نہیں کچی گولیاں میں
کیوں مانگتی ہو زبان کیوں جی — کیا لے کے زبان چاٹ لوگی
آخر کیوں میں زبان کھو کر — گونگی بنوں بے زبان ہو کر
انجان کو کوئی جانے بوجھے — آنکھیں کھلیں اونچ نیچ سوجھے
جب تک میں بات پا نہ جاؤں — دھڑکا ہے کہ منھ کی کھا نہ جاؤں
بولی میں دلشکن نہیں ہوں — تم مجکو نہ جاننا نکمیں ہجرن
صندل ابھی درد سر کا ہونگی — مرہم زخم جگر کا ہونگی
بولی نہ ستاؤ بکتی ہو کیوں — زخموں پہ نمک چھڑکتی ہو کیوں
صندل کو لگاؤں آگ جل جائے — مرہم پڑے بھاڑ میں پگھل جائے

تھا تھوڑے دنون سے دل پھپھولا — اب تم نے کیا جلا کے کولا

جو بات ہے وہ ٹھاؤ کی ہے — ہر چال تمھاری داؤ کی ہے

بے سمجھے یہ سمجھون کس طرح مین — دل اور زبان ایک ہی ہین

بولی اللہ ری بدگمانی — مین پا گئی داد جانفشانی

موقع تو یہ میل جول کا ہے — تم جنگ پہ تُل پڑین یہ کیا ہے

بخت آج تمھارے آگے لایا — انسان کے پیرہن مین سایا

بولی کہ یہ باتین کون جانے — آپ آئین پہیلیان بُجھانے

سایہ کیسا شجر نہین تم — دامن نہین ابر تر نہین تم

بولی اجی دیکھو مین پری ہون — شہزادے کی لونڈی مشتری ہون

مینے تمھین ڈھونڈھنے کو جانی — ساری دنیا کی خاک چھانی

در در گئی رہگذر کی صورت — گھر گھر پہونچی سحر کی صورت

بو ہو کے بسی مین ہر چمن مین — آئینہ بنی ہر انجمن مین

فردوس ہے کیا چمن تمھارا — کیا نام ہے یاسمن تمھارا

بولی ہان اب زبان لے لو — بولی ابھی گالیان تو دے لو

اک بات کہون جو مان لو تم — بندی کو کنیز جان لو تم

اچھا کی صدا دہن سے نکلی — بو غنچۂ یاسمن سے نکلی

آخر پوچھا کہ کچھ خبر ہے — وہ ماہ اسے مشتری کدھر ہے

بولی کہ پڑا ہے دشت سے کام — مانند ہوا ہے گشت سے کام

وہ دشت ہوا جہان کی مسموم — یا بوم وہان ہین یا ہین قوم

پتوں کا جو کوئی پیڑ پائے — تو پیٹ کی آگ وہ بجھائے
تن ضعف سے خار پیرہن میں — رخ گرد سے چاند ہے گہن میں
پہلو میں نہیں قرار دم بھر — دل ہے گویا گھڑی کا لنگر
بولی پھر اب کہاں کہ چلیئے — بولی کیونکر کہاں سنبھلیئے
یہ کہہ کے بدل کے رخت اپنا — اوڑ کر لے آئی تخت اپنا
بیٹھیں سر تخت دونوں اسطرح — دو آنکھیں ہوں ایک رخ میں جسطرح
شمعیں دو تھیں مگر لگن ایک — تھے پیڑ تو دو مگر چمن ایک
وہ تخت اوڑا وہاں سے اسطرح — چھپیے ہوئے رخ کا رنگ جسطرح
چلنا تھا وہی وہی تھا آنا — کیا دور تھا تیر سے نشانا
دیکھا تو پڑا ہوا تھا غمناک — نقش کف پا سا تھا سر خاک
حیرت زدہ پتلیوں سے دیدے — میخانوں کے بدلے تبکدے تھے
پر گرد تھا بسکہ چہرے کا خط — گویا کہ خط غبار تھا خط
قد اور رگوں پہ کہنے والا — ہدے سوکھے شجر میں جالا
گیسو جو چلٹ کے مل گئے تھے — کچھ سانپ سمٹ کے مل گئے تھے
جب وہ آواز پر نہ بولا — جوڑا اس نے تب اپنا کھولا
رونے لگی بیٹھ کر یہ گلرو — آنچل کی ہوا تو بالوں کی بو
گل گال گلاب تھا پسینا — چھڑکا وہیں گالوں کا پسینا
بیدم کو جو ہوش یوں نہ آیا — لب پر لب رکھ کے سر ہلایا
غفلت لب کے اثر نے کم کی — کچھ تب عناب تر نے کم کی

آنکھین جو کھلین نصیب جاگے — اقبال تھا سر پہ دولت آگے
کرنے لگی مشتری اشارے — ہے عید کا چاند منھ تمھارے
جنکو گھیرے تھی یاس کی شکل — یکجا ہوے پھر حواس کی شکل
وہ پیچ کے دن وہ غم کی راتین — نکلین دونون مین پچھلی باتین
پالا جسکو پڑا تھا جس سے — اسنے کہا اوس سے اونسے اس سے
لب وا جو ہوے تو عقدہ وا تھا — پردے کے در کھلے تو پردہ کیا تھا

اختر کا ایک شہر مین گزر۔ زہرہ پر عشق کی نظر۔ زہرہ کی چاہ اختر پر لگاوٹ کی نگاہ۔ ساحر کا ہجر کے خیال سے ڈرنا زہرہ کو طلسم کے برج مین قید کرنا

خوش خوش بیٹھے ہین پینے والے — ساقی کے گلے مین ہاتھ ڈالے
دل ٹوٹے دخت رز سے اٹکا — دینے لگی زلف موج جھٹکا
وہ تاجر راہبر وہ اختر — وہ دخت امیر اور وہ لشکر
سب یاس کے گھاٹ اوتر کے روئے — ساحل سے کنارہ کر کے روئے
آنکھین یون آنسوؤن سے پر آب — ساون بھادون کے جیسے تالاب
دن ہو یا شب سحر ہو یا شام — گردش انکو برنگ ایام
داغون سے بدن فلک کیصورت — کانٹون سے بدن پلک کیصورت
چکر مین ادھر تھا ایک ادھر ایک — تھا سوزن ساعت انمین ہر ایک
سب باد ہوائی کرتے تھے گشت — اک شہر ملا جب طے ہوا دشت

یون شہر مین پہونچے چلنے والے — تا گوش رسا ہون جیسے نالے

اختر گزرا جو رہگزر سے — گزری اک مہ لقا نظر سے

اوس ملک پہ حکمران وہی تھی — اوس خاک پہ آسمان وہی تھی

زہرہ مشہور دیس مین وہ — تھی جو انسان کے بھیس مین وہ

کاکل وہ بلا کہ بڑھ کے دل لے — وہ مانگ کہ سر پہ چڑھ کے دل لے

تھی مانگ کہ راہ کجلی بن کی — سرحد یا جبین او رختن کی

ماتھے کی چمک سے ماند سورج — دونون رخسارے چاند سورج

تلوارین بھنوؤن کی کاٹ مین طاق — دیدے دونون بلا کے قزاق

ایسی دُنیا مین ہو گی کم ناک — تھی عطر گلاب کی قلم ناک

تنگی سے کھلے دہن یہ مشکل — پھر بھی نکلے سخن یہ مشکل

نیچے اوپر جو دونون لب تھے — زیر و زبر کلام رب سے تھے

دانت اوسکے تھے صاف ترشے تھے لب — ہیرے کے تھے دانت لعل کے لب

گالون مین تھی جوش پر جوانی — جیسے ہانڈی مین گرم پانی

چہرہ اوس کا تھا آفتابی — ہلکا بادل لباس آبی

حیرت تھی کہ لوچ کسقدر ہے — یہ بال گمان یا کمر ہے

دیکھا تو نظر لڑی غضب کی — برچھی سیدھی پڑی غضب کی

کاکل بولی کمند ڈالو — چتون بولی کہ دل اوڑا لو

زہرہ کا بھی کچھ سے کچھ ہوا حال — ٹپکی اختر کی شکل پر رال

کیا اوسنے فقط نظر سے دیکھا — دل سے دیکھا جگر سے دیکھا

پھیلی اس طرح غم کی تاثیر — جیسے رگ رگ مین سم کی تاثیر
دل پر کھائی نگاہ کی چوٹ — گھر کو چلی لے کے راہ کی چوٹ
راہی وہ ہوئی وہین تھما یہ — لوٹا سا زمین پر جما یہ
بیٹھا بیچارہ رہگذر پر — جس طرح گدا سخی کے در پر
جو سر کہ تھا اوج سے ہم آغوش — اب خاک پہ تھا بشکل پاپوش
کیا عشق کا ولولہ نہان ہو — ہو آگ جہان وہان دھوان ہو
یون داغ جنون کے سر پہ چمکین — جیسے جگنو شجر پہ چمکین
لوگون کو ملے نئے شگوفے — غنچون مین کھلے نئے شگوفے
ساحر کوئی زہرہ پر فدا تھا — قیدی الفت کے چاہ کا تھا
کھائے ہوئے دل پہ عشق کا داغ — شیدائے بہار لالہ تھا زاغ
شہرت نے جو چین اوسکا کھویا — یا دل کی طرح گرج کے رویا
سوچا وہ کہ بھڑکی عشق کی آگ — لائی زہرہ تو یہ نیا راگ
اختر جو اوڑا کے اوسکو لیجائے — چڑیا سونے کی ہاتھ سے جائے
زہرہ کو کیا فسون کا پابند — اک برج طلسم مین کیا بند
روشن تھی فسون کی لاگ باہر — تھی خاک اندر تو آگ باہر
شعلون مین طلسم کے اکیلی — لالے کی چمن مین تھی چنبیلی
زہرہ وہان سر سے پاؤن تک درد — اختر یہان گرم نالۂ سرد
وہ خاک نشین وہان فسون سے — یہ خاک بسر یہان جنون سے
وہ برج مین جیسے سر مین سودا — یہ سلتے مین جیسے نقش دیبا

مشتری کا جستجو مین جانا۔ اختر۔ دخت امیر اور سب بچھڑے ہوؤنکو پانا۔ شہزادے کے پاس آنا۔ سب کو باہم ملانا

ساقی بھی نہان ہے اور مے بھی | آخر کچھ میکدے مین ہے بھی

دیکھو دیکھو وہ آیا ساقی | لایا وہی چیز لایا ساقی

اختر کی اودھر پری تھی جویا | یوسف کی وہ مشتری تھی جویا

اڑتی پھرتی تھی یون وہ بے صبر | جس طرح ہوا پہ لکۂ ابر

مثل تار شعاع خورشید | ہر سمت نگاہ چشم امید

بازو جو تھکے زمین پہ اوتری | تب تھی گویا کہ چڑھ کر اوتری

رفتہ رفتہ پری پیادہ | پہونچی ساحل پہ مثل جادہ

نقش کف پا تھے رہبری کو | لائے اوسی شہر تک پری کو

اختر کا سنا جو ہر طرف نام | سمجھی کہ سحر ہوئی مری شام

یہ رنگ اوسی عشقباز کا ہے | نغمہ اپنے ہی ساز کا ہے

دل مین لیکر سنی سنائی | پوچھا پاچھا تپے پر آئی

دیکھا اختر غریب غمناک | ذرے کی مثال ہے سر خاک

بال اولجھے ہوے طبیعت آسا | میل و نمین پرون مین جیسے لاسا

تنگ ہو صد چاک پیرہن پر | پر ہین کسی مرغ کے بدن پر

سر شکل ثمر جھکا ہوا تھا | دم مثل قدم رکا ہوا تھا

پھر دخت امیر سے ملی وہ | سمجھی کہ ہے پیکر گلی وہ

پتلی نہین پھرتی دم نہین ہے — زلفین نہین ہین خم نہین ہے
رخ کہنے کو گل مگر نہین رنگ — لب نام کو لعل ورنہ ہین سنگ
بے روپ مارے غم کے تھا رخ — اوترا ہوا دایرہ تھا یا رخ
رنگت تھی تو سب نمک تھی پھیکی — آنکھین بیمار تھین کبھی کی
ساتھی بیہوش پڑے تھے سطرح — کنکر پتھر زمین پہ جسطرح
[illegible] لعل جو منھ سے بولی — خاطر کی گرہ زبان سے کھولی
شہزادے کی کہکر اونکی سنکر — اختر گرے جنون پہ سر کو دھنکر
بولی نالان نہ مثل نے ہو — ہے مرحلہ کون جو نہ طے ہو
یکتا کبتک قدم کو روکے — ہچکی تا چند دم کو روکے
ہم دیکھو تو ہجر و وصل دکھلا مین — لب دم مین جدا ہون دم مین مل جائین
رنگت ہوا ہوش وہ اوتر کر — لی دشت کی راہ مثل صرصر
شہزادے تک آئی آئی آئی — روتی گئی مسکراتی آئی
یون آئی وہ جسطرح شب وصل — ما بعد خزان بہار کی فصل
پوچھا پایا کہا کہ پایا — گھر گھاٹ اوسے ملنے کا نہ پایا
سوکھے دھانون پڑا جو پانی — پائی نئے سر سے زندگانی
شب ہجر جو رہی ہوا سحر کی — لی نور کے تڑکے راہ اودھر کی
آتا تو نہ چل سکے قلم تیز — جلاد کا خنجر اون سے کم تیز
خبر سایہ نہ دے سکا کوئی ساتھ — گرتا پڑتا رہا یہی ساتھ
پہونچی وہ پری جو ساتھ لیکر — باہم ملے دونون ماہ و اختر

الجھا کیا سب کو یون خدا نے — جسطرح انار مین ہون دانے
مل مل کے وہ مدتون کے چھوٹے — ایسے بچھڑے کہ بند ٹوٹے

اختر کی بے چینی اور شہزادی کا سمجھانا۔ مشتری کا فقیر کے پاس سے لوح لانا

اختر کا لوح لیکے جانا۔ ساحر کو مار کے زہرہ کو قید طلسم سے چھوڑانا

سنتے دمے نہ جئین گے رند ساقی — واللہ نہ جئین گے رند ساقی
ہنس دے چین جبین سے حاصل — ہان کہ منھ سے نہین ہی حاصل
آئینہ ہوا جو راز ہمدم — آیا چپکے مین ماہ عالم
دیکھے اختر کے داغ اوسنے — جلتے پائے چراغ اوسنے
بولا کہ ارے سڑی نہ ہو تو — جی ہے تو جہان جی نہ کھو تو
دل جا کے نہ ہاتھ آئے گا پھر — کچھ قرض نہین کہ پلٹے گا پھر
دانائی نہین کہ سم کو چکھیے — دلدل مین قدم کبھی نہ رکھیے
کیا داغ ہے زر کہ کام آئے — کیا غم ہے ثمر کوئی کھائے
لے جان کہ سوچ جی مین چھپ کے — کھن وائے کو کھلئے چپکے چپکے
یان پند زبان پہ تھی وہان آہ — یان جان عزیز تھی وہان جاہ
بولا کہ نہ بولو دل ہے غمناک — مرجھائی ہوئی کلی کھلے تا ک
اب تو لگی ہے پلٹے سر جائے — وہ تب نہین عشق جو اوتر جائے
مارا دل پر نظر نے بھالا — جادو آنکھون نے مجھپہ ڈالا
گیسو مین بلا کیطرح گھیرے — چوٹی پیچھے پڑی ہے میرے

وہ رنج و غم اب سبھی دور بھولے | اپنی بپتی حضور بھولے
بولا کہ طلسم ہے بلا کا | شعلون سے گذر نہین ہوا کا
اس آگ مین کون آدمی جائے | دوزخ مین نہ کوئی جیتے جی جائے
بولا کہ بلا کا ڈر کہان تک | پتے کو ہوا کا ڈر کہان تک
آتی ہے بلا تو کٹتی بھی ہے | بڑھتی بھی ہے رات گھٹتی بھی ہے
کاکل کالی بلا ہے لیکن | ہون موے سیہ سفید اک دن
تھی دفتر عقل مین پری فرد | سمجھی کہ نہ جائے بے دوا درد
بے آب ہو کب تشنگی دور | بے مے نہ مٹے خمار مخمور
ہم قوم تھا ایک صاحب دل | عالم زاہد فقیر کامل
پیشانی صاف آب کوثر | داغ سجدہ حباب کوثر
گونگا بولے جو لب ہلاوے | پتلی کو نگاہ سے جلاوے
عقدہ کرے حل ذہن جو کھولے | زندہ کرے موت کو جو بولے
گھر اوسکا تھا دامن جبل مین | وہ لعل تھا سنگ کی بغل مین
بادل کی طرح اوڑی ہوائی | پاس اوسکے وہ مثل صبر آئی
آئینہ تھا قلب صاحب فن | اندھیر کا حال سب تھا روشن
منہ کھلتے ہی در کھلا سخی کا | کھویا باتون سے درد جی کا
دی لوح کہ وہ طلسم ہو گرد | ہو آتش سحر مثل گل سرد
یون لیکے روان ہوئی وہ بیتاب | جسطرح روان ہو کوہ سے آب
غم لیکے گئی تھی عیش لائی | غنچہ گئی پھول ہو کے آئی

اختر نے وہ لوح پا کے لی راہ ۔ جز سحر کی کاٹی صورتِ کاہ
قفلِ بابِ طلسم توڑا ۔ دوزخ کو ارم بنا کے چھوڑا
دیکھا تو نہ وہ فسون نہ وہ لاگ ۔ گلزارِ خلیل ہو گئی آگ
ساحر پہ پڑی جو چوٹ بھاری ۔ فی النار تھا ایک پل مین ناری
نکلی جو برنگِ کہکشان راہ ۔ زہرہ نکل آئی صورتِ ماہ
رہ رہ کے جگر سنبھالتی تھی ۔ رک رک کے کمر سنبھالتی تھی
سسکی لب پر شکن جبین پر ۔ آنچل منھ پر نظر زمین پر
گردن نہ اوٹھا سکی وہ گلفام ۔ احسان کا بوجھ شرم کا نام
پوشیدہ غبار سے تھی صورت ۔ جیسے خاطر ہو پر کدورت
دکھلاتے تھے بال اوسکے اڑ کر ۔ اوڑتی ہوئی ناگنین ہوا پر
بو اپنے چمن مین پھر کے آئی ۔ روح اپنے بدن مین پھر کے آئی
مہمانون کو لائی پتلیون پر ۔ دولت یہ بڑھی کہ بھر گیا گھر
ہمچشم سے ملے جو تکتے تھے راہ ۔ آئے وہ عزیز جنکو تھی چاہ

عاشق معشوق کا وصال یعنے زہرہ اور اختر کے عقد کا حال

ساقی آ میکدے کا در کھول ۔ خم صلوت بہ چشمِ فتنہ گر کھول
مے پینے کو رند آڈٹے پھر ۔ چلو چلو ابھی بٹے پھر
جب بیچ مین لیتے آئی زہرہ ۔ تھا اور ہی راگ لائی زہرہ
دھو دھا کے جو صاف کر لیا تن ۔ چمکی وہ نکھر کے جیسے کندن

ساے سے بدن کے دھوپ پھیلی — رخ صاف تھا آرسی تھی میلی
جب گوندھ کے اوسنے چھوڑی بینی — ناگن صحن چمن مین لوٹی
رنگین کیے دونون لب مسی سے — روئی کالی گھٹا اسی سے
شاخ گل سی وہ تن کے پھولی — بالی پتے پہن کے پھولی
کان اوسکے تھے موتیون مین اسطرح — عاشق کا دل آبلون مین جسطرح
ہیرے کا کنول تھا جسکی تھی لونگ — تھی ناک سنگار کی وہی لونگ
قد مین زیور کچھ اسقدر تھا — گھنگچی کا پھلا ہوا شجر تھا
دھانی کپڑون مین تن کا یہ حال — مینا تو زمرد مین تھا مے لال
ہاتھ اپنی کمر پہ رکھ کے ٹہلی — اختر کو نظر پہ رکھ کے ٹہلی
بولا کوئی پر غرور کیون ہو — بولی کوئی ناصبور کیون ہو
بولا جو کسی کا دل ہو بے چین — بولی تو وہ ضبط کر کے لے چین
بولا جو نہ ضبط کر سکے وہ — بولی۔ تو مرے جو مر سکے وہ
بولا تو ہو خون یون کسی کا — بولی۔ تو ہوا کرے مجھے کیا
بولا یہ ستم ترس کے بدلے — بولی یہ کہو۔ ہوس کے بدلے
بولا کہ ہوس ہے اور ہی چیز — یہ عشق ہے عشق قدر کی چیز
دنیا مین نہ ہو جو عشق کی ذات — پوچھے پھر کون حسن کی بات
اتنا کوئی شکل پر نہ اترائے — کسکی رہی اور کسکی رہجائے
بولی کہ چلے چلو ہوا ہو — مینے تو نہین کہا کہ چاہو
اتراتی ہون ناز کرتی ہون مین — ہان ہان بنتی سنورتی ہون مین

ماتھے پہ جو ناز کی شکن ہے
گھونگھر بالون مین ہین تو ہین پھر
ہان پھول ہین گال پھر تمھین کیا
ہو دانت تمھین دکھاتی ہو تمھین
چوٹی جو دکھاؤن مین تو کیا ہو
لچکاؤن کمر تو کیا کرو تم
مین ناز نہ کم کرون گی ہان ہان
میری منھدی کی لاگ دیکھو
آنکھین تو ہین سامنے تمھارے
تم دیکھتے ہو ادائین جتنی
لالچ کی نظر نہ ڈالو دیکھو
کیا کہتے ہو کچھ سنون تو مین بھی
آواز جو دھیمی اس قدر ہے
کیون آنکھون مین آرہا ہے پانی
آنسو ہین یہ - ہان سبب مین سمجھی
یون ہی ترس آیا - یہ نہ مانون
تم لاکھ چھپاؤ کھاکے قسمین
احسان کے بدلے تمکو کیا دون
کیا تم مرتے ہو سچ بتاؤ

یہ تو مرے حسن کی پھبن ہے
پھندے جالون مین ہین تو ہین پھر
ہان ہونٹھ ہین لال پھر تمھین کیا
کتنا نہ کہ منھ چڑھاتی ہو تمھین
شبہ تمھین بیس ناگ کا ہو
چمکاؤن نظر تو کیا کرو تم
گھنگھرو چھم چھم کرون گی ہان ہان
ہاتھون مین لیے ہون آگ دیکھو
دیکھو دن ہی کو شب کے تارے
پلو مین بندھی ہین ایسی کتنی
کچھ اور نہ دیکھو بھالو - دیکھو
قابل سننے کے باتین ہین بھی
شاید مرے سرمے کا اثر ہے
یہ تو ہے مرض کی اگ نشانی
بچپن پلٹ آیا اب مین سمجھی
کیا تم کو مین دل کا نیک جانون
پوشیدہ غرض تھی اس ترس مین
ہان قید مین ہو تو مین چھوڑا دون
کیونکر مرتے ہو مرتے جاؤ

بولا کوئی سحر اگر سکھاوے — میرے دل کی لگی بجھاوے
پھر مین زہرہ کو بس مین لاؤن — چاہون جو ناچ وہ نچاؤن
چھپی جو پتے کی اوسنے پائی — منھ پھیر لیا جو منھ کی کھائی
جل بھن گئی تاؤ کھا کے بولی — مجھ کو نہین بھاتی یہ ٹھٹھولی
مجھ سے رہو دور دور ہی تم — ہو بد نظرے ضرور ہی تم
اس چاہ کا مین مزہ چکھاؤن — زہرہ ہون تمھین کنوین جھنکاؤن
منھ مین جو آیا بک کے چلدی — بجلی کیطرح چمک کے چلدی
گذرے کچھ دن جو ہنستے ہنستے — چھیڑا لوگون نے کہتے کہتے
شہزادے نے ہنس کے عقدہ کھولا — اوس سے کہا اس کا دل ٹٹولا
زہرہ اختر تھے دونون راضی — عقد اون کا کیا بلا کے قاضی
زینت کا کیا جو شب نے سامان — تارون سے چنی جبین پہ افشان
مہتاب کی آرسی عیان کی — اور مانگ دکھائی کہکشان کی
دل کھول کے ملنے کو سدھارے — اک برج شرف کو دو ستارے
اختر نے حجاب کی نظر سے — در بند کیے ہوا کے ڈر سے
منظور اوسے خود تھی پردہ داری — منھ پھیر کے آرسی اوتاری
کہنی تھی حیا یہ ظلم ہے سخت — آتی جاتی ہے سانس کمبخت
کاہے کو سنے کسی کی کوئی — کیا جانے پرائے جی کی کوئی

یادِ عالم کا پردیس سے گھبرانا۔ زہرہ کو

سفر کے رستے پر لانا۔ وطن مین آکر اپنون سے ملنا ملانا

رندون کو بہت جھلانہ ساقی
گر کشتی مے روانہ ساقی

مے پی کے یہ جھوم لین تو چلدین
منھ جام کا چوم لین تو چلدین

شہزادے کو لو لگی وطن کی
طائر کو ہوا ہوئی چمن کی

بیٹھے بیٹھے اوٹھا دل اکبار
آنکھون مین وہ سرزمین ہوئی خار

سوچا کہ نکلیے نام کی طرح
موج آئی کہ چلیئے جام کی طرح

پردیس مین انتشار کبتک
بالائے ہوا غبار کبتک

کیا لطف جو گھر بشر سے چھوٹا
کیا حسن جو بال سر سے ٹوٹا

روشن ہو کہان چراغ کس کا
پھل دے کیسے نخل باغ کس کا

غربت کا نٹا سی دل مین کھٹکی
جنس دیس کی تھی سفر پہ ہٹ کی

زہرہ کو جتائی چاہ اوسنے
حسرت کو کیا گواہ اوسنے

دانا تھی وہ سمجھی ٹالنا کیا
دم دھلکے کا جال ڈالنا کیا

یارون کی راہین کون روکے
عشاق کی آہین کون روکے

تھا کوئی عزیز اوس کا یوسف
سونپا اوسے ملک بے تکلف

لیکر زر و مال جو تھا درکار
راہی ہوئی چھوڑ چھاڑ گھربار

گھر کی صورت ہوئی نرالی
بے عقل دماغ جیسے خالی

شیشہ بے بادہ خلد بے حور
پہلو بے یار دیدہ بے نور

دیوارین سکوت مین کھڑی تھین
شمعین تحیر جلی پڑی تھین

تیر سے تھے بسمل آشنا طاق — ابروے تنِ مردہ کے تھے یا طاق
برہم زدہ ساری انجمن تھی — پیشانیِ فرش پُر شکن تھی
ہم چشم کے ہجر کا قلق تھا — آئینے کے منھ کا رنگ فق تھا
رنگت بدلی چمن کی غم سے — پھل گر پڑے مثلِ بارِ دہم سے
گل تھے داغی ثمر تھے داغی — سارے برگِ شجر تھے داغی
غم سے ہوئین آبدیدہ نہرین — بیچینی سے تلملائین لہرین
زہرہ گریان تھی غم کے مارے — آنسو تھے کہ ٹوٹتے تھے تارے
دن ہو یا شب سحر ہو یا شام — تھا صورتِ نبض چلنے سے کام
دکھلاتا تھا عالمِ روانی — پانی بہر ہوا زمین پہ پانی
مانا کہ نفس کبھی نہ دم لے — چال اونکی جو دیکھے تو قدم لے
وہ آگے رواں ہون تیر گر جائے — خورشید نہ پہونچے ساتھ پھر جائے
جو لیئے وطن وطن مین پہونچے — مرغانِ چمن چمن مین پہونچے
غل ہو گیا ماہِ عالم آیا — پھر کر تنِ مردہ مین دم آیا
کہتے سنتے ہنسی ہنسی مین — لو پھیل گئی گلی گلی مین
جو رجعتِ مہر کے تھے منکر — کچھ اونکو نہ گفتگو رہی پھر
مشتاقِ جمال شہر بھر تھا — چشمِ عاشق ہر ایک در تھا
نکلے ملنے سب اوس نگر سے — مانند دعا دہانِ در سے
پتلی مین لیا نظر نظر نے — دل نذر کیا بشر بشر نے
سلطان نے سنا تو دل ہوا شاد — بولی امید خانہ آباد

بیچین ہوا سے آرزو مین ٹپا سا اوڑا وہ گل کی بو مین
یکجا ہوے طالب اور مطلوب باہم ملے یوسف اور یعقوب
جو چہرہ کہ تھا چراغ کا گل اب کھل گئے ہوا وہ باغ کا گل
مجرے کو جھکے امیر بڑھکر بیٹے سے ملا وزیر بڑھکر
کھوئی ہوئی پھر جو پائی دولت خلعت بخشے لٹائی دولت
کیا وقت تھا کیا گھڑی تھی کیا دن صدقے اوس دن پہ عید کا دن
قدمون سے لگا تھا عیشِ جاوید ہر نقش تھا سرنوشتِ جمشید
بے اوسکے محل تھا چشم بے نور روشن کیا اوسنے چشم بد دور
مان کے پانون پر گرے کے پامرد لپٹا قدمون سے صورتِ گرد
حورین تو تھین تین ایک تھا مرد ربعِ مسکون مین چار ون تھے فرد
اختر زہرہ کو گھر مین لایا تارا تھی تو برج اوسنے پایا
مل جل کے وہ یون رہے وطن مین دندان جیسے رہین دہن مین

خاتمہ

نیرنگِ سخن دکھا چکا تو سر سجدے کو لے قلم جھکا تو
اللہ کا شکر آج ادا کر ماتھا رگڑ اور یہ التجا کر
مقبول ہو یہ فسانۂ شوق ہر بزم مین ہو ترانۂ شوق
شاخین نکلین نہ اس بیان مین پھولے پھلے گلشن جہان مین
رکھین رکھنے کو طعنہ زن حرف لیکن رکھین نہ اہلِ فن حرف

نکلے یہ زبانِ اہلِ فن سے
لعل اوگلے ہین شوق نے دہن سے

رنگ اس سے نہ جم سکے کسی کا
شنجرف کا رنگ ٹھہرے پھیکا

یہ رنگ شفق جو دیکھ پائے
شب کی چادر مین منھ چھپائے

روئے مےِ سرخ کا پیالہ
داغی ہو حسد سے قلبِ لالہ

گل زرد ہو پتی پتی جھڑ جائے
پان خوردہ حسین کا منھ بگڑ جائے

روشن ہو یہ خوبیِ معانی
قصہ یوسف کا ہو کہانی

صفحون کی چمک دکھائے یہ دھوپ
سائے کے لباس مین چھپے دھوپ

محبوب ہو چاند منھ چھپائے
بدلی کی نقاب رخ پہ ڈالے

ہو لفظ مین حسنِ معنیِ خوب
جیسے گھونگھٹ مین روئے محبوب

آنکھون مین رہے یہ نور بنکر
جا دل مین کرے سرور بنکر

عاشق اپنا خیال سمجھے
معشوق اپنا جمال سمجھے

اربابِ سخن کرین مری قدر
چمکا کے بنائین ذرے کو بدر

مین ملکِ سخن مین کچھ نہین ہون
ہان کشتِ سخن کا خوشہ چین ہون

جتنی میرے سخن کی ہے دھوم
سب ہے فیضِ اسیرِ مرحوم

قطعات تاریخ ترانۂ شوق

امیر جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی۔ اوستاد نواب کلب علیخان بہادر مرحوم والی رامپور و شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان بہادر اسیر مرحوم و مغفور

شنوی کیا ہے کارنامہ ہے
شعر کیا شاعری کا جوہر ہے
دل مین چبھتی ہین شوخیان اسکی
حرف حرف اس کا تیز نشتر ہے
اسکا ہر شعر تر نزاکت سے
چمنِ نظم مین گلِ تر ہے
درِ شہوار ہے ہر اک مصرع
بیت بیت اسکی سلکِ گوہر ہے
ہے ہر اک صفحہ عارضِ محبوب
سطر یا گیسوِ معنبر ہے
شانہ زلف پری کا ہے ہر لفظ
نقطہ شین آئینۂ سکندر ہے
حسنِ معنی عیان ہے لفظون سے
یا کوئی شوخ حور پیکر ہے
سال تاریخ امیر نے یہ کہا
کہ عروسِ سخن کا زیور ہے

افضل جناب افضل الدولہ مظفر الملک منشی سید افضل علیخان بہادر شوکت جنگ خلف اصغر جناب تدبیر الدولہ اسیر مرحوم و مغفور

واہ کیا مثنوی یہ نادر ہے
ہے یہی وجہ یادِ حسن و عشق
شوق مین سال طبع لکھ افضل
دفترِ رازِ دیادِ حسن و عشق

افسر جناب منشی محمد الفت علی صاحب رئیس قصبہ مہمی شاگرد جناب قدر مرحوم بلگرامی

جبذا احمد علی شوق اسکہ ہست
رائے اور وشن ترا زروے صبیح

بر کمال و فضل او این مثنوی ‌ ‌ ‌ ‌ ہے حجت ناطق و دلیلِ بس صریح
در جہان گوئے سخن را زندہ کرد ‌ ‌ ‌ ‌ از دمِ جان بخش مانند مسیح
بر زِ ذوق و شوق آمد حرفِ شوق ‌ ‌ ‌ ‌ شوق را بخشید حق ذوقِ صحیح
در سوادِ ہند از نقش افگند ‌ ‌ ‌ ‌ شورِ شیرین کاری حسن ملیح
بسکہ جوش شد معنیِ رنگین از و ‌ ‌ ‌ ‌ خامہ اش ماند بہ حلقہ فصیح
مصرع تاریخ طبعِ افسر نوشتا ‌ ‌ ‌ ‌ مثنوی شوق دلچسپ و فصیح

۱۳۰۵

ابر جناب منشی واجد علی صاحب شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

برادر خورد مصنف

قبلۂ من شوق سخنور زِ شوق ‌ ‌ ‌ ‌ مثنوی تازہ و رنگین بگفت
ابر بجوشش آمد و تاریخ او ‌ ‌ ‌ ‌ نو گل گلزار مضامین بگفت

۱۳۰۵

انجام جناب شیخ محمد حسین صاحب لکھنوی تاجر شاگرد جناب حشمت الدولہ بہادر ترکی

واہ کیا اچھی چھپی ہے مثنوی ‌ ‌ ‌ ‌ ہے یہ شوق نامور کی یادگار
انجام لکھ مصرع تاریخ سال ‌ ‌ ‌ ‌ جام دانش انتخاب روزگار

۱۸۸۷ع

بقا جناب میر بادشاہ علی صاحب خلف جناب میر وزیر صاحب مرحوم

آبدار اور مصفا ہے یہ نظم ‌ ‌ ‌ ‌ واہ کیا تازگی و جدت ہے
جابجا دور دو قرین شہرۂ شہر ‌ ‌ ‌ ‌ دھوم ہے تذکرہ ہے شہرت ہے
راستی میں بھی ہر اک مصرع تر ‌ ‌ ‌ ‌ ایک معشوق سہی قامت ہے
دی ندا ہاتف غیبی نے مجھے ‌ ‌ ‌ ‌ کس لیے فکر سن ہجرت ہے
اے بقا شوق سے یہ کہیے آپ ‌ ‌ ‌ ‌ مثنوی آئینۂ حیرت ہے

۱۳۰۵

بسمل جناب منشی محمد واحد علیصاحب کاکوروی شاگرد جناب امیر لکھنوی

رنگین نظم ترانۂ شوق	ہے تازہ شگفتہ باغ عشاق
روشن ہیں جو عشق کے مضامین	ہر دائرہ ہے چراغ عشاق
ہو جاتے ہیں مست اسکو پڑھکر	گویا ہے سے ایاغ عشاق
آتی ہے وہ بوے گلشن حسن	تازہ جس سے دماغ عشاق
تاریخ کہی یہ مین نے بسمل	افسانۂ دردو داغ عشاق

تمنا شیخ محمد رفیع الزمان خانصاحب شاگرد جناب حکیم

کیا شوق نے مثنوی کہی ہے	بے شبہہ یہی ہے رہبر عشق
تاریخ لکھا اسکی اے تمنا	داماں امید دفتر عشق

حکیم جناب حشمت الدولہ بہار الملک منشی سید غضنفر علیخانصاحب بہادر صولت جنگ خلف اکبر جناب تدبیر الدولہ بہادر آسیر مرحوم و مغفور

ہے عجب مثنوی حضرت شوق	ہر مفصل ہے نثار مجمل
نقل اول کے لیے کا غذ پر	نقطے ہیں عقدۂ مالاینحل
حسن بندش پہ قصیدہ ہی فدا	رنگ پر دل سے ہی قربان غزل
بہر ایذاے عدو ہے مصرع	صورت نشتر زنبور عسل
چشم احباب کو دیتا ہے وہ نور	میل سرمہ ہو نہ کیوں ضرب مثل
ہے مضامین کی یہ تقریر کہ ہم	اول اول ہوے ہین مستعمل
استغنا بی یہ دیے ہین نقطے	حرف منقوط ہے رشک مہمل
ابیات برادسکی ہے قربان نبات	نوشدارو ہے ثنا خنظل

اگر د نقطون کے دوائر یون ہین	پاؤن ہین جیسے دولھن کے چھاگل
نا تمہ اوس پہ تناسب کا ہے	شہد آخر ہے تو ملح اول
ہے مرکب کا مقولہ یہ حکیم	کب زمین شعر کی ہے بادل
پلے تاریخ مین ہے جائے حنا	رنگ خون جگر حسن ازل ۱۳۰۵ھ

شہیر۔ جناب سید محمد نوح صاحب رئیس و تعلقدار مچھلی شہر ضلع جونپور

بے مثل و لاجواب ہی یہ نظم دلفریب	سب شاعری کے رنگ ہین اس مین ملے ہوے
تاریخ سال طبع مسیحی یہ ہے شہیر	گلزار فکر شوق کے ہین گل کھلے ہوے ۱۸۸۷ء

شاعر۔ جناب منشی فضل حسین خان صاحب تعلقدار جلال پور رئیس قصبہ سندیلہ

از شوق چو طبع مثنوی شد	احسنت بگفت روح سائب
شاعر چو نمود فکر تاریخ	گفتہ کہ عجائب و غرائب ۱۳۰۵ھ

ظہور۔ جناب شیخ ظہور حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب میر الدولہ بہادر اسیر مرحوم

اس مثنوی کی مدح مین قاصر زبان ہی	محنت جناب شوق نے کی ٹوٹ ٹوٹ کے
ہاتف نے دی ندا یہ پئے سال اے ظہور	حق یہ ہی بھر دیا ہے مزہ کوٹ کوٹ کے ۱۳۰۵ھ

عقیل۔ جناب سید مہدی حسن صاحب مالک و مہتمم گلدستہ نغمہ بہار لکھنؤ شاگرد جناب حکیم

طبع شد مثنوی نادر دہر	یادگار زمان ترانہ شوق
نظم روشن کلام ماہ مبین	نیر آسمان ترانۂ شوق

نور افشان مدام این تصنیف	جلوۂ جاودان ترانۂ شوق
اہل عالم ہمہ مسرت سنج	دل کند شادمان ترانۂ شوق
گفت تاریخ طبع ذہن عقیل	صبح عید جہان ترانۂ شوق

عیش۔ جناب شیخ فدا علی صاحب لکھنوی ۱۳۰۵ھ

زہے احمد علی شوق سخنور	وہ ہین اے عیش رشک غالب و ذوق
لکھی یہ مثنوی کیا عاشقانہ	فصاحت مین وہ سب سے لے گئے فوق
کلام اونکا گلے کا ہار یون ہی	کہ جیسے گردن معشوق مین طوق
لکھو بے روئے زحمت طبع کا سال	خیال عمدہ و بس نازک شوق

عارف۔ جناب شیخ فدا علی صاحب شاگرد جناب حشمت الدولہ بہادر (حکیم لکھنوی) ۱۳۰۵ھ

شاہد این مثنوی بے عدیل	ہست رنگین چہرہ مانند خیال
بہر نظم شوق سال انطباع	گفت عارف خوب بصورت بےمثال

قیصر۔ جناب منشی محمد احمد صاحب خلف اکبر جناب منشی (امیر احمد صاحب امیر) ۱۸۸۷ع

خوب ہی رنگین ہی گل نظم شوق	سارے گلون کا ہی یہ سرتاج گل
مصرع تاریخ یہ کہیے قیصر	باغ معانی کا کھلا آج گل

محسن۔ جناب مولانا محمد محسن صاحب کاکوروی مصنف چراغ کعبہ (صبح تجلی۔ سراپائے رسول اکرم وقصائد نعتیہ وغیرہ) ۱۳۰۵ھ

اس قدر شوخ مثنوی محسن	نہ کسی نے سنی نہ دیکھی ہے

روبرو اس زبان اردو کے	فارسی کی تمام ترکی ہے
کس بلندی پہ ہے زمین شعر	فلک ہفتمین پہ کرسی ہے
سحر و افسون ہے بول چال انکی	فتنۂ حشر لفظ و معنی ہے
اوڑے جاتے ہین لفظ سی مضمون	سطر صفحے پہ لوٹی جاتی ہے
دونون مصرع ہین کیا تڑپتے ہوے	ایک سیماب ایک بجلی ہے
ہاتف غیب بھی یہ کہتا ہے	بارک اللہ عجیب شوخی ہے

۱۳۰۵ھ

ایضاً

اعجاز کلک شوق باذوق	افسونے بخواند و سحر گفتہ
تاریخ نوشت طبع رنگین	نیرنگ معنی شگفتہ

۱۳۰۵ھ

ایضاً

می سزد بہر شاہ این نگارین مثنوی	آب و تاب گوہر شہوار اشعار نسیم
گرچہ بیگویہ سخندانش بہار بیخزان	گفتمش کہ بود خزانے بہ گلزار نسیم

۱۳۰۰ھ

ایضاً

ہوش ربا گشت ز اہل مذاق	چاشنی این سخن ذوق ذوق
ہاتف غیب از پئے تاریخ سال	گفت زہے حسن چمن ذوق شوق

نتیجہ طبع سید محمد واحد حسین صاحب تعلقدار رسولی شاگرد جناب سید عباس حسین صاحب فصاحت لکھنوی

شوق نے کی نظم ایسی مثنوی	کہتے ہین سب شاعر یکتا بیان شوق
لکھو ہجری مین مجسم سال طبع	ہے عجائب یہ بہار عشق

۱۳۰۵ھ

معصوم جناب میر معصوم علی صاحب شاگرد جناب حمد اللہ بہادر حکیم لکھنوی

شوق نے کیا نظم کی ہے مثنوی	جسکا دل طالب ہے وہ مطلوب ہے
کیوں ہے سال طبع میں معصوم فکر	الکمد ے اب یہ مثنوی مرغوب ہے

۱۲۸۶ء

ایضاً

واہ اے شوق واہ کیا کہنا	ہے عجب دلربا ترانۂ شوق
کہا معصوم نے یہ سال طبع	ثمرہ جان ہے یا ترانۂ شوق

نعیم جناب حکیم محمد نعیم الزمان خانصاحب شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

رنگین نظم شوق سخنور	رنگ چمن پر خندہ زن ہے
مثنوی دلچسپ کو دیکھو	اک معشوق رشک چمن ہے
اسکی سیاہی شام وصلت	اور سپیدی صبح وطن ہے
نقطہ جو ہے خال ہے رخ کا	دائرہ جو ہے شکل دہن ہے
کہیے نعیم اب تاریخ اسکی	کیا ہی لعل تاج سخن ہے

وزیر جناب شیخ وزیر علی صاحب شاگرد جناب حکیم

کہی ہے عجب مثنوی شوق نے	بلا شبہہ یہ دامن فیض ہے
ہوئی فکر تاریخ جب دم وزیر	یہ دل نے کہا گلشن فیض ہے

وفاق جناب شیخ رحمان بخش صاحب شاگرد جناب حکیم

ارم ہے مثنوی حضرت شوق	کہ ہیں غلمان لفظ و حور معنی

ہے آئینہ صفائے بندش بیت	عیاں ہے چہرۂ پر نور معنی
کلیم طبع لکھ تاریخ اسکی	گلستان مضامین طور معنی ۱۸۸۷ء

یوسف۔ جناب نواب محمد یوسف حسین خانصاحب بہادر رئیس شہر لکھنؤ شاگرد جناب تدبیر الدولہ بہادر اسیر مرحوم و مغفور

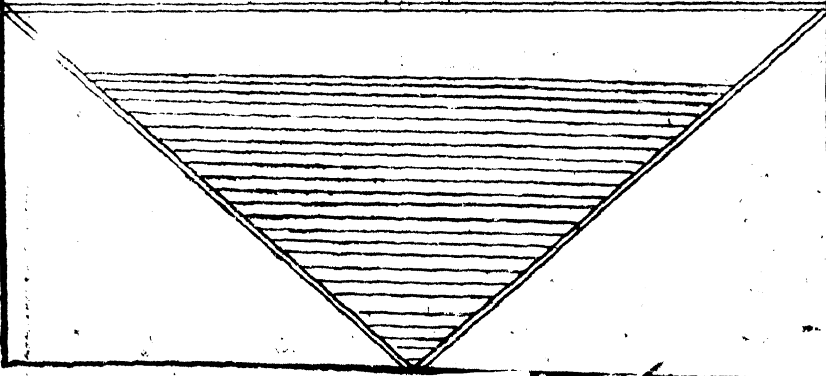
شوق کی یہ مثنوی ہی بے نظیر	اس پہ ہے اہل سخن کا اتفاق
کیا بیان دلبستگی کا حال ہو	ہو وفاق ایسا کہ قربان ہو نفاق
کلک یوسف نے لکھی تاریخ طبع	جلوہ آرا حال درد اشتیاق ۱۳۰۵ھ

حسان۔ جناب منشی محمد مہر علیصاحب بھٹولوی۔ شاگرد جناب (قدر بلگرامی مرحوم)

زنیرنگ این مثنوی فصیح	بدام فصاحت سخن شد اسیر
چو حسان خیال سن طبع کرد	رقم زد قلم نسخۂ بے نظیر ۱۸۸۷ء

فیروز۔ جناب محمد فیروز شاہ خان صاحب رامپوری

کرے وصف کیا کوئی اس مثنوی کا	سراپا کہانی ہے درد جگر کی
ہوئی فکر تاریخ فیروز کو جب	کہی مثنوی شوق والا گہر کی ۱۳۰۵ھ



غلط نامه

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۹	۸	نعلین	لعلین	۵۸	۱۷	ٹثی	ٹٹی
"	۱۶	نُو	نَوُ	۵۸	۱۸	قت	رقت
۱۳	۱۱	حیاہین	حیاہین	۶۱	۱۸	کی	گی
۱۵	۱	پھرین	بھرین	۶۲	۱	یہ	پہ
"	۴	آیرو	ایرو	۶۲	۱۴	ٹوٹنے	توڑے
۱۷	۷	لوسوقت	اوسوقت	۶۳	۱۳	سطهر	سطر
۳۱	۹	گر	کر	۷۷	۱۸	پر	دیر
۳۴	۱۸	لوٹھا	اوٹھا	۷۹	۱۱	ہے	سہے
۳۸	۱۸	پیچیدہ	بیچیدہ	"	۱۷	بیاڑ	پہاڑ
۳۹	۱۹	ٹوٹے	ٹوٹی	۸۰	۱	آیا	آؤ
۳۷	۹	کھٹکے	گھٹکے	۸۰	۱۸	نسخیر	تسخیر
"	۱۰	ٹیکے	ٹیلے	۸۲	۱۹	انسان سی جو	انسان جو
۴۰	۴	صاف	پاک	۸۳	۱۸	گھرکے	گھرسے
"	۱۷	آئی	آئے	۸۴	۱۱	غیر یہ	غیر پہ
۵۰	۱۸	در	ڈر	۸۶	۷	لون	اون
۵۱	۳	کردون	گردون	۹۷	۱۴	جس	جعل
۵۳	۱۷	هوایار	هوپار	۹۸	۱۱	بتاؤ	بناؤ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۰	۲	گ	آگ	۱۳۰	۳	مائے غم	مارے غم
۱۰۱	۲	نیغ	تیغ	"	۴	نو	تو
۱۰۱	۱۴	بھائی	بھاگی	"	۷	گے	کے
"	۱۵	جھوتے	جھوٹے	"	۱۴	بنایا	بتایا
۱۰۳	۱۴	بھری	دھری	۱۳۱	۶	ہے	سے
۱۰۴	۱۸	بجنبیوں	بجلیون	"	۱۲	کو	کہ
۱۰۶	۱۵	جھنکا	جھنکار	"	۱۲	کہ	کو
۱۰۹	۱۵	اٹکے	ٹھکے	"	"	وانے	دانے
۱۱۰	۱۵	کسیکے مابخت	کسکے ابخت	"	۱۶	پاہتے	چاہے
"	۱۸	ہے	سے	۱۳۴	۲	ئی	چھوٹی
۱۱۵	۸	عدا	غذا	۱۳۶	۱۱	ماروں	تاروں
۱۱۷	۱۷	سیے	سبے	۱۳۹	۳	یچہرہ	پہرہ
۱۲۳	۱۵	کئی	گئی	"	۴	لو	کو
۱۲۸	۱۹	دیا	دیا	۱۴۰	۸	چھپائے	چھپائے
۱۳۶	۲۰	نگ	رنگ				

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
مولانا شبلی مرحوم		**پنڈت رتن ناتھ سرشار**		**منشی احمد علی شوق**	
سوانح عمری مولانا روم	عہ	پھشو	۶ر	ترانہ شوق	عہ
		بچھڑی دلہن	۸ر	عالم خیال	۸ر
سوانح خسرو	۱۰ر	پی کہاں	۵ر	**منشی ارتضا علی اشرف**	
علم الکلام	عا	کامنی	۱۲		
الکلام	عا	فسانہ آزاد	موعہ	یادگار شہرہ	۲ر
مجموعہ کلام شبلی اردو	۱۲ر	بام سرشار	۱۴	خیابان تسلیم	۴ر
مثنوی صبح امید	۱۲ر	**حکیم محمد علیخان مرحوم**		ہفت تسلیم	۸ر
[illegible] الملک مرحوم				صبح وصل	۲ر
		عبرت کاول	ہے	تصویر عبرت	۴ر
آیات [illegible]		گورا	۴ر	دو پھول	۲ر
[illegible]			معہ	شہید [illegible]	۴ر
مجموعہ لکچر		**خواجہ عشرت**	للعہ	**مولوی بشیر الدین احمد**	
منشی سجاد حسین مرحوم		شاعری کی پہلی کتاب	۸ر		
		شاعری کی دوسری		حرز طفلان	۳ر
احمق الذین	۸ر	کتاب	۸ر	نشاط عمر	عہ
حاجی بغلول	۱ر	تذکرہ آب بقا	۱۴ر	عصائے پیری	۱۲ر
پیاری دنیا	۱ر	**منشی امیر احمد مینائی مرحوم**		اقبال دلہن	۱۲ر
طلسمی فانوس	۶			**خواجہ حسن نظامی**	
طرحدار لونڈی	۸ر	نغمات عشق	ہے		
میٹھی چھری	۶ر	**مرزا داغ مرحوم**		سیپارہ دل	۶ر
کایا پلٹ	۱۲ر	خمخانہ شاعری یادگار داغ		روزنامچہ	۶ر

ادیب بک ایجنسی پاٹا نالہ [illegible]

نام کتاب قیمت نام کتاب قیمت نام کتاب قیمت

خواجہ حسن نظامی مولانا راشد الخیری جناب صفدر مرزا پوری

رسول کی عیدی ۲/ شب زندگی عہ/ بزم خیال عـہ

محرم نامہ عہ/ نوحہ زندگی عہ/ مشاطہ سخن ۱۲/ عہ/

اتالیق خطوط نویسی ۱۲/ سراب مغرب ۸/ مولانا اشرف علی تھانوی

اسلام کا انجام ۶/ جوہر قدامت ۸/

بیوی کی تعلیم عہ/ عروس کربلا ۸/ نشر الطیب فی ذکر نبی الحبیب ۸/

میلاد نامہ عہ/ الزہرا ۱۲/ اصلاح الرسوم ۸/

کرشن بیتی عا/ بنت الوقت ۸/ کلید مثنوی ۲ جلد عہ/

محفل نامہ گیارہویں ۱۲/ سات روحوں کے اعمال ۶/ مناجات مقبول ۸/

غدر دہلی کے افسانے موودہ ۸/ بہشتی زیور ۱۰ حصے عا/

دو جلد ۴/ حافظ عبد الرحمن امرتسری بہشتی گوہر ۸/

بیگمات ۱/ الکشف ۵ حصے ۸/

جگ بیتی ۶/ عربی بول چال ۲ حصے ۴/ مولانا عاشق علی

آپ بیتی عہ/ کتاب الصرف ۱۰/

پیغمبروں کی کہانیاں ۱۰/ کتاب النحو ۸/ تذکرۃ الرشید دو جلد سے/

قبروں کے غیبی نوشتے ۸/ مولانا سلیمان ندوی مکاتیب رشیدیہ ۵/

یورا میکرزن (۵ حصے) ۴/ مولانا عبد الشکور کاکوروی

خطوط حسن نظامی ۱۲/ ارض القرآن ۲ جلد ۴/

مولانا راشد الخیری حیات ام مالک ۱۲/ ترجمہ تاریخ طبری سے/

صبح زندگی مکاتیب شبلی ۲ جلد ۸/ مرزا محمد ہادی بی۔ اے

۸/ مسلمان عورتوں کی

شام زندگی عہ/ بہادری ۲/ امراؤ جان ۴/

ادیب بک ایجنسی پاٹا نالہ لکھنؤ